بفیضانِ نظر: مفتی تقدس علی خاں * پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد * علامہ شمس الحسن شمس بریلوی محسنِ ادارہ: الحاج شفیع محمد قادری

بانیِ ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: پروفیسر دلاور خاں

ISBN 978-969-9266-04-1

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

جلد: 33 شمارہ: 03

مارچ ۲۰۱۳ء / ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

حُسنِ ترتیب

ہدیہ فی شمارہ: 40 روپے

سالانہ: عام ڈاک سے: -/400 روپے رجسٹرڈ ڈاک سے: -/800 روپے

بیرونِ ممالک: 40 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔ ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 5214-45۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا

25- جاپان مینشن، ریگل، صدر، جی پی او صدر، کراچی-74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ فون: 32725150-21-92+ فیکس: 32732369-21-92+

ای میل: imamahmadraza@gmail.com، ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

اپنی بات

تعلیماتِ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی

پروفیسر دلاور خاں

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر نجات نہیں پاتا تو مخلوقات میں سے اوروں سے مدد مانگتا ہے، مثلاً بادشاہوں سے یا حاکموں یا دنیاداروں یا امیروں سے اور دکھ درد میں طبیبوں سے؛ جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا، اس وقت اپنے پروردگار کی طرف دعا اور گریہ وزاری و حمد وثنا کے ساتھ رجوع کرتا ہے یعنی جب تک اپنے نفس سے مدد مل جاتی ہے خلق سے رجوع نہیں کرتا اور جب خلق سے مدد مل جاتی ہے خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔" (سیدنا الشیخ عبد القادر گیلانی کے علمی وفکری اثرات، ص ۶۲)

ایک مجلس میں معرفتِ الٰہی کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: "اس پر نظر رکھو جو تم پر نظر رکھتا ہے؛ اس کے سامنے رہو جو تمہارے سامنے رہتا ہے؛ اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے؛ اس کی بات مانو جو تم کو بلاتا ہے؛ اپنا ہاتھ اسے دو جو تم کو گرنے سے سنبھالتا ہے اور تم کو جہل کی تاریکیوں سے نکالتا ہے اور ہلاکتوں سے بچاتا ہے۔" (ایضاً، ص ۶۵)

اسی طرح سیّدنا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر، اپنے درہموں پر، اپنی خرید و فروخت پر اور اپنے شہر کے حاکم پر، ہر چیز کہ جس پر تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے اور وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے۔"

سرکاری علما و مشائخ کو یوں متنبہ فرماتے ہیں: "اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! تم کو ان سے کیا نسبت؟ اے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنو! اے بندگانِ خدا کے ڈاکوؤ! تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو، یہ نفاق کب تک رہے گا۔ اے عابدو! اے زاہدو! شاہان و سلاطین کے لیے کب تک منافق بنے رہوگے؟ کہ ان سے دنیا کا مال و زر اور اس کی شہوات و لذات لیتے رہوگے تم اور اکثر حکمراں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے مال اور اس کے بندوں سے متعلّق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہیں۔ بارِ الٰہ! منافقوں کی شوکت توڑے اور ان کو ذلیل فرما یا ان کو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما اور زمین کو ان سے پاک کردے یا ان کی اصلاح فرما۔"

ایک دوسرے موقع پر اسی طبقے سے یوں خطاب فرماتے ہیں: "تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھے ظالموں کا خدمت گار اور حرام خوری پر آمادہ کردیا؟ تو کب تک حرام کھاتا اور دنیا کے ان (ظالم) حکمرانوں کا خدمت گار بنا رہے گا؟ جن کی خدمت میں لگا ہوا ہے ان کی حکمرانی عنقریب ختم ہوجائے گی اور تجھے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔" (ایضاً، ص ۶۹)

ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں: "جنابِ رسول اللہ ﷺ کے دین کی دیواریں پے درپے گر رہی ہیں اور اس کی بنیادیں بکھری جاتی ہیں۔ اے باشندگانِ زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کردیں اور جو ڈھ گیا ہے اس کو درست کردیں؛ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ اے سورج، اے چاند اور اے دن تم سب آؤ۔" (ایضاً، ص ۷۰)

آپ کا ارشادِ گرامی ہے: "مرید کے لیے شیخ کا کھانا صحیح ہے اور شیخ کے لیے مرید کا کھانا حرام ہے، کیوں کہ شیخ کو دل کی صفائی اور مرتبے کی بلندی حاصل ہوئی ہے اور اللہ جل شانہ کی حضوری میں ہوتا ہے اور پرہیزگاری کی باریکیاں بہت گہری ہیں۔" (ایضاً، ص ۲۱۸)

آپ فرماتے ہیں کہ توکل کے تین درجے ہیں: ایک توکل ہے، دوسرا تسلیم ہے اور تیسرا تفویض ہے۔ جو متوکل آدمی ہوتا ہے وہ تو خدا کے وعدے سے اپنے دِل کو تسکین دیتا ہے اور جو صاحبِ تسلیم ہوتا ہے وہ خدا کے علم پر کفایت کرتا ہے اور صاحبِ تفویض خدا کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا توکل شروع اور تفویض اعلیٰ درجہ اور تسلیم درمیان ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ توکل عام لوگوں کی صفت ہے اور تسلیم خاص لوگوں کی صفت ہے اور تفویض ان لوگوں کی صفت ہے جو خاص الخاص ہیں اور بعض نے فرمایا توکل کرنا پیغمبروں کی صفت ہے اور تسلیم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صفت ہے اور تفویض ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی صفت ہے۔ (ایضاً، ص ۲۶۰)

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

سیّد محمد ریاست علی قادری (بانی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان)

خالقِ کائنات نے اپنے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تمام جہان والوں کے دل سے بہتر پایا اور انھیں چُن لیا اور اپنا محبوبِ خاص قرار دے کر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ پھر قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قلوبِ بندگان ملاحظہ فرمائے تو اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سب دلوں سے بہتر نظر آئے پس انھیں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر کیا اور اپنے محبوب کے لیے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترین عالم تھے اور خالق کائنات نے اُن کو اس خوبی سے سنوارا کہ شریعتِ محمدیہ کا بارِ گراں اپنے دوش پر اُٹھالیں تاکہ دین کی ترویج و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں اور اپنے آقا و مولا کی عادتیں اختیار کریں۔ اُن عظیم ہستیوں میں عظیم تر ہستی سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جن کے خصائل اس قدر ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی شانِ گرامی کو تمام شانوں سے الگ کر دیا اور اُنھیں خاص اپنی ذات پاک کے لیے چُن لیا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے: ”انسان کی بہترین خصلتیں ۳۶۰ ہیں۔ جب خدا کے بزرگ و برتر بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُن ہی سے ایک عطا فرمادیتا ہے کہ وہ اُسے جنت میں لے جاتی ہے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کے وقت بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر تھے۔ عرض کیا! یارسول اللہ ان ہی سے مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے۔ ارشاد ہوا! اے ابو بکر! وہ سب کی سب تم میں موجود ہیں۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو خصلتیں خاص طور پر نمایاں ہیں جو دوسری تمام خصلتوں پر حاوی ہیں: پہلی یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور دوسری یہ کہ آپ اپنی جان، جائداد اور مال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر داری، دل داری، پاس داری اور جاں نثاری میں پیش پیش تھے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ان ہی دو خصلتوں کے باعث حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب سے زیادہ محبت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے۔ پس یہ بات واضح ہے کہ محبت رسول ہی معیار ہے فضیلت و برتری کا اور یہی محبتِ رسول مدارِ ایمان اور جانِ ایمان ہے۔

سوال اٹھتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں میں اس درجہ محترم و محبوب کیسے بن گئے اور آپ کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ تقرب کیوں کر حاصل ہو گیا جو کسی دوسرے کو نصیب نہ ہو سکا۔ اسی قربت، محبت کی اصل وجہ بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ابدی صداقتوں کی حامل تھی۔ آپ نے ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشادِ نفس کیا، دین و دانش کی ہر آزمائش پر پورے اُترے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خمیر میں ایثار و قربانی، وفا، سکونِ قلبی و ذہنی، عزم اور استقلال شامل تھے اور آپ عقل سے زیادہ عشق تھے آپ کے عزم، ثبات، جرأت، شجاعت، حلم، مروت سلیم الفکری، کشادہ نظری اور سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و وابستگی اور کفر و شرک کی قوتوں سے بیزاری نے آپ کو ثانی اثنین بنایا۔ آپ کو آسمانوں میں صدیق کے لقب سے یاد کیا گیا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر خبر پر تصدیق کرنے میں سبقت فرماتے تھے۔ جس دن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا اعلان فرمایا کہ رات میں مجھ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجایا گیا تو ایک طرف اہلِ قریش نے آپ کی بات سچ جاننے سے انکار کر دیا اور دوسری طرف خود مسلمان بھی متذبذب سے ہونے لگے تھے کہ اس اعلان کو سچائی پر محمول کریں یا نہ کریں، مگر اس موقع پر ایک شخص ایسا بھی موجود تھا جس نے اس خبر کو بغیر کسی تردّد، تذبذب اور لیت و لعل کے قبول کیا اور وہ عظیم المرتبت ہستی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ اس ضمن میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب میں نے کسی کو اسلام کی دعوت دی تو اُس کو تذبذب ہوا سوائے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ جب میں نے اسلام پیش کیا تو بغیر تذبذب اور تردّد کے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔“

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کی نگاہوں میں سب سے زیادہ

محبوب شخصیت کس کی ہے تو اُس وقت آپ کا جواب تھا: "ابو بکر صدیق"۔ ایک دن حضورِ اکرم ﷺ نے منبرِ رسول پر خطاب کرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر میرے لیے یہ ممکن ہوتا کہ میں اس اُمّت میں کسی شخص کو خلیل بنا سکتا تو میں یقیناً اس کے لیے ابو بکر صدیق کا انتخاب کرتا۔

رسول اللہ ﷺ کے دربار میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس درجہ قدر و منزلت تھی کہ کفار بھی بعد نبی اکرم ﷺ اُن ہی کو پوچھتے اور جس معاملے میں گفتگو منظور ہوتی اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معاملہ اُن کا اور رسول اللہ ﷺ کا واحد جانتے۔ یہ فضیلت آپ کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہ تھی۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم خدمتِ رسالت میں حلقہ باندھ کر بیٹھتے اور اگر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حاضر نہ ہوتے اُن کی مخصوص جگہ خالی رہتی اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوتی کہ اُن کی جگہ کوئی اور بیٹھے اور جب آپ تشریف لاتے اپنی خالی جگہ بیٹھ جاتے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوتے تو اپنا رخِ انور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی طرف فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب آپ ہی کو ٹھہراتے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ آپ کو اس درجہ پسند فرماتے تھے کہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب کرنے کی تعلیم فرماتے اور اس وصف میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی شریک نہ تھا۔

جب روزِ فتح سرکارِ دو عالم ﷺ مکّہ معظمہ میں داخل ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کو بارگاہِ رسالت میں حاضر کیا۔ ارشاد ہوا کہ اس پیر کو تم نے گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑا کہ ہم خود ہی ان کے پاس چلے جاتے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ان کا حاضر ہونا لائق تھا۔ پھر حضورِ اکرم ﷺ نے اُن کے سینے کو مسح کرکے ارشاد فرمایا! مسلمان ہو جا اور وہ فوراً مسلمان ہوگئے۔ یہ اعزاز و اکرامِ ابو قحافہ دراصل ابو قحافہ کے لیے نہ تھا کہ وہ تو اُس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے۔ اُس وقت تک وہ اپنی ذات میں کوئی امر باعثِ تعظیمِ رسول اللہ ﷺ نہ رکھتے تھے اور نہ پیری کا لحاظ تھا کیونکہ ہزاروں اُن سے بھی زیادہ ضعیف العمر لوگ مسلمان ہوئے کہ ان ہی میں کیا خصوصیت تھی پس ثابت ہوا کہ یہ تعظیم درحقیقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: "اے لوگوں! کیا تم میرے دوست کو چھوڑنا چاہتے ہو اور واقعہ یہ ہے کہ جب تم سے میں نے کہا کہ میں خدائے ذوالجلال کا رسول ہوں اور اُس نے مجھے تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا ہے تو تم نے مجھے جھٹلایا مگر اُس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے میری تصدیق کی۔"

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابھی میرے پاس جبرائیل امین آئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اے جبرئیل میرے سامنے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں بیان کردے جبرئیل امین نے عرض کیا کہ اگر میں عمر کے فضائل اس قدر مدت تک حضور سے بیان کروں جب تک نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے، فضائل عمر رضی اللہ عنہ ختم نہ ہوں اور بے شک عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ایک نیکی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے۔"

جہاں تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت و رفاقت کا سوال ہے آپ نے کمالِ صدق و راستی، نیکی و شرافت اور خلوص کا ثبوت دیا۔ اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی نگاہوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کیوں اتنی فضیلت و منزلت تھی۔ حضور ﷺ نے اپنی بیماری کے زمانے میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کو امامت کے لیے منتخب فرمایا۔ اس لیے کہ حضورِ اکرم ﷺ کے نزدیک حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ رسول اور اسلام کے لیے کوئی دوسرا خیر خواہ نہ تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سرکارِ دوعالم ﷺ کی بات خوب سمجھتے تھے اور آپ میں یہ صلاحیت تھی کہ آپ حضورِ اکرم ﷺ کی باتوں کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی تقریر میں ایک جملہ کہا، جس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اس امر میں اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو دنیاوی لذّتیں اختیار کرلے اور اگر وہ چاہے تو آخرت کی نعمتیں اور ابدی و لافانی مسّرتیں حاصل کرے اور اُس بندہ نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ اس موقع پر بھرّاتی ہوئی آواز میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم اپنی جانیں اور اپنی اولاد تک آپ پر نثار کردیں گے۔ تمام لوگ یہ نہ سمجھے کہ حضورِ اکرم ﷺ کے ارشاد سے اس اعلان کو کیا ربط ہو سکتا ہے

مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر یہ بات روشن ہو چکی تھی کہ یہ ارشادِ گرامی دراصل اشارہ ہے اس بات کا کہ جلد ہی رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے پردہ فرمالیں گے۔

حدیث شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورِ اکرم ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرماتھے کہ فرمایا: "اس وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کوئی نہ پیدا فرمایا اور اُس کی شفاعت روزِ قیامت مثل میری شفاعت کے ہوگی۔" کچھ ہی دیر گزری تھی کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضورِ اکرم ﷺ نے اُن کے لیے قیام فرمایا اور پیشانیِ صدیق رضی اللہ عنہ پر بوسہ دیا اور گلے لگایا۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے جنابِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی کہ روزِ قیامت سرکارِ دوعالم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ ہوگا۔ حوضِ کوثر پر ہمراہِ رکاب رہیں گے اور پھر فردوسِ اعلیٰ میں رفاقتِ دائمی ہے۔

اسلام کو جس قدر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے نفع پہنچا کسی کے مال سے نہیں پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کو جتنا اُن کا مال کام آیا کسی اور کا نہ آیا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق حضرت علی کرم اللہُ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ: "جو حق لائے وہ محمد ہیں (ﷺ) اور جس نے اُس حق کی تصدیق کی وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ سورۂ فاتحہ کی آیت: "اھدنا الصراط المستقیم" رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے دونوں یار صدیق، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اس تفسیر پر دونوں کو اس وصف میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کسی شخص پر جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل سوا نبی کے۔" زمانۂ آدم علیہ السلام سے قیامت تک بعد انبیا و مرسلین کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل پیدا ہوا نہ ہوگا۔ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بحوالہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ہر ایک کا احسان اُتار دیا سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کے، اُن کا احسان میرے ذمّے باقی ہے۔ اُن کا احسان اتنا عظیم ہے کہ اس کا عوض قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی ان کو عطا فرمائے گا۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال سے پہنچا"۔ حضورِ اکرم ﷺ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اتنی زیادہ محبت فرماتے تھے کہ جب تک مکۂ معظمہ میں تشریف فرمارہے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر صبح و شام تشریف لے جاتے تھے اور پھر مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے وقت بھی یعنی ہجرت کے کٹھن وقت میں آپ نے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو ہم سفری کا عظیم شرف بخشا، حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ بعدِ رسول اللہ ﷺ اس اُمّت سے جو شخص جو داخل جنت ہوگا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور فرمایا: کہ سب سے حساب لیا جائے گا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نہیں۔"

بتوں اور بت پرستوں سے تنفر تمام انبیاءِ کرام علیہ الصلاۃ والسلام کی طینت ہے۔ کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی ربِّ ذوالجلال کو سجدہ کیا اور توحیدِ الٰہی کی علی الاعلان گواہی دی۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھیے کہ بچپن میں بتوں کی عاجزی اور اُن کا محض بے دست و پا ہونے کا کتنا کامل یقین تھا کہ بت شکنی کرکے شانِ ابراہیمی علیہ السلام کا جلوہ دکھایا۔

ایک بار مہاجرین و انصار دربارِ رسالت میں حاضر تھے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا (اس قسم کو بھی ملاحظہ کیجیے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم کھا رہے ہیں)۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سُن کر کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم کھا رہے ہیں کہ میں نے کبھی کسی بُت کو سجدہ نہیں کیا حالانکہ آپ کی زندگی کا کافی حصّہ زمانۂ جاہلیت میں گزرا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ بچپن میں ابو قحافہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک بت خانے میں لے گئے اور مجھ سے کہا کہ یہ ترے بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں ایک بت کے پاس گیا اور اُس سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا۔ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا، تو میں نے ایک پتھر اُٹھا کر اُس سے کہا کہ تیرے پہ پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچالے۔ اُس نے کچھ نہ کہا اور میں نے پتھر اُس کے منہ پر مارا کہ منہ کے بل گر پڑا۔ جب میرے باپ آئے اور کہا: اے بیٹے تم نے یہ کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: وہی جو آپ دیکھتے ہو۔ پس وہ غصّہ ہوئے اور مجھے میری ماں کے پاس لے گئے اور

اُن سے حال بیان کیا۔ ماں نے کہا! اے ابو قحافہ اسے کچھ نہ کہو اور چھوڑ دو کہ اس کے بارے میں خدا نے مجھ سے سرگوشی فرمائی۔ میں نے کہا: اے میری ماں وہ کونسی سرگوشی تھی؟ کہا! جس رات مجھے دردِ زِہ تھا میرے پاس کوئی نہ تھا کہ ہاتف کو میں نے پکارتے سنا کہ اے خدا کی سچی لونڈی تجھے آزاد بچے کا مژدہ ہو اور اُس کا نام آسمان میں صدیق ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار ورفیق ہے۔ جب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ یہ واقعہ سُنا چکے تو جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سچے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی مشابہتیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئیں کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ تمام امور میں جس طرف رائے شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان ہوتا رائے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی اُسی طرف رجحان ہوتا۔ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس میں آتی دلِ صدیق رضی اللہ عنہ میں خود رضی اللہ عنہ بخود قرار پاتی۔ گویا یہ دونوں قلب دو آئینۂ متقابل تھے کہ جو عکس اس میں پڑے گا اس میں بھی مرتسم ہوجائے گا اور یہ بات سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔

تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی آرا میں بڑی ہم آہنگی، مطابقت اور یکسانیت تھی جس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ ایک دفعہ جب صلحِ حدیبیہ قرار پائی اور مسلمانوں کو طوافِ کعبہ کی اجازت نہ مل سکی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا حضور اللہ کے سچّے نبی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کیا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کیا: تو جب حال یہ ہے تو ہم اپنے دین میں ذلّت کیوں آنے دیں۔ ارشاد ہوا: بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ عرض کیا: کیا آپ نے ہم سے نہ فرمایا تھا کہ ہم خانۂ کعبہ پہنچ کر طواف کریں گے؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ تو کہا میں نے تجھے یہ خبر بھی دی تھی کہ ہم اسی سال کعبہ پہنچ کر طواف کریں گے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو کعبہ پہنچے گا اور اُس کا طواف کرے گا۔ میں نے خاص اسی سال کا نام کب لیا تھا۔ وعدہ بے شک سچّا ہے اور جو ہم نے کیا ہے وہ یقیناً ہونے والا ہے۔ اگرچہ اس سال نہ ہو۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کافی بے چین تھے، فوراً حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ شاید اُن کی رائے میری رائے کے موافق ہو اور وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کریں اور اُن کی بات سنی جائے۔ پس کہا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کیا یہ سچّے نبی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ کہا جب حال یہ ہے تو ہم اپنے دین میں ذلت کیوں آنے دیں؟ فرمایا! اے شخص بے شک وہ اللہ کے سچّے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ اُن کی مدد کرنے والا ہے۔ تو اُن کی رکاب تھا مے رہے کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔ کیا ہم سے انہوں نے نہ کہا تھا کہ ہم کعبہ پہنچے گے اور اُس کا طواف کریں گے۔ فرمایا! کیوں نہیں۔ تو کہا تمہیں یہ بھی خبر دی تھی کہ اسی سال کعبہ پہنچ کر طواف کریں گے۔ بہ نظر غور دیکھیے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب حرفاً حرفاً بالکل وہی تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ فضیلت و سعادت بھی کسی کے نصیب میں نہ آئی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین و تسلّی کا باعث بنے کہ جب روزِ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو آتے دیکھا۔ عرض کیا: الٰہی! یہ قریش ہیں کہ اپنے انتہائی کرّوفر اور جاہ وجلال کے ساتھ آتے ہیں۔ میرے رسول سے لڑنے اور تکذیب کرنے۔ یہ کہتے جاتے اور اپنے رفیق صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا بازو تھامے ہوئے عرض کررہے ہیں: الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں جس کا تو نے وعدہ فرمایا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سرکار کو مژدہ ہو۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسا وعدہ جو آپ سے کیا پورا فرمائے گا۔ اس منزلت کو دیکھیے کہ عین وقتِ پریشانی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا بازو تھام کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے مناجات فرمارہے ہیں اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین و تسلّی کررہے ہیں تاریخِ انسانی شاہد ہے کہ انبیاو رسل کے بعد صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کوئی شخصیت اتنی فضیلت والی نظر نہیں آتی۔

*****

عصرِ حاضر میں مضاربت کا عملی اطلاق

صبا نور (پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان)

مضاربت اسلامی معاشیات میں ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے تحت ایک فریق (مضارب) اپنی محنت اور دوسرے فریق (رب المال) کے سرمائے کو کاروبار میں استعمال کرتا ہے اور اس کاروبار سے جو نفع ہو وہ دونوں فریق پہلے سے طے شدہ تناسب میں آپ میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

معارفِ رضا کے گزشتہ شمارے میں مضاربت کا مفہوم، اقسام اور شرائط سے متعلق بنیادی باتیں پیش کی جاچکی ہیں۔ پیشِ نظر مقالے میں مضاربت کی اقسام اور موجودہ دور میں رائج مختلف کاروباروں میں مضاربہ کا استعمال اور ان سے متعلق مولانا احمد رضا خاں کی تحقیقات پیش کی جارہی ہیں۔

مطلق اور مقید مضاربت

مضاربت کا معاملہ طے کرتے وقت ربُ المال، مضارب پر پابندی عائد کر دے کہ فلاں شہر میں فلاں شخص کے ساتھ ہی تجارت یا خرید و فروخت کرنا تو مضارب پر ربُ المال کی طرف سے لگائی گئی پابندی پر عمل کرنا لازم ہو گا۔ اگر مضارب مخالفت کرے گا تو اس پر تاوان لازم آئے گا۔ اس کو مقید مضاربت کہتے ہیں۔ لیکن اگر ربُ المال نے مضارب پر کوئی پابندی عائد نہ کی ہو اُسے مکمل اختیار دیا ہو تو مضارب اپنی مرضی سے جس شہر میں خرید و فروخت کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اس کو مطلق مضاربت کہتے ہیں۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں: ”مضارب کو ربُ المال اگر مقید کرے کہ فلاں شخص یا فلاں شہر میں خرید و فروخت کرو یا خاص فلاں شخص یا اشخاص سے یا فلاں مال کی تجارت کرو تو مضارب اس کی اتباع کا پابند ہو جائے گا۔ مخالفت کرے گا تو تاوان ادا کرے گا۔ اگر ربُ المال نے عقدِ مضاربت کے بعد تقییدات کر دی ہوں۔ جب تک مال یا روپیہ ویسا ہی ہے مضارب نے تجارت یا خرید و فروخت نہیں کی۔ اگر مال تجارت میں بدل گیا تو اس وقت ربُ المال مضارب پر پابندی نہیں لگا سکتا۔“[۱] درمختار میں ہے: ”مطلقہ مضاربہ جو کسی زمان، مکان، قسم یا شخص سے مقید نہ ہو تو اس میں مضارب کو ہر طرح سے بیع نقد ادھار، معروف اور خریدنے اور بیع و شرا میں وکیل بنانے، برّی و بحری سفر کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اگر مالک نے علاقہ، سامان، وقت یا شخص کو معین کر دیا تو مضارب اس پابندی سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مال کے سامان تجارت بننے سے قبل مضاربت پابندی کے قابل ہے اگرچہ یہ پابندی عقد کے بعد لگائی ہو۔ مگر مال جب سامان تجارت میں بدل جائے تو اس وقت پابندی موثر نہ ہو گی کیونکہ اس موقعہ پر مالک مضارب کو معزول کرنے کا اختیار نہیں رکھتا تو کسی تخصیص و پابندی کا مالک بھی نہ ہو گا۔ اگر مالک نے قیود کا پابند کیا ہو تو مضارب مخالفت کرنے پر مال کا ضامن ہو گا۔“[۲]

امام احمد رضا بیان کرتے ہیں: ”ربُ المال، مضارب کو اختیارات دے کہ مضارب اپنی مرضی سے جو چاہے کرے تو مضارب لامحدود اختیارات کا پابند ہو جاتا ہے۔ ربُ المال اگر اجازت دے دے تب مضارب راس المال کو اپنے روپے میں ملانے اور کسی دوسرے کو مال مضاربت پر دینے کا مختار ہو جائے گا، مگر کچھ امور کا پھر بھی مضارب کو اختیار نہیں ہو گا مثلاً کسی دوسرے کو روپیہ قرض پر دینا یا کسی سے قرض لینا جبکہ مالک صراحتہً اس کے کرنے کا حکم دے۔“[۳] درمختار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ”مضارب، مالک کی اجازت کے بغیر مضاربہ شرکت اور اپنے مال کے ساتھ خلط کرنے کا مالک نہیں بنے گا۔ اجازت یا اپنی رائے سے عمل کر کہہ دینے سے مالک بن سکے گا۔ لیکن اگر ربُ المال، مضارب کو کہے کہ اپنی رائے سے جو چاہو کرو۔ اس طرح کہہ دینے کے باوجود بھی مضارب قرض دینے اور ادھار دینے کا مجاز نہیں جب تک مالک ان دونوں امور کی صراحتہً اجازت نہ دے دے۔“[۴]

عقد مضاربت میں ربُ المال، مضارب پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔ اور مضارب پر لازم ہو گا کہ وہ اس کی اتباع کرے۔ خلاف ورزی کرنے کی صورت میں مضارب پر تاوان لازم ہو گا۔

مطلق مضاربت میں بعض امور ایسے ہیں کہ جب تک ربُ

المال ان امور کی اجازت نہیں دے تب تک مضارب کو اپنی مرضی کرنے کا حق نہیں۔ ربُ المال، مضارب کو اس وقت تک مقید کرنے کا پابند ہوتا ہے جب تک وہ راس المال سے خرید و فروخت یا تجارت نہ کرے۔ اگر مال، تجارت یا خرید و فروخت میں بدل جائے اس وقت ربُ المال، مضارب کو مقید نہیں کر سکتا نہ کوئی پابندی اور نہ مضارب کو معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔"[۵]

مضارب کے اخراجات

مضارب جب راس المال کے ساتھ دوسرے شہر میں سفر کرے گا، وہ تمام اخراجات جو دوران سفر ہوئے وہ مضاربت کے مال سے ہوں گے، مگر اس میں بھی چند صورتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے مضارب نفقے کا مستحق نہیں ہو گا۔ مضارب تمام ضروریات مضاربت کے مال سے پوری کرے گا لیکن ضروریات سے زائد خرچہ کرنے کی صورت میں مضارب ضامن ہو گا۔ مضارب اگر اپنے شہر میں ہو گا جہاں وہ پہلے سے مقیم ہے تب تمام ضروریات خود پوری کرے گا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر بغرض تجارت سفر کرے گا تو خرچہ کا مستحق ہو گا۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں: "مضارب راس المال لے کر جب دوسرے شہر میں بغرض مضاربت سفر کرے گا تو ایام سفر کا کھانا، پینا، پہننا، سواری، بچھونا، تکیہ، تیل بتی، کپڑوں کی دھلائی، خط بنوائی، خدمت گزاری کی اُجرت، سواری کا دانہ، چارہ، سرائے کی کوٹھری، چارپائی کا کرایہ اور ان کے مثل ہر معمولی و دوامی حاجت حسب تجار بقدر معروف مضارب پر ہو گی۔ یہ خرچ مال پر ڈالا جائے گا۔ جو اسے مجرا دے کر بچا وہ نفع سمجھا جائے گا۔ اگر نفع نہ ہوا تو یہ خرچ اصل مال پر پڑے گا اور مضارب اس کا کچھ عوض نہ دے گا۔"[۶]

مضارب جب بغرض مضاربت دوسرے شہر سفر کرے گا تو اپنی بنیادی ضروریات کو مال مضاربت سے پوری کرے گا۔ ضروریات سے زائد خرچہ کرنے کی مضارب کو اجازت نہیں۔ مضارب اگر اپنے شہر میں ہو تو اپنا خرچہ خود کرے گا مال مضاربت سے نہیں۔ اس کی تائید میں امام احمد رضا درمختار کی عبارت پیش کرتے ہیں: "مضارب جب مال مضاربت کے ساتھ دوسرے شہر سفر کرے خواہ وہ سفر ایک ہی دن کا ہو تو خوراک، لباس، سواری اور وہ تمام اخراجات جو عادتاً ثابت ہوں وہ سب کی سب مال مضاربت سے

ہوں گی بشرطیکہ مضاربت صحیح ہو فاسد نہ ہو کیونکہ فاسد ہونے کی صورت میں مضارب اَجیر ہے نفقہ کا مستحق نہیں ہوتا۔ اگر مضارب نے اپنے شہر ہی میں کام کیا تو اپنے مال سے نفقہ برداشت کرے گا جیسا کہ علاج کی صورت میں ظاہر قول کی بنا پر خود کرے گا۔ اور سفر کے دوران کسی شہر میں اقامت کی نیت کرے اور مستقل وطن نہ بنائے اس صورت میں بھی مضارب کا نفقہ مضاربت کے مال سے ہو گا۔ مضاربت میں نفع حاصل ہوا مگر مضارب نے اصل مال راس المال سے نفقہ کیا تو ربُ المال مضارب سے اتنا خرچہ وصول کرے گا تو مضارب کے ذمے کچھ نہیں آئے گا۔ اسی طرح مضارب ضروریات سے زائد خرچ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ روٹی سالن معروف تھا تو پلاؤ زردہ کی اجازت نہیں۔ ٹوپی کی جگہ عمامہ نہیں لے سکتا۔ اسی طرح کنگھی، سرمہ، پھلیل، دوا مال مضاربت سے نہیں کرے گا۔"[۷]

اس بات کی تائید میں امام احمد رضا فتاویٰ عالمگیری کی عبارت پیش کرتے ہیں: "نفقہ وہ عام حاجت کے مصارف ہیں کھانا پینا، لباس، بستر، زیر استعمال سواری، جانور کی خوراک، کپڑوں کی دھلائی، حمام کی اُجرت۔ ان سارے اُمور کی مضارب کو اجازت ہو گی۔ اگر ان ضروریات سے زائد خرچہ کیا تو مضارب ضامن ہو گا۔"[۸] امام ابو یوسف فرماتے ہیں: مضارب اپنی مرضی سے کھانا کھا سکتا ہے جو اُسے پسند ہو۔ ذاتی دوائی، سینگی لگانے اور سرمہ وغیرہ جیسی چیزیں مضاربت کے مال سے نہ ہوں گی۔ مضارب اگر سفر کے دوران خدمت کے لیے کوئی اجیر کرائے پر رکھ لے تو وہ بھی مضاربت کے حساب میں ہو گا۔ مضارب نے مال مضاربت اپنے ہی شہر میں فروخت کرنا شروع کیا اور وہ مضارب اپنا خرچہ خود برداشت نہیں کر سکتا وہ فقیر ہے تو اس صورت میں اس کا نفقہ ربُ المال کے ذمّے ہو گا۔

امام احمد رضا اس مسئلے کے جواب میں فرماتے ہیں: "مضارب جب تک اپنے وطن میں ہی خرید و فروخت کرے۔ جب تک وہ اپنے وطن میں ہو گا نفقہ کا مستحق نہیں یعنی وہ اپنے خرچے کا خود ذمہ دار ہے اگرچہ رب مال نے کسی دوسری جگہ یا دوسرے شہر اس سے عقد مضاربت کیا ہو اور اسے سفر خرچ بھی دیا ہو مگر مضارب اپنے وطن میں اس خرچے کا مستحق نہیں۔"[۹]

اسی طرح مضارب کسی دوسرے شہر میں بطور مسافر ہی گیا ہو

اس کا سفر مضاربت کی غرض سے نہ ہوا بلکہ عقد مضاربت سے قبل ہو، اُس شہر میں جب تک بطور مسافر ہو گا نفقہ کا مستحق نہیں ہو گا۔ جب اس شہر میں مضاربت کی غرض سے آئے پھر اس صورت میں مضارب نفقے کا مستحق ہو گا کیونکہ اب اس کا سفر مضاربت کی غرض سے تھا۔[10] بحر الرائق ودر مختار میں ہے: "اگر مضارب نے مالک سے کوفہ میں مال وصول کیا جبکہ مضارب بصرہ کا رہنے والا ہے، وہ کوفہ میں بطور مسافر آیا تھا۔ تو جب تک وہ کوفہ میں قیام پذیر ہے اس وقت تک مال مضاربت سے خرچہ وصول نہیں کر سکتا۔ جب کوفہ سے سفر کر کے بصرہ پہنچے تو اُس صورت میں مضارب خرچے کا مستحق ہو گا کیونکہ اب اس کا کوفہ سے بصرہ آنا مضارب کے طور پر ہے۔ بصرہ میں پہنچ کر جب تک بصرہ میں رہے گا وہ خرچہ نہیں پائے گا کیونکہ بصرہ اس کا اصلی وطن ہے اور مضارب وطن میں نفقہ کا مستحق نہیں ہو گا۔ اور یہاں بصرہ میں اس کی اقامت وطن کی وجہ سے ہے مضاربت کے لیے نہیں۔ پھر اگر بصرہ سے نکل کر واپس کوفہ آیا تو واپس بصرہ پہنچنے تک اس کا نفقہ ہے کیونکہ پہلے کوفہ میں اس کا قیام وطن اقامت کے طور پر تھا جو وہاں سے سفر کرنے پر وہ وطن باطل ہو گیا تو اب اس کا دوبارہ کوفہ آنا مضاربت کے لیے ہے کیونکہ کوفہ اس کا وطن نہیں وہاں اس کا قیام صرف مال کے لیے ہے۔"

ربُ المال مضارب کو ایک متعین رقم دے مال مضاربت کے طور پر لیکن وہ ان سب کا مال خرید لے اور مضارب سفر خرچ اپنے پاس سے کرے، اس صورت میں مضارب، مال مضاربت سے جب ہی نفع پائے گا سفر خرچ کی رقم اتنی نکال لے گا۔ اگر مضاربت کا مال تلف ہو جائے تو مضارب، ربُ المال سے اپنا خرچ نان و نفقہ لینے کا اختیار نہیں رکھتا۔[11] فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "اگر مضارب اپنے پاس سے نفقہ کرے یا مضاربت کے معاملے میں کسی سے قرض لے تو مضارب اُسے مضاربت کے مال سے وصول کرے گا۔ یہ مجرائی (نفع) پہلے راس المال سے پھر نفقے سے پھر نفع سے ہو گی۔ لیکن اگر مضاربت کا تمام مال ہلاک ہو گیا تو مضارب کچھ بھی ربُ المال سے وصول کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔"[12]

یعنی مضارب اپنے وطن میں ہو تو مضاربت کے مال سے اپنا خرچہ نہیں کر سکتا۔ مضارب جب مال مضاربت لے کر دوسرے شہر میں مضاربت کی غرض سے سفر کرے تو دوران سفر اس کا خرچہ مال مضاربت سے ہو گا۔ اس کے علاوہ وہ کسی صورت میں اپنا خرچہ مال مضاربت سے نہیں کر سکتا۔

امام احمد رضا بیان کرتے ہیں: "ربُ المال اگر مضارب کو ایک رقم متعین مضاربت کے طور پر دے اور اس کے سفر خرچ وغیرہ کے لیے الگ سے رقم دے اور کہے کہ میں تیرا سفر خرچ اپنے پاس سے دیتا ہوں تو جو کچھ راس المال پر بڑھے گا وہ تمام نفع ہو گا۔"[13]

مضارب بحیثیت ضامن

مضارب، مضاربہ کے مال اور اپنے مال کو "خلط" کرے تو مضارب کا نفقہ کس مال پر ہو گا؟ امام صاحب فرماتے ہیں:

۱۔ مضارب، مضاربہ کے مال اور اپنے مال کو ربُ المال کی اجازت سے "خلط"(ف) کرے یا ربُ المال نے مضارب کو یہ کہہ دیا تھا کہ "جو چاہو اپنی رائے سے کرو" خلط کی اجازت بھی دی تھی یا اُس علاقے میں "خلط" کر دینے کا رواج ہو کہ مضارب اپنے مال اور مضاربہ کے مال کو خلط کرے اس صورت میں اخراجات دونوں مالوں پر حساب کے مطابق تقسیم ہوں گے۔ جو مضاربت کے حصے میں آیا وہ مضاربت کے مال پر اور جو اس کے اپنے مال پر آیا وہ اس کے اپنے ذمے ہو گا۔ اگر اخراجات زائد ہو گئے اس کا مال ان اخراجات کو کفایت نہیں کرتا، اور اُس نے مضاربت کے مال سے خرچ کیا۔ اس صورت میں وہ ان تمام اخراجات کا ضامن ہو گا۔[14]

۲۔ اگر مضارب اپنی مرضی سے خلط کرے۔ نہ ہی خلط کرنے کی اجازت ربُ المال کی طرف سے تھی اور نہ ہی اس علاقے میں خلط کرنے کا رواج تھا۔ اس صورت میں مضارب تمام مال کا ضامن ہو گا کیونکہ اجازت اور عرف کے بغیر اُس نے خلط کر کے مال کو ہلاک کر دیا اور وہ مضارب کی بجائے غاصب بن گیا۔ اب تمام نفع و نقصان مضارب کے ذمے ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک مال مضاربت کا نفع مضارب کے لیے پاک نہیں ہو گا۔ اس کو چاہیے کہ وہ صدقہ کر دے، لیکن اگر مضاربت کا نفع اور راس المال کی جنس مختلف ہو تو پھر اس صورت میں مضاربت کا نفع لینا جائز ہو گا کیونکہ نفع اتحادِ جنس میں ظاہر ہوتا ہے۔ در مختار میں ہے: "مضارب، مضاربت کے مال اور اپنے مال کو ربُ المال کی اجازت سے خلط کرے تو خرچہ

دونوں پر حصّے کے مطابق ہو گا۔ اخراجات زائد ہونے کی صورت میں راس المال سے زائد خرچے کو ربُّ المال وصول کرے گا اور مضارب زائد خرچہ کرنے کی صورت میں ضمان ادا کرے گا۔ اگر دونوں مالوں میں نفع ہو خرچہ پورا کرنے کے بعد جو بچا وہ مضارب اور ربُّ المال شرط کے مطابق تقسیم کر لیں گے کیونکہ خرچ شدہ کو ہلاک شدہ قرار دیا جاتا ہے اور ہلاک شدہ کو نفع کی طرف پھیرا جاتا ہے۔ نفع نہ ہونے کی صورت میں مضارب پر کوئی ذمہ نہیں۔"[15]

مضارب دورانِ سفر اگر کوئی صدقہ کرے، ہبہ کرے یا حج وغیرہ تو یہ سارے اخراجات مضارب کے ذاتی مال سے شمار کیے جائیں گے۔ اس میں سے کچھ بھی دوسرے ساتھی پر نہیں ہو گا۔ معروف نفقہ خوراک، لباس، بستر، سواری یہ سب مضاربت کے مال سے ہو گا۔ معروف سے زائد نفقہ مضارب کے ذمے ہو گا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں: "مضارب اپنے مال اور مضاربت کے مال کو ربُّ المال کی اجازت سے ملائے یا اس علاقے کے رواج کے مطابق مالوں کو "خلط" کرے۔ مضاربت سے ان دونوں مالوں میں نفع ہو تو مضارب، ربُّ المال کے مال کا ضامن نہیں کیونکہ مضارب نے ربُّ المال کی اجازت سے خلط کیا۔ اگر دونوں مالوں میں نفع نہ ہو تب بھی مضارب ضامن نہیں ہو گا۔"

لیکن اگر مضارب، ربُّ المال کی اجازت سے خلط نہ کرے اور نہ ہی اُس علاقے کا رواج خلط کرنے کا ہو تو پھر اُس صورت میں مضارب تمام مال کا ضامن ہو گا۔ کیوں کہ اجازت اور عرف کے بغیر اس نے خلط کر کے مال کو ہلاک کیا۔ خلط ایسے مال میں کیا جس میں یہ اجازت نہ تھی اور نہ ہی دونوں مالوں سے کوئی نفع مختص ہوا تھا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو نصف نفع کی شرط پر ہزار روپے مضاربت کے طور پر دے۔ پھر ایک ہزار اسی شرط پر دے۔ مضارب ان دونوں مالوں کو ملالے۔ خلط کرنے کی عرفاً اجازت تھی یا ربُّ المال نے اسے خلط کرنے کی اجازت دی تھی۔ پھر اگر مضاربت کے دونوں مالوں پر نفع ہو تو مضارب ضامن نہیں ہو گا، لیکن اگر مضاربت کے دونوں مالوں میں کوئی نفع نہ ہو، خلط کرنے کی اجازت بھی نہ ہو اور نہ ہی ان مالوں سے کوئی نفع مقرر کیا تھا، اس صورت میں مضارب دونوں مالوں کا ضامن ہو گا۔

فقہاء کرام کے نزدیک مضارب کو ربُّ المال اجازت دے کہ اپنی رائے سے "جو چاہو کرو"۔ ربُّ المال کا اس طرح کہنے سے مضارب اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ وہ اپنے یا غیر کے مال کو مضاربت کے مال میں شامل کرلے۔ لہٰذا مضارب، ربُّ المال کے مال کا ضامن نہیں ہو گا اور بعض کے نزدیک صرف "جو چاہو کرو" سے مضارب خلط کا اختیار نہیں رکھتا۔[16] درمختار میں ہے: "مضارب اپنے مال کے ساتھ مضاربت کے مال کو خلط کرنے کا اختیار نہیں رکھتا الّا کہ مضارب کو یہ اجازت دی گئی ہو کہ "اپنی رائے سے جو چاہو کرو۔"[17] بحر الرائق میں ہے: "مضارب کو مضاربت کے مال کو اپنے مال یا کسی غیر کے مال کے ساتھ خلط کرنے کا اختیار نہیں الّا کہ اسے "جو چاہے کر" کہہ کر عام اجازت دی گئی ہو۔ ربُّ المال نے اسے اجازت دی تو وہ خلط کا مالک بن گیا۔ اگر اجازت نہیں دی اور وہ خلط کرلے تو مضارب اس صورت میں غاصب کی طرح ضامن ہو گا۔"[18] الہدایہ میں ہے: "مالک نے مضارب کو کہا کہ اپنے سے "جو چاہو کرو" تو مضارب خلط کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ وہ ضامن نہیں ہو گا۔"[19] عنایہ میں ہے: "مضارب کو اختیار نہیں کہ وہ مضاربہ کے مال کو اپنے یا غیر کے مال کے ساتھ خلط کرے۔ مگر جب مالک اس کی اجازت دے کہ اپنی "رائے سے جو چاہو کرو" تو مضارب خلط کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اگر مالک نے ایسا نہ کہا مگر وہاں علاقے میں مضاربت والے لوگ مال کو خلط کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ربُّ المال کو خلط کرنے پر اعتراض نہیں ہوتا۔ فقہاء کرام کی یہ رائے ہے کہ مضارب ضامن نہیں ہو گا بلکہ عُرف کے مطابق مضاربت دونوں میں باقی رہے گی۔"[20]

ربُّ المال کی اجازت کے بغیر مضارب اگر کسی شخص سے کچھ دراہم لے کر شریک کرے۔ یہ دراہم مضارب، مضاربت میں شامل نہ کرے۔ پھر مضارب اور شریک اپنی شراکت کے مال سے جو بھی خرید و فروخت کریں گے اس صورت میں مضارب، ربُّ المال کو ضمان دے گا۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے: "اگر ایک شخص کسی کو مضاربت پر مال دے۔ پھر مضارب کسی دوسرے شخص کو اس کے کچھ دراہم لے کر شریک بنالے جبکہ یہ دراہم مضاربت میں شامل نہیں کیے۔ مضارب اور اس کے شریک نے اپنی شراکت کے مال سے جو س خریدا۔ مضارب مضاربت کے مال سے آٹا لایا۔ آٹے اور جو س کے پیڑے بنائے۔ پیڑے بنانے سے قبل آٹے اور جو س کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا۔ جتنا آٹے کا بنے گا وہ مضاربت ہو گا۔ جو حصہ جو س کا ہے

وہ مضارب اور اس کے شریک کا بنے گا۔ مضارب، ربُ المال کی اجازت کے بغیر کرے گا تو اس صورت میں وہ پیڑے مضارب کے ہوں گے اور مضارب آٹے کی مثل ربُ المال کا ضامن ہوگا۔ اگر ربُ المال کی اجازت تھی شریک کی نہیں تو پیڑے مضاربت میں شمار ہوں گے اور جو س کے حصہ کے برابر شریک کو ضمان دے گا۔"[۲۱]

ربُ المال کی اجازت سے مضارب اپنے مال کو مضاربت کے مال سے خلط کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اگر ربُ المال نے اجازت نہ دی تو مضارب ربُ المال کے مال کا ضامن ہوگا۔ اگر مضارب کو اجازت دی گئی۔ اس نے آگے کسی کے ساتھ شراکت کر لی تو مضارب کو اختیار ہوگا وہ ضامن نہیں ہوگا۔

امام احمد رضا کے درجِ ذیل بیان کردہ نظریات فقہ حنفی کے مطابق ہیں۔ آپ نے بالخصوص مضاربت کے اُصولوں کو تفصیلاً بیان کیا، مطلق، مقید، مضاربت، شرائط مضاربت، مضارب کے نفقے اور مضارب پر ضمان کی صورتوں کو بیان کیا جس کو سامنے رکھتے ہوئے عقد مضاربت کی بنا پر سرمایہ کاری جاسکتی ہے۔ اور عقد کو فاسد اور باطل ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔

امام احمد رضا کے نظریات مضاربت کا عصرِ حاضر میں عملی اطلاق

امام احمد رضا نے عقد مضاربت کے جو اصول و قواعد بیان کیے ہیں دورِ حاضر میں جہاں جہاں بھی مضاربت کے اُصولوں پر سرمایہ کاری ہورہی ہے، امام احمد رضا کی تعلیمات سے مدد لی جاسکتی ہے۔

بینک اور مضاربت کے اُصولوں پر سرمایہ کاری

بینک بحیثیت سرمایہ کار

بینک کسی بھی ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں بینک کاری اور سرمایہ کاری کے معاملات نہایت پیچیدہ صورت اختیار کر گئے ہیں۔ بینکوں سے سودی نظام ختم کرنے کے لیے مضاربت کے اصولوں پر سرمایہ کاری کی جائے تو سودی نظام سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بینک کاروبار کرنے والے افراد اور اداروں کو مضاربت کے اصولوں پر سرمایہ فراہم کرسکتے۔ اس اصول کے تحت کاروبار میں نقصان ہونے کی صورت میں بینک کو نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ اگر نفع ہو تو بینک اور کاروباری فریق طے شدہ نسبتوں کے تحت شریک ہوتے ہیں۔ بینک مضاربت پر سرمایہ فراہم کرنے کی صورت میں کاروبار کی روزمرہ تفصیلات میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا البتہ کاروباری فریق اور بینک کے درمیان کاروبار کی نوعیت، وسعت اور کاروباری فریق کے تصرفات کے سلسلے میں کچھ شرائط طے کی جاسکتی ہیں جن کی پابندی کرنا کاروباری لوگوں پر لازم ہوگا۔ بینک اس بات میں نگرانی کرتا ہے کہ کاروباری فریق بینک سے لیے ہوئے سرمایہ کے استعمال میں ایسی بے احتیاطی سے کام نہ لے جو آگے چل کے خسارے کا باعث بنے۔ بینک کو کاروبار کے حسابات جانچنے اور کاروبار ی فیصلوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کا حق ہوگا۔

بینک کو معاہدہ فسخ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ بینک کاروباری فریقوں کو سرمایہ دیتے وقت ان سے ضمانت لینے کا اختیار بھی رکھتے ہیں۔ بے احتیاطی یا غفلت کی صورت میں بینکوں کو معاہدے کی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی معاہدہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ قانونی تحفظات کے ذریعے اس بات کا اہتمام کیا جائے گا کہ بینکوں کو کاروباری فریقوں سے ان کا دیا ہوا سرمایہ وقتِ مقررہ پر حساب کے مطابق مع نفع یا نقصان کے واپس مل سکے۔

مضاربت میں کاروباری فریق کو کاروبار مضاربت کی جانب سے طویل المیعاد قرضے لینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان واجب الادا قرضوں کی وجہ سے کاروبار کی مالی ذمّے داری میں اضافہ ہوتا ہے۔ مضارب کو اختیار نہیں کہ وہ بینک کی مالی ذمّے داری میں اضافہ کرے۔ اگر وہ اپنی ذاتی ذمّے داری پر قرض لے کر اسے کاروبار میں لگانا چاہے تو اس کی حیثیت اس کے ذاتی سرمایہ کی ہوگی۔ اس کی واپسی کا وہ خود ذمّے دار ہوگا۔ ادھار مال فروخت کرنے کی اجازت بھی کاروباری فریق کو از روئے معاہدہ حاصل ہوگی۔

بینک مضارب سے اپنے دیئے گئے سرمایہ سے کیے جانے والے کاروبار کے نفع کا ایک متعین فیصد حصّہ لے گا۔ نفع کی تقسیم کی یہ نسبت بینک اور مضارب کی باہمی رضامندی سے طے ہوگی۔ ایک بینک مختلف کاروباری فریقوں سے نفع میں شرکت کی مختلف نسبتیں بھی طے کر سکتا ہے۔ بینک سے مضاربت کے اصول پر ہی سرمایہ حاصل کرنے والا کاروباری فریق اگر اس سرمایہ سے ایک نیا کاروبار شروع کرنا چاہے یعنی کاروباری فریق پہلے سے کوئی زرعی یا صنعتی یا

تجارتی کاروبار کر رہا ہو، اس کاروبار میں مزید سرمایہ لگانے کے لیے بینک سے رجوع کرے گا۔ بینک اس بات کی تحقیق کر سکتا ہے کہ اس کاروبار میں پہلے سے کتنا سرمایہ لگا ہوا ہے اور بینک کا سرمایہ شامل کر کے اس کاروبار کی مجموعی مالیت کا اندازہ لگائے گا۔ اس کے بغیر کاروبار میں لگے ہوئے مختلف سرمایوں کے نفع یا نقصان کی تعیین ممکن نہ ہوگی۔

بینک بحیثیت مضارب

اس کے علاوہ بینک مضاربت کے اصول پر مزید سرمایہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ بینک عام پبلک اور بچت کاروں کو اس بات پر آمادہ کرے گا کہ وہ اپنا سرمایہ مضاربت کے اصول پر بینک کو دیں۔ بینک اس سرمائے سے کاروبار کرے گا۔ اس کاروبار کے ذریعے ان سرمایوں پر جو نفع ہوگا اس میں سے طے شدہ نسبت کے مطابق ایک حصہ بینک کو ملے گا اور باقی مضاربت پر جمع کرنے والوں کو ملے گا۔ بینک اس سرمائے کو اپنے سرمائے کے ساتھ کاروبار میں لگاتا ہے۔ کل سرمائے پر اسے مجموعی طور پر جو نفع ہوگا وہ کل سرمائے پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

اگر بینک کو اپنے کاروبار میں خسارہ ہوتا ہے تو یہ خسارہ کاروبار میں لگے ہوئے کل سرمایہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ مضاربت کھاتہ میں جمع کی جانے والی رقمیں کسی مدت کی تعیین کے بغیر بھی جمع کی جا سکتی ہیں۔ ہر سہ ماہی کے اختتام پر ہر کھاتہ دار کے نفع و نقصان کا حساب کر کے اس کو بتایا جائے گا۔ اسے اختیار ہوگا کہ وہ معاہدہ ختم کر کے اپنا سرمایہ مع نفع و نقصان کے واپس لے یا نفع کی قسط وصول کرے اور اس بات پر راضی ہو کہ آئندہ خسارے کی صورت میں یہ نفع اس نقصان کی تلافی میں محسوب کیا جا سکے گا۔ کھاتہ دار جب چاہے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے مگر نفع و نقصان کے حساب سے اسے رواں معیاد کے اختتام کا انتظار کرنا ہوگا۔ ہر سال ششماہی یا سہ ماہی کے اختتام پر بینک اپنے پورے کاروبار کا حساب مرتب کر کے اس کے مجموعی نفع یا نقصان کی تعیین کرے گا۔

اسلامی انشورنس (تکافل)

موجودہ روایتی طریقہ انشورنس کا جو رائج ہے انشورنس کمپنیز کا اس میں چند ایک ایسی خرابیاں ہیں جن کی بنا پر یہ طریقہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔ انشورنس فریقین کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے جس میں ایک فریق (پالیسی ہولڈر) جو انشورنس کروانے والا ہوتا ہے اور دوسرا فریق کمپنی ان کے درمیان ایک نامعلوم نقصان کے واقع ہونے پر ایک مقررہ رقم ادا کرنے کا ذمہ لیتا ہے۔

انشورنس کمپنی اور انشورنس کروانے والا ایک مقررہ رقم پریمیم کی شکل میں اس وقت تک ادا کرتا ہے جب تک وہ نقصان واقع نہ ہو جائے۔ اس طرح کمپنیاں پریمیم سے حاصل اس رقم کو جو اقساط کی صورت میں لوگ ادا کرتے ہیں۔ وہ اس سے سرمایہ کاری کرتے ہیں اگر متعلقہ انشورنس کا نقصان ہو جائے تو بیمہ کمپنیاں اس سے اس نقصان کو پورا کرتی ہیں اور اسی آمدنی سے ان نقصانات کی تلافی کرتی ہیں اگر کوئی شخص دورانِ معیاد اپنی پالیسی چھوڑنا چاہے تو کمپنی متعلقہ تناسب سے اس کی رقم کا ایک حصہ واپس کرتی ہے۔

اسلامی قانون کے مطابق یہ دو طرفہ معاہدہ ہوتا ہے۔ شریعت کے اصولوں کے مطابق کسی بھی معاہدہ میں غیر یقینی کیفیت نہیں ہونی چاہیے جس کو فقہ کی اصطلاح میں غرر کہتے ہیں۔ چونکہ انشورنس پالیسی خریدتے وقت معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کتنا ملے گا اور اس میں کتنا نقصان ہوگا۔ اسلام نے انشورنس کا ایک متبادل طریقہ تکافل کی صورت میں پیش کیا۔

اس ماڈل میں تکافل کمپنی اپنی کچھ رقم وقف کر دیتی ہے اور اس کے پاس جو لوگ میں پالیسی ہولڈرز ہیں وہ اس فنڈ کو عطیات دیتے ہیں۔ یہ عطیہ ہوتا ہے یعنی اگر کوئی عطیہ دے تو اس وقف فنڈ کی ملکیت بن جاتا ہے۔ اس وقف کا ایک وقف نامہ تیار ہوتا ہے جس میں اصول و ضوابط اور شرائط متعین کی جاتی ہیں، مثلاً یہ پیسے کہاں خرچ کیے جائیں گے اور کن کن لوگوں سے تعاون کیا جائے گا۔ اس میں ایک یہ بھی شق ہوتی ہے کہ جو لوگ اس وقف کو عطیہ دیں گے اگر ان کو کوئی مشکل پیش آگئی، کوئی مصیبت پیش آگئی تو یہ وقف ان کے ساتھ تعاون کرے گا۔ وقف میں اس عطیہ کے ذریعے جو بھی پیسہ جمع ہوگا اس میں جس جس کو ضرورت پڑے گی اور جس حساب سے پڑے گی اس حساب سے اس کو اتنی رقم دی جائے گی۔ عام طور پر وقف کی دستاویز میں یہ لکھا جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ رقم خیراتی مقاصد میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔ کمپنی بحیثیت تکافل آپریٹر کے ایک تو وکالہ فیس لینے کی مجاز ہوتی ہے جو بھی اس کا شریعہ بورڈ منظور کرے۔ اس فنڈ میں جو بھی رقوم آتی ہیں ان میں سے ایک طے شدہ

تناسب سے وکالہ فیس تکافل آپریٹر کو ادا کر دی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ کمپنی فنڈ کے پیسوں کی سرمایہ کاری کا بھی انتظام کرتی ہے۔ اس لیے وہ اس کام کی بھی یا تو وکالہ فیس لے گی۔ اگر اس سے بھی نقصان پورا نہ ہو سکے تو تکافل کمپنی کے جو شیئرز ہولڈر ہیں وہ ایک معاہدے کے تحت قرضِ حسنہ بھی دیتے ہیں اور اس پر کوئی نفع نہیں لیتے۔ اس ماڈل کے تحت Participants کو متناسب رقم واپس ادا کر دی جائے گی۔ وقف میں جمع ہونے والی رقم میں سے ایک اضافی حصّہ وقف فنڈ تکافل آپریٹر کو مضاربہ کی بنیاد پر دے دیتا ہے۔ تکافل آپریٹر اس سے سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ حاصل ہونے والی آمدنی سے نفقہ کا خرچہ نکالنے کے بعد نفع کو اپنے اور رب المال یعنی وقف فنڈ کے حصوں میں تقسیم کر کے وقف فنڈ کے نفع کا حصّہ وقف کو ادا کر دیا جاتا ہے۔ امام احمد رضا نے نفقے کے بارے میں جو اُصول بیان کیے ہیں جو کہ پچھلی فصل میں ذکر کیے جا چکے ہیں۔ اُن اُصولوں کی روشنی میں اس معاہدے کے نفع کے بارے میں ان سے مدد لی جا سکتی ہے۔

مضاربہ کمپنیاں

عہدِ حاضر میں عقد کی جتنی انواع معرضِ وجود میں آچکی ہیں، فقہ اسلامی کی کتابوں میں ان کے متعلق بہت لکھا گیا۔ فقہ اسلامی میں شرکت و مضاربت پر علماءِ کرام نے بہت لکھا۔ اسلام نے مضاربہ کے تحت سرمایہ کاری کرنے کا طریقہ بتایا اس شرعی عقد کے تحت حلال طریقے سے نفع حاصل کر کے سودی کاروبار سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں ۱۹۸۰ء میں مضاربت کے سلسلے میں ایک قانون جاری ہوا جس کے تحت کمپنیوں کے کاروبار کے متعلق مضاربت کے اصول وضع ہوئے۔ اس کے تحت مضاربت ایسا کاروبار ہے جس میں ایک فریق (سرمایہ کار) اپنی رقم اور دوسرا اپنی کوششوں یا مہارت دونوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ مضاربہ کمپنی اسلامی اصولوں کے مطابق مضاربت کے تحت کاروبار کرتی ہے۔ مضاربہ کمپنیوں پر پابندی ہے کہ وہ احکامِ اسلامی کے منافی کوئی بھی کاروبار نہ کریں۔ رجسٹرار مضاربہ کمپنی کسی مضاربہ کمپنی کے اجرا کی اجازت تب ہی دے گا کہ وہ تعلیمات اسلامی کے منافی نہ ہو۔ مضاربہ کمپنیاں سرمایہ کاروں سے رقم حاصل کر کے ان کو شرعی اُصول کے مطابق مختلف کاروبار میں لگاتی ہیں۔ اس سے حاصل ہونے والے نفع کی رقم میں سے بطور مضارب اپنا حصّہ رکھ لیتی ہیں۔ اور باقی رقم سرمایہ کاروں یعنی (رب المال) کو ادا کرتی ہیں، امام احمد رضا نے رب المال اور مضارب کے درمیان نفع کی تقسیم کے بارے میں جو تعلیمات پیش کی ہیں ان کی روشنی میں مضاربہ کمپنی اور سرمایہ کاروں کے درمیان نفع کی تقسیم کے سلسلے میں مدد لی جا سکتی ہے۔ مضاربہ کمپنیاں منافع سے اپنا نفع پہلے ہی نکال لیتی ہیں۔

مضاربہ کمپنیاں ایک سے زائد سرمایہ کاروں سے رقم وصول کرتی ہیں تو اس رقم کو سرمایہ کاروں کی اجازت سے خلط کرنے کی مجاز ہوں گی۔ اس کے علاوہ معاہدے میں جو طے کردہ شرائط ہیں نفع کی تقسیم، خلط کرنے کی اجازت، اخراجات، ان سب باتوں کی تحقیق امام احمد رضا نے پیش کی ہے۔ دورِ حاضر میں ان کی پیش کردہ تعلیمات سے اس عقد کو شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ دیکھئے: فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۲۹۔
۲۔ ایضاً : ۱۹/۱۳۰۔
۳۔ در مختار : ۲/۴۷-۱۴۶۔
۴۔ فتاویٰ ہندیہ : ۴/۲۸۷۔
۵۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۳۱۔
۶۔ المرجع السابق : ۴/۸۸-۲۸۷۔
۷۔ العقود الدریہ : ۲/۲۷۔
۸۔ الہدایہ : ۳/۲۵۶۔
۹۔ فتاویٰ رضویہ، ۱۹/ ۱۴۰۔
۱۰۔ دیکھئے: فتاویٰ ہندیہ : ۴/۸۶۔
۱۱۔ المرجع السابق : ۱۹/۱۳۳۔
۱۲۔ المرجع السابق : ۱۹/۱۳۴۔
۱۳۔ فتاویٰ ہندیہ : ۴/۲۸۸۔
(ف) دونوں مالوں کو آپس میں ملا لینا۔
۱۴۔ در مختار : ۲/۴۷-۱۴۶۔
۱۵۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۳۴۔
۱۶۔ در مختار : ۲/۴۷-۱۴۶۔
۱۷۔ المرجع السابق : ۱۹/۱۳۵۔
۱۸۔ المرجع السابق : ۲/۴۷۔
۱۹۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۳۵۔
۲۰۔ در مختار: ۲/۱۴۷۔
۲۱۔ ایضاً۔
۲۲۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۳۷۔
۲۳۔ دیکھیے در مختار : ۲/۱۴۷۔
۲۴۔ دیکھیے فتاویٰ ہندیہ : /۱۳-۳۱۲۔
۲۵۔ دیکھیے فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۳۹۔
۲۶۔ ردُّالمختار : ۴/۴۹۰۔
۲۷۔ ایضاً : ۴/۱۴۱۔
۲۸۔ فتاویٰ ہندیہ : ۴/۸۶-۱۸۵۔
۲۹۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۴۱۔
۳۰۔ ایضاً : ۲/۱۴۳۔
۳۱۔ در مختار: ۲/۱۵۰۔
۳۲۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/۱۴۶۔
۳۳۔ المرجع السابق، ۱۵۰/ ۱۹۔
۳۴۔ بحر الرائق : ۷/۲۶۵۔
۳۵۔ الہدایہ : ۳/۲۶۵۔
۳۶۔ العنایہ علی ہامش فتح القدیر : ۷/۴۴۳۔
۳۷۔ فتاویٰ قاضی خان : ۴/۶۳۷۔

مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور برِّ صغیر کی تحریکاتِ باطلہ

ترتیب: ڈاکٹر محمد حسن امام (وفاقی اُردو یونیورسٹی، کراچی)

واضح رہے کہ قادیان (پنجاب) میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد تھا چونکہ ازلی شقاوت و بد بختی اس کی قسمت میں لکھی تھی، اس لیے ۱۸۹۱ء میں اس نے حیاتِ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود ہی مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۰ء میں ختمِ نبوت کے عقیدے کو لغو و باطل کہہ کر خود ساختہ نبی بن بیٹھا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے: یہ کس قدر لغو و باطل عقیدہ ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے۔ (۱)

علماءِ اہلِ سنّت نے اس فتنے کا جم کر مقابلہ کیا، سیکڑوں مناظرے کیے اور اس کے اثرات زائل کرنے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی۔ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرّہٗ نے اس کے خلاف متعدّد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اس کے عقائد کی کچھ تفصیلات حسام الحرمین میں آپ نے اس طرح تحریر فرمائی ہیں: ”ان میں سے ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ ایک دجال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوا کہ ابتداءً مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور واللہ اس نے سچ کہا کہ وہ مسیح دجال کذاب کا مثیل ہے؛ پھر اسے اور اُونچی چڑھی اور وحی کا اِدّعا کیا اور واللہ وہ اس میں بھی سچا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ دربارۂ شیاطین فرماتا ہے: ”ایک ان کا دوسرے کو وحی کرتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کی۔“

رہا اس کا اپنی وحی کو اللہ سبحٰنہ کی طرف نسبت کرنا اور اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتانا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے کہ لے مجھ سے اور نسبت کر رب العالمین کی طرف۔ پھر دعوائے نبوت و رسالت کی صاف تصریح کر دی اور لکھ دیا کہ اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان بھیجا اور زعم کیا کہ ایک آیت اس پر یہ اُتری ہے کہ ”ہم نے اسے قادیان میں اُتارا اور حق کے ساتھ اُترا اور زعم کیا کہ وہی وہ احمد ہے جن کی بشارت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی اور ان کا یہ قول جو قرآن مجید میں مذکور ہے: میں بشارت دیتا آیا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے، اس سے میں ہی مراد ہوں اور زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا ہے کہ اس آیت کا مصداق تو ہی ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

پھر اپنے نفسِ لئیم کو بہت انبیا و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل بتانا شروع کیا اور گروہ انبیا علیہم السلام سے کلمۂ خدا روح و رسولِ خدا عزوجل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنقیصِ شان کے لیے خاص کر کے کہا ”ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“ اور اس سے جب مواخذہ ہوا کہ تو اپنے آپ کو رسولِ خدا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل بتاتا ہے۔ تو وہ عقل کو حیران کر دینے والے معجزے کہاں ہیں، جو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے جیسے مردوں کو جلانا اور مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرنا۔ اور مٹی سے ایک پرند کی صورت بنانا۔ پھر اس میں پھونک مارنا۔ اس کا حکمِ خدا عزوجل سے پرندہ ہو جانا۔ تو اس کا یہ جواب دیا کہ عیسیٰ یہ باتیں مسمریزم سے کرتے تھے (کہ انگریزی میں ایک قسم کے شعبدے کا نام ہے) اور لکھا کہ میں ایسی باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو میں بھی کر دکھاتا۔

اور جب پیشین گوئی کرنے کی عادت اسے پڑی ہوئی ہے اور پیشینگوئیوں میں اس کا جھوٹ نہایت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے تو اپنی اس بیماری کی یہ دوا نکالی کہ پیشین گوئیاں جھوٹی ہو جانا کچھ نبوّت کے منافی نہیں کہ پہلے چار سو انبیا کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہو چکی ہیں اور سب میں زیادہ جس کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

اور یو ہیں شقاوت کی سیڑھیاں چڑھتا گیا، یہاں تک کہ اُنہیں جھوٹی پیشین گوئیوں میں واقعۂ حدیبیہ کو گنا دیا۔ تو اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے کسی نبی کو ایذا دی اور اللہ تعالیٰ کی درودیں اور برکتیں اور سلام اس کے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر۔

اور جب کہ اس نے چاہا کہ مسلمان زبردستی اس کو ابنِ مریم بنالیں اور مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اُنہوں نے پڑھنا شروع کیے تو لڑائی کے لیے اُٹھا اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عیب اور خرابیاں بتانی شروع کیں۔ یہاں تک

کہ ان کی والدۂ ماجدہ تک ترقی کی، جو صدیقہ ہیں اور غیر خدا سے بے علاقہ اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی گواہی سے چنی ہوئی اور ستھری اور بے عیب ہیں کہ اُن کے متعلق صاف لکھ دیا کہ یہودی جو عیسیٰ اور ان کی ماں پر طعن کرتے ہیں ان کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں اور نہ ہم اصلاً ان پر رد کرسکتے ہیں اور ان پاک بتول کو اپنی طرف سے اپنے خبیث رسالوں میں بالحاد وہ عیب لگائے کہ مسلمان پر جن کا نقل کرنا بھی گراں ہے اور تصریح کردی کہ عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدّد دلیلیں ان کے بطلانِ نبوت پر قائم ہیں۔

پھر اس خوف سے کہ تمام مسلمان اس سے نفرت کرجائیں گے۔ یوں اپنے کفر پر پردہ ڈالا کہ ہم اُنہیں صرف اس وجہ سے نبی مانتے ہیں کہ قرآنِ مجید نے اُنہیں انبیا میں شمار کردیا ہے، پھر پلٹ گیا اور بولا کہ ان کی نبوّت کا ثبوت ممکن نہیں۔

اور اس کے اس قول میں جیسا کہ دیکھ رہے ہو۔ قرآن مجید کا بھی جھٹلانا ہے کہ اس نے ایسی بات کہی جس کے بطلان پر دلائل قائم ہیں۔ ان کے سوا اس کے کفریاتِ ملعونہ اور بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے اور تمام دجالوں کے شر سے پناہ دے (۲) (آمین)۔

قیامِ پاکستان کے بعد علماءِ اہلِ سنّت اور حضرت فاضل بریلوی قدس سرّہٗ کے خلفا و تلامذہ اور معتقدین نے قادیانیت کی بیخ کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کا جو قابلِ رشک اور عدیم النظیر کارنامہ انجام دیا ہے اس کی طویل اور تفصیلی تاریخ کے چند اہم گوشے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

سرکاری مسوّدۂ قانون میں مسلمان کی تعریف نہیں کی گئی تھی اور چودھری ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ کے ہدایات بھی دن بدن بڑھ رہے تھے جس کے جائزے کے لیے برکت علی اسلامیہ ہال میں دسمبر ۱۹۵۲ء میں ایک کنونشن بلایا گیا جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی نے خصوصی طور پر شرکت فرما کر حاضرین کے حوصلوں اور اُمنگوں میں اضافہ فرمایا۔ کنونشن نے مطالبہ کیا کہ چودھری ظفر اللہ کو وزارتِ خارجہ سے ہٹایا جائے اور مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے کہ وہ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کرے۔ جو لوگ ایسا نہ کریں یا حضور ﷺ کی کسی تعلیم میں مسلمانوں کی کثرتِ رائے کی پابندی قبول نہ کریں اُنہیں آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہیے اور اسے اسلامی حکومت بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہر محکمہ کے کلیدی عہدوں پر وہی افراد رکھے جائیں جو خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں۔

ان مطالبات کو منوانے، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور تحریک کو منظم کرنے کے لیے ایک مجلسِ عمل بنائی گئی جس میں تمام مکاتبِ فکر کے علما شریک تھے اور سب نے علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد قادری (المتوفی ۱۹۶۱) (خلیفۂ حضرت فاضل بریلوی) کو اس مجلس عمل کا صدر چنا، جن کے بارے میں سیّد مظفر علی شمسی کا بیان ہے: میں اس وقت مجلس عمل کا سیکریٹری تھا ہر جلسے میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا انہیں ہر اسٹیج پر باعمل پایا۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا۔ جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کیے انہی کا حصّہ تھا۔ ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز پڑھتے اُن کی شخصیت اور اُن کے علم و فضل کا اقرار کرتے۔ مولانا ہر ملاقات میں اُن سے ایک ہی خواہش کا اظہار کرتے کہ شمعِ رسالت ﷺ کے پروانوں کے مطالبات تسلیم کرایں۔ اس سلسلے میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا اور ختمِ نبوّت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا۔ میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلے کے لیے بے قرار ہے! میں نے اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لیے رو رو کر دعائیں مانگتے دیکھا ہے۔

مطالبات منظور نہ ہونے پر ڈائرکٹ ایکشن کا جب اعلان ہوا تو اسی شب حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقا کو گرفتار کرلیا گیا جس کے بعد یہ تحریک ملک گیر پیمانے پر زور پکڑ گئی اور آپ کو ایک روز اچانک یہ اطلاع ملی کہ مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں لاہور کو مارشل لاء حکومت نے پھانسی کی سزا دے دی ہے۔ اپنے اکلوتے فرزند کے بارے میں یہ رُوح فرسا خبر سُن کر سجدے میں گر گئے اور عرض کی: الٰہی! میرے بچے کی قربانی منظور فرما۔(۳)

ڈیڑھ ماہ تک کراچی سینٹرل جیل میں رکھنے کے بعد آپ کو سکھر سینٹرل جیل میں نظر بند کردیا گیا جس میں آپ کے علاوہ مولانا عبد الحامد بدایونی صاحب (المتوفی ۱۹۷۰ء)، صاحب زادہ فیض الحسن، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور سیّد مظفر علی شمسی بند تھے۔

(قادیانیت کے حوالے سے امام احمد رضا اور ان کے خلفا نے جو کردار ادا کیا۔ اس کے تفصیلی حالات بتصرف کتاب "مولانا احمد رضا خان بریلوی اور بدعات و منکرات" مؤلفہ محمد یٰسین اختر مصباحی سے نقل کیے گئے ہیں)۔

وہابیت

وہابیہ منسوب بہ رئیس الخوارج محمد بن عبد الوہاب نجدی ہیں؛ جس نے تمام اہلِ اسلام کو کھلم کھلا کافر و مشرک بتایا حرمین شریفین پر حملہ کیا اور کوئی دقیقہ گستاخی و بے ادبی و شرارت و ظلم و قتل و غارت کا اٹھانہ رکھا اور ساری دنیائے اہلِ سنّت و جماعت کے لیے فتنہ اور وبالِ عظیم ثابت ہوا؛ ہزاروں علمانے اس کے خلاف جہاد بالسیف والقلم کیا؛ کتابیں اور مضامین لکھے اوراس کی کتاب التوحید کا ردّ کیا۔ ہندوستان میں وہابیت کے داعیِ اوّل شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی ہیں، جنہوں نے اپنی مختلف کتابوں اور بالخصوص تقویۃ الایمان کے ذریعے اس خطرناک زہر کا بیج پورے غیر منقسم ہندوستان میں بو کر افتراق بین المسلمین کی آگ لگادی اور ہر گھر سنیت و وہابیت کے اختلاف و انتشار کے شعلوں میں دہکنے لگا۔ علماءِ اسلام نے یہاں بھی اس کا مقابلہ کیا۔ جامع مسجد دہلی میں اس سے مناظرہ ہوا جس میں تمام علماءِ دہلی اس کے خلاف تھے۔ سیکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں۔

تقویۃ الایمان جس سے مسلمانانِ ہند میں اختلاف و انتشار کی تخم ریزی ہوئی اس کے بارے میں خود اس کے مصنّف شاہ اسمٰعیل دہلوی کا بھی اندازہ تھابلکہ انہیں اس سے پیدا ہونے والے فتنے کا بخوبی علم اور کامل یقین بھی تھا جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل الفاظ سے یہ باتیں ظاہر ہو رہی ہیں: ''میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدّد بھی ہو گیا مثلاً ان اُمور کو جو شرکِ خفی تھے، شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس اشاعت سے شورش ضرار ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔''(۴)

اپنے اصحابِ علم وفضل اسلاف کے مسلک سے انحراف کا عالم یہ تھا کہ جب ''رفع یدین'' کرنے لگے تو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے ایما پر حضرت شاہ عبد القادر نے شاہ محمد یعقوب کے ذریعے رفع یدین چھوڑنے کا پیغام دیا۔ اس پر شاہ اسمٰعیل نے کہا کہ عوام کے فتنے کا خوف کیا جائے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہو گا کہ جو شخص میری اُمّت میں فساد کے وقت میری سنّت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اس جواب پر حضرت شاہ عبد القادر دہلوی نے اِرشاد فرمایا: بابا! ہم تو سمجھتے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا، مگر وہ تو ایک حدیث کا معنیٰ بھی نہ سمجھا۔ یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنّت کے مقابل خلافِ سنّت ہو کیونکہ جس طرح رفع یدین سنّت ہے یونہی ارسال (رفع یدین نہ کرنا) بھی سنّت ہے۔(۵)

شاہ اسمٰعیل نے ہندوستان میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کی وہابیت کو اس کتاب کے ذریعے فروغ بخشا اور اپنی دعوت کو جب عام کرنے کی کوشش کی تو صوفیا و مشائخ کرام نے بھی اس کی زبردست مزاحمت کی۔ چنانچہ حضرت شاہ محمد مظہر نقشبندی مجددی مہاجر مدنی اپنے والد گرامی حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی دہلوی (قدس سرہما) کے بارے میں صراحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: وَلَمْ یَذکُر اَحَدًا بِالسُّوْءِ اِلاَّ الفرقَةَ الضَّالَةَ الوَهابِیَّة لِتَحْذِیْرِ النَّاس مِنْ قَبَاحَةِ اَفْعَالِهِمْ وَاَقْوَالِهِمْ

اس کے بعد اسی صفحے کے حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں: وَکَانَ قُدِّسَ سِرُّهٗ یَقُوْلُ اَدْنٰی ضَرَرِ صُحْبَتِهِمْ اَنَّ مَحَبَّةَ النَّبِیِّ صَلَی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم التی هِیَ مِن اَعْظَمِ اَرْکَانِ الایمانِ تَنْقُصُ سَاعَةً فساعَةٌ حَتیّٰ لَا یَبْقٰی مِنْهَا غَیْرُ الاسْمِ وَالرَّسْمِ فَکَیْفَ یَکُوْنُ اَعلَاهُ فَالحَذَرَ الحَذَرَ عَنْ صُحْبَتِهِمْ ثُمَّ الحَذَرَ الحَذَر عَن رُؤیَتِهِمْ فَلحفَظْه (منہ) ترجمہ: حضرت شاہ احمد سعید قدس سرّہٗ کسی شخص کا تذکرہ بُرائی کے ساتھ نہ کرتے، مگر فرقۂ ضالّہ وہابیہ کا۔ مقصد یہ ہوتا کہ لوگوں کو ان کے افعال و اقوال کی بُرائیوں سے ڈرائیں۔ حضرت شاہ احمد سعید صاحب فرمایا کرتے کہ وہابیوں کی صحبت کا معمولی اثر یہ ہوتا ہے کہ محبتِ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جو دین کا ایک رُکنِ اعظم ہے، وہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ صرف نام و نشان باقی رہ جاتا ہے۔ جب معمولی ضرر کا یہ حال ہے تو بڑے نقصان کا کیا عالم ہو گا۔

بہت سے علماءِ اہلِ سنّت نے ان اقوال کی بنا پر قائل کی تکفیر کی ہے، مگر حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب۔ سبحنہٗ و تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم (٦)

مشہور غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں نے ایک جگہ لکھا ہے: ہمارے بعض متاخرین بھائیوں نے شرک کے بارے میں بہت شدت اختیار کی ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور مکروہ یا حرام اُمور کو شرک قرار دے دیا ہے۔ (عربی سے ترجمہ)

اس کے حاشیے میں ایسے لوگوں کی نشان دہی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: وہ شیخ عبد الوہاب ہیں، جنہوں نے ان اُمور کو شرک قرار دیا جیسا کہ اہلِ مکّہ کی طرف ارسال کردہ اس کے لیے بیٹے محمد اور پوتے

عبداللہ کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔ اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں اکثر اُمور میں ان کی پیروی کی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور شاگرد حضرت شاہ مخصوص اللہ دہلوی نے تقویۃ الایمان کے خلاف معید الایمان تحریر فرمائی۔

قائدِ تحریکِ آزادی علّامہ فضلِ حق خیر آبادی نے تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ میں شرح وبسط کے ساتھ اس کا رد تحریر کیا۔ مولانا منورالدین دہلوی (مولانا خیر الدین مکی کے نانا) حضرت مولانا محمد موسیٰ حضرت شاہ احمد سعید مجددی، حضرت شاہ فضلِ رسول بدایونی وغیر ہم علیہم الرحمۃ والرضوان نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے تقویۃ الایمان کے عقائد و نظریات سے اپنی براءت وبیزاری کا اظہار و اعلان کرتے ہوئے پرزور دلائل و براہین کے ساتھ انکارِ بلیغ کیا۔

اس دور میں ان کتابوں نے کتنا فتنہ برپا کیا اسے معلوم کرنے کے لیے ہندوستان کے ایک مشہور صاحبِ قلم اور سیاسی لیڈر مسٹر ابو الکلام آزاد کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں:"مولانا اسمٰعیل شہید مولانا منور الدین (م ۱۲۷۳ھ تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب اُنہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھیں اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علما میں ہلچل پڑ گئی۔"

ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی متعدّد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۸ء والا مشہور مباحثہ جامع مسجد دہلی میں کیا۔ تمام علماءِ ہند سے فتویٰ مرتب کیا پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔

ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ابتدا میں مولانا اسمٰعیل اور ان کے رفیق اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے داماد مولانا عبدالحی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا، لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد دہلی کا شہرۂ آفاق مناظرہ ترتیب دیا، جس میں ایک طرف مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔(۷)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے ہندوستان کے ان اعیانِ وہابیہ (وملاحدہ اور نیچریوں) کے خلاف شرعی فیصلہ صادر فرماتے ہوئے لکھا:وَبِالجُمْلَةِ هٰؤُلاءِ الطَّوَائِفُ السَّبْعُ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ هُمْ تَدُوْنَ وَخَارِجُوْنَ عَنِ الْاِسلَامِ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ان تمام فرقِ باطلہ کی تکفیر صرف آپ ہی نے نہیں کی، بلکہ المعتمد المستند کی ساری تفصیلات جمع کرکے اپنے مذکورہ شرعی فیصلہ کے ساتھ علماءِ حرمین طیبین کی خدمت میں پیش کیا۔ چنانچہ پچاسوں مشاہیر علماءِ اسلام نے اس کی تصدیق کی اور اپنے دستخط و مہر سے اسے نوازا۔ جسے "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کے نام سے طبع کیا گیا۔

اس کے علاوہ ہندوستان میں پشاور سے لے کر بنگال تک کے دوسو ارسٹھ علماءِ اہلِ سنّت ومشائخ کرام نے اپنی مبارک تصدیقات سے اس کی تائید وتوثیق کی اور اس کا مجموعہ الصوارم الہندیہ کے نام سے شائع ہوا یہ ساری تفصیلات سیکڑوں کتب ورسائل میں مذکور ہیں۔

ایک جگہ وہابیوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: وہابی صاحبو! مسلمان بننا چاہتے ہو تو حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت سُوَیدائے دل کے اندر جماؤ جو ان کی جناب عالم مآب میں گستاخی کرے اگر تمہارا باپ بھی ہو الگ ہو جاؤ۔ جگر کا ٹکڑا ہو دشمن بناؤ۔ ہزار زبان و صد ہزار دل اس سے تبری کرو تماشی کرو۔ اس کے سایہ سے نفرت کرو اس کے نام پر لعنت کرو۔(۸)

ندویت

شبلی نعمانی بانی دارالمصنّفین اعظم گڑھ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تاسیس (۱۹۰۸ء) کے وقت جب کہ یوپی کے انگریز لیفٹیننٹ گورنر نے اس کا سنگِ بنیاد رکھا اس کی منظر کشی کرتے ہوئے بڑی مسرت و انبساط اور فخر و مباہات کے ساتھ تحریر کیا ہے:"یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ترکی ٹوپیاں اور عمامے دوش بدوش نظر آتے تھے یہ پہلا ہی موقع تھا کہ مقدس علما عیسائی فرماں روا کے سامنے دلی شکر گذاری کے ساتھ ادب سے خم تھے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ شیعہ و سنّی ایک مذہبی درس گاہ کی رسم ادا کرنے میں برابر کے شریک تھے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک مذہبی درس گاہ کا سنگِ بنیاد ایک غیر مذہب کے ہاتھ سے رکھا جا رہا تھا۔"(۹)

لکھنؤ کے جلسے میں ابراہیم آروی نے اپنے لیکچر میں صرف لا الٰہ الا اللہ پر مدارِ نجات رکھا۔ مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی مع ہمراہیان یہ فرما کر اُٹھ آئے کہ یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی۔

اسی طرح سنّیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جُدا ہوتا گیا، یہاں تک کہ اس میں بدمذہب رہ گئے۔ یا تو کھلے مرتدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سنّی جو ان کو ارا کین دینی بتاتے اور ان سے اتحاد مناتے۔

ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری، وہابی، قادیانی، رافضی، سنّی سب اہلِ قبلہ ہیں؛ لہٰذا سب مسلمان ہیں۔ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے؛ جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے۔

اس قسم کے خیالات اور ان کی قباحتوں، شناعتوں اور ضلالتوں کا ذکر کرکے حضرت فاضل بریلوی نے علماءِ حجاز سے ان پر تصدیق چاہی تو مشاہیر علماءِ اسلام نے اس طرح کی مخلوط صلحِ کلیت کو مسلمانوں کے حق میں زہرِ ہلاہل قرار دیا۔

رئیس العلما حضرت شیخ محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی شافعیہ مکّۂ مکرمہ نے تصدیق کرتے ہوئے لکھا: ”میں نے اس عجالہ کو اوّل تا آخر دیکھا اور اس کے اٹھائیس جوابوں پر نظر کی تو میں نے جانا کہ وہ افضلِ تصنیفات و تالیفات ہے۔ خصوصاً وہ اس کی تصنیف ہے جو مذہب اہلِ سنّت و جماعت کی یاوری اور مشرب اہل زیغ و کفر و ضلالت کی پردہ دری کی طرف بلانے والا ہے۔ مصنف نے خوب لکھا اور فائدہ بخشا۔ اللہ تعالیٰ اسے اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اس کا جمال اس کا کمال دنیا و آخرت میں ہمیشہ رکھے آمین۔“(۱۰)

شیخ محمد صالح بن علامہ صدیق کمال حنفی مفتی احناف مکّہ مکرمہ لکھتے ہیں: ”خدا کی قسم! اس نے نصرتِ حق و اہلاکِ باطل کے لیے بے شک خوب کہا۔ الٰہی! ہم تیری طرف التجا لا کر ان باتوں سے بیزار ہوتے ہیں جو طوائفِ بے دین نیچری و رافضی و وہابی وغیرہم ملحدوں نے بکیں۔ الٰہی! ہمیں مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت پر مرنا نصیب فرما۔“ (۱۱) آمین!

چنانچہ مشہور دیوبندی مورخ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے: جن دنوں ندوۃ العلما اپنی ابتدائی شان و شوکت کا دل آویز لباس پہن کر اُٹھا اور اہلِ اسلام نے عموماً اور بہتیرے مخلصین اللہ والوں نے خصوصاً اس کی ضرورت، اس کا استحسان اور اس کی خوبیاں تسلیم کرکے شمولیت اختیار کرلی تھی حضرت امام ربّانی (رشید احمد گنگوہی) نے موافقت نہیں فرمائی۔ ہر چند آپ کی صدارت و سرپرستی پر زور دیا گیا۔ خود مولانا محمد علی (مونگیری) ناظم ندوہ یہ درخواست لے کر منظوری کی سعی فرمانے کے لیے گنگوہ کے عازم ہوئے۔

مگر جب دیوبند پہنچے تو حضرت (گنگوہی) نے کہلا بھیجا کہ اس ارادے سے گنگوہ کا قصد نہ فرمائیں، کیونکہ میں ہرگز شامل نہ ہوں گا۔ آخر ناظم صاحب کو سہارنپور ہی سے واپس ہونا پڑا اور حضرت یا آپ کے متعلقین شامل نہ ہوئے۔

حضرت کے بعض واقفین نے عرض بھی کیا کہ صاحبزادہ صاحب اور حضرت مولانا (شیخ الہند محمود الحسن) دیوبندی کو اجازت عطا فرمادیں کہ شریکِ جلسۂ سالانہ ہو جائیں۔

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس(۱۲)

علی گڑھ یوپی کے زیرِ اثر چلنے والی تحریک ہندوستان گیر سطح پر پھیلائی جارہی تھی۔ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کی کوشش ظاہر ہے ایک مستحسن امر اور قابلِ تعریف اقدام ہے، لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں میں اس تحریک کی قیادت تھی اور وہ جس فکر و مزاج کے مالک تھے، اس کا حال ہر تعلیم یافتہ مسلمان پر عیاں ہے۔ ایک استفتا جس میں اس کی ایک شاخ کا ذکر ہے اس کے جواب میں حضرت فاضل بریلوی کا مذہبی نقطۂ نظر اور ان کی مومنانہ بصیرت ملاحظہ فرمائیں جس کی تصدیق دوسرے علماءِ اہلِ سنّت نے بھی کی۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دیں پرور وفقہائے نامور کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصرہم اس سوال میں کہ اس ملک کاٹھیاواڑ میں ایک مجلس بنام کاٹھیاواڑ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اعنی کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کی تعلیمی مجلس قائم ہوئی ہے، جس میں بلا رعایت سنّی ہر کلمہ گو رافضی، وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم رکن ہوسکتا ہے اور ایسی سیاسی تنظیم جس میں مسلمانانِ اہلِ سنّت کو تمام کلمہ گو مرتدین و مبتدعین وہابیہ و نیچریہ و روافض وغیرہم کے ساتھ وداد بلکہ انقیاد بلکہ اتحاد کی سرگرمی کے ساتھ دعوت دی جاتی ہے ایسی مجلس کو بعض مسلمان اپنی دینی و دنیوی ترقی کا سبب جان کر جان و مال سے امداد کرتے ہیں۔ اور دینی مفسدہ و مضرت سے آگاہ نہیں۔

ابو الحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے والد حکیم عبدالحی رائے بریلوی لکھتے ہیں: ”نیچری جماعت سے مراد سر سیّد احمد دہلوی بن محمد متقی متوفی ۱۳۱۵ھ کے ماننے والے ہیں۔ سر سیّد کے عقائد ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کی علّتِ اوّل ہے۔ ان کے نزدیک تقدیر کا صرف یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام باتوں کا جاننے والا ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات جاننے کے لیے انسانی عقل کافی ہے اور اسی طرح کفر و اسلام کے درمیان امتیاز و

تفریق کرنے میں عقل کو کسی دوسرے سہارے کی ضرورت نہیں۔ چیزوں کی اچھائی وبُرائی کا فیصلہ عقل کرتی ہے۔

آیا سنیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان ومال سے اس کی مدد کرنا، اس کے جلسے میں شریک ہونا، بد دین و مرتدوں کو مسلمان سمجھنا اور ان سے میل جول پیدا کرنا اور ان سے ترقی کی اُمید رکھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب: ایسی مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے اور اس میں شرکت حرام اور بد مذہبوں سے میل جول آگ ہے اور اُس بڑی آگ کی طرف کھینچ کر لے جانے والا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ترجمہ :اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے: دخل فیه الکافر و المبتدع والفاسق والقعود مع کلھم ممتنع اس آیت کے حکم میں ہر کافر و مبتدع اور فاسق داخل ہے۔ ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ولا ترکنوا الی الذین ظلموفتمسکم النار ترجمہ :ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ترجمہ: "ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔"

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ ورسول سے زیادہ ہماری کوئی بھلائی چاہنے والا نہیں۔ "جل وعلا" و "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشبہ سراسر ضرر وبلا ہے۔

مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو ان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقین جان لو کہ یہ ڈاکو ہے۔ اس کی تاویلوں پر ہرگز کان نہ رکھو۔ رہزن جو جماعت سے باہر نکال کر کسی کو لے جانا چاہتا ہے ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکہ میں آیا اور ساتھ ہو لیا تو گردن مارے گا مال لوٹے گا۔ شامت اس بکری کی کہ اپنے راعی کا اِرشاد نہ سُنے اور بھیڑیا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہو لے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں منع فرماتے ہیں۔ وہ تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے خیر خواہ ہیں۔ حریص علیکم تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلبِ اقدس پر گراں ہے۔ عزیز علیه ماعنتم واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر، بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔

ارے۔ ان کی سُنو! ان کا دامن تھام لو، ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ! وہ فرماتے ہیں: ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور رہو۔ اور ان کو اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

ابنِ حبان وطبرانی و عقیلی کی حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم و اذا مرضوا فلا تعودوھم و اذا ماتوا فلا تشھدوھم و لا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے رشتہ نہ کرو، وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو جنازے پر نہ جاؤ، نہ ان کی نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ اقدسِ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نمازِ مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانۂ خلافت میں لے آئے؛ اس کے لیے کھانا منگایا۔ جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بد مذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی، فوراً حکم ہوا کہ کھانا اُٹھا لیا جائے اور اسے نکال دیا جائے۔ سامنے سے کھانا اُٹھوا لیا اور اُسے نکلوا دیا۔

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ فرمایا: لا تقرۂ منی السلام فانی سمعت انه احدث میری طرف سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سُنا ہے کہ اس نے کچھ بد مذہبی نکالی۔

ان مضامین کی تفصیل میں تمام اکابر علمائے حرمین شریفین کا فتوی مسمیٰ بہ "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" اور عامّہ علمائے ہند کا فتویٰ مسمیٰ بہ "فتاویٰ السنة لالجام اھلِ الفتنه" اور فتاوی القدوہ اور النذیر الاحمد اور النذیر المبین وغیرہا۔ پچاس سے زائد کتابیں چھپ کر شائع ہو چکیں اور ہدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل وحسبنا ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علی سیّدنا ومولانا محمد و آله وصحبه بالتبجیل واللہ تعالیٰ اعلم۔

تصدیقی دستخط، مہر علی شاہ گولڑہ، حامد رضا قادری، مصطفیٰ رضا

قادری، محمد امجد علی اعظمی رضوی، محمد ظہور الحسنین فاروقی رام پوری، فقیر حمد اللہ کمال الدین قادری پشاوری، محمد نعیم الدین مراد آبادی، محمد اکرام الدین خطیب وامام مسجد وزیر خاں، لاہور۔

ان علماءِ کرام کے علاوہ الہ آباد، اعظم گڑھ، مظفر پور، در بھنگہ، سیالوہ، کلکتہ، جبل پور، پٹنہ، سہرام، آرہ، کانپور، سندھ، حیدر آباد، محمود آباد، پیلی بھیت، کاٹھیاواڑ، دھوراجی، سورت، ملتان، مراد آباد شاہجہان پور، رام پور، میرٹھ، گوالیار، پنجاب کے اسی علما ومشائخ اور صوفیا نے اس جواب با صواب کو اپنی تائید وتوثیق سے نوازا ہے۔

فتوی کی تصدیق اور حضرت فاضل بریلوی کی عظیم وجلیل خدمات مثلاً نصرتِ سنّت و احیائے ملّت اور ازالۂ بدعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا محمود جان حنفی قادری پشاوری ثم جودھپوری تحریر کرتے ہیں: بے شبہ ایسی مجلس مقرر کرنا اور اس میں دامے درمے قدمے معاونت کرنا اپنے ہاتھوں دروازۂ دوزخ کھولنا اور عذابِ خدا کو اپنی طرف بلانا ہے۔

پیارے سنّی بھائیو! اگر آنکھوں میں نورِ ایمان ہے تو یہ محترم فتویٰ دیکھو مقدس و مقبول محتویٰ علامہ دوراں امامِ اہلِ ایمان جناب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہٖ ومتع المسلمین بطول حیاتہ کا تحریر شدہ ہے۔

یہ وہ رُکنِ اعظمِ اسلام ہے کہ ہمیشہ نصرت و احیائے دین متین میں فرید اور اِماتت وازالۂ بدعت وضلالتِ کفر و شرک میں وحید ہے۔ آپ کے علم و فضل کی نہریں علاوہ ہندوستان کے اور ممالک میں بھی جاری ہیں۔ آپ کے فیوضِ جلیلہ کا آفتاب تمام عالم میں چمکتا ہے۔ کشتیِ دینِ اسلام کے آپ ناخدا ہیں۔ اہلِ سنّت وجماعت کے پشت پناہ ہیں۔

آپ نے اپنی عمر شریف کا اتنا حصّہ حمایتِ مذہبی ہی میں صرف کیا۔ خدمتِ دینی کے سوا ایک ساعت بھی کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ اسلام و مسلمین کو فائدہ کثیرہ پہنچاتے ہیں ہر مہینے دور دور سے سیکڑوں استفتا آتے ہیں اور جواب باصواب سے مزین کرکے روانہ فرماتے ہیں۔

نامور علمائے مکّۂ معظمہ و مدینۂ منوّرہ آپ کے فتاویٰ سے موافقت کرتے اور آپ کی جلالت اور تبحّرِ علمی کو مانتے ہیں۔ علامۂ وحید فاضل فرید آپ کی جناب میں تحریر فرماتے اور موجودہ صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ القابِ جلیلہ سے مُلقّب کرتے طرح طرح کی دعائیں دیتے اور آپ کے مدائح سے جلیل القدر فضلائے عرب رطب اللسان رہتے ہیں۔

مولانا شیخ عبد الرحمٰن دہان مدرس حرم مکّہ مکرمہ بعد بیان مدائح کثیرہ فرماتے ہیں: الذی شھد لہ علماء البلد الحرام بانہ السیّد الفرد الامام سیّدی و مسلاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی۔

مولانا سیّد اسمٰعیل بن خلیل آفندی حافظِ کتبِ حرمِ مکّۂ معظمہ بعد بہت سے مدائح وذکر اسمِ گرامی اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت فرماتے ہیں: وقد شھد لہ عالمومکۃ بذالك ولولم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذالك بل اقول لوقیل فی حقه انه مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا۔

اسی طرح علمائے مدینۂ منوّرہ بھی آپ کے مداح ہیں اور کئی جلیل القدر فاضلوں نے اہلِ حرمین سے کتنے ہی علوم میں آپ سے سندیں لیں اور کئی حضرات نے بیعت بھی فرمائی۔ ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء الخ(۱۳)

(مسئلۂ ندویت ”مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اور بدعات و منکرات“ سے اخذ کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے اس کتاب سے رجوع کیا جائے۔)

حوالہ جات

(۱) ضمیمہ براہین احمدیہ، جلد پنجم، ص:۳۵۴

(۲) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مطبع اہلِ سنّت و جماعت، بریلی، انڈیا، ص:۹۷ تا ۱۰۱

(۳) روزنامہ مشرق، ۵ نومبر ۱۹۶۷ء، لاہور، ص:۳

(۴) حکایاتِ اولیاء (جدید ایڈیشن)، دارالاشاعت کراچی، مولفہ اشرف علی تھانوی، ص:۴، تا ۱۰

(۵) ایضاً، ص:۲۲۰، ۲۱۹

(۶) الکوکبتہ الشھابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ، مطبع اہلِ سنّت، بریلی، انڈیا، مؤلّفہ مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ، ص:۶۲

(۷) آزاد کی کہانی، ابو الکلام آزاد، ص:۵۶

(۸) احیاءِ سنّت اور تجدیدِ ملّت، امام شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۲۸۳

(۹) شبلی نامہ، شیخ محمد اکرام، ص:۱۴۰

(۱۰) فتاوی الحرمین، ص:۱۳۷

(۱۱) ایضاً، ص:۱۳۹

(۱۲) ۲۹ر دسمبر ۱۸۸۶ء کو علی گڑھ میں سر سیّد کی قیادت میں قائم ہوئی۔

(۱۳) بتصرف احیاءِ سنّت اور تجدید ملّت، بریلی، انڈیا، ص:۳۲۴، ۳۳۲، ۳۳۳

کلامِ رضا 'لم یاتِ نظیرك فی نظر' میں فارسی مصرعوں پر ایک نظر

طاہرہ سلطانہ (ریسرچ اسکالر، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

فارسی شعر کی تاریخ

ادبیاتِ فارسی کی تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ دنیا کی بیشتر زبانوں کی طرح فارسی میں بھی شعر پہلے کہے گئے اور نثر بعد میں لکھی گئی۔[۱] اس قدر عموماً مسلم ہے کہ اسلامی دور میں شاعری تیسری صدی سے شروع ہوتی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوسو برس تک شاعری کی زبان کیوں بندرہی؟ فارسی تذکرہ نویسوں نے اس کے مختلف اسباب بتائے ہیں۔[۲]

دنیا کی اکثر زبانوں کی طرح فارسی میں بھی یہ مسئلہ خاصا اختلافی ہے کہ فارسی کا پہلا شاعر کون ہے؟ جہاں تک فارسی میں شعر کہنے کی متفرق کو ششوں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ساسانی بادشاہ بہرام پنجم حکیم ابو حفص سعدی، عباس مروزی، حنظلہ بادغیسی اور محمد بن وصیف کے نام ملتے ہیں۔[۳] الطبری کی تاریخ میں ۱۰۸ھ / ۲۶ ۷ء کے واقعات کے تحت لکھا ہے۔ "ابو منذر اسد بن عبد اللہ القسری جب خاقان ترک سے شکست کھا کر لوٹا تو اہلِ خراسان نے اس کے متعلق ذیل کے شعر کہے:

از اختلان آمذی برو تباہ آمذی
از اختلان آمذی برو تباہ آمذی
بیدل فراز آمذی
از اختلان آمذی برو تباہ آمذی
آبار باز آمذی خشک نزار آمذی

ان اشعار کو اگرچہ ادبی لحاظ سے اشعار نہیں کہا جا سکتا لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ فارسی شاعری کا اولین نمونہ ہیں۔ شعرائے ایران کے باقاعدہ سلسلے کا آغاز آل طاہر کے دور میں ہوتا ہے۔ اس زمانے کا شاعر حنظلہ بادغیسی (م ۲۱۹ھ۔ ۲۲۰ھ / ۸۳۴ء۔ ۸۳۵ء) وہ پہلا شاعر تھا جس نے دیوان مرتب کیا۔ صفاریوں (۲۵۴ھ / ۸۶۷ء تا ۲۹۰ھ / ۹۰۳ء) کا میلان ادبیات فارسی کی طرف آلِ طاہر کی نسبت زیادہ تھا۔[۴]

بہر کیف فارسی کے اوّلین شعرا میں محمد بن وصیف اور حنظلہ بادغیسی کا نام لیا جا سکتا ہے اور تیسری صدی ہجری کے نصفِ اوّل کو فارسی شاعری کا نقطۂ آغاز اور طاہری وصفاری دور کو فارسی شاعری کا پہلا دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ رباعی کی ایجاد اسی زمانے میں ہوئی۔[۵]

اس وقت تک جو کچھ ہوا وہ شاعری کی ابجد تھی، لیکن خاندانِ سامانیہ نے دفعتہً اس زمین کو آسمان بنا دیا۔ رودکی، جو فارسی شاعری کا "ابو الآباء" سمجھا جاتا ہے، اسی دربار کا دست پرور تھا۔ شعرائے سامانیہ کی تعداد اگرچہ سینکڑوں تک پہنچتی ہے، لیکن عروضی سمر قندی وغیرہ جن لوگوں کا نام خصوصیت سے لیا ہے وہ یہ ہیں شہید بلخی، رودکی، دقیقی، رابعہ قزداری اور عمارہ مروزی۔

شاعری اگرچہ ابتدائے ظہور سے روز افزوں ترقی کرتی جاتی تھی، لیکن غزنویہ دور میں انتہائے کمال تک پہنچ گئی۔ فردوسی عنصری اسدی، منوچہری، فرخی، حکیم سنائی جن میں ہر شخص اقلیم سخن کا صاحب تاج وقت ہے اسی عہد کی یادگار ہیں۔[۶] سامانی اور غزنوی دور میں فارسی کے مراکز زیادہ تر خراسان میں تھے، لیکن اس دور میں خراسان کی ادبی فارسی کا رواج ری، ہمدان، اصفہان بلکہ آذر بائیجان تک ہو گیا۔ اس دور میں فارسی شاعری کا ایک نیا اسلوب ابھرا جسے نقاد "سبک عراقی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سلجوقی دور میں گزل پر قصیدے کی برتری قائم رہی۔ اس عہد میں انوری خاقانی اور ظہیر فاریانی جیسے باکمال قصیدہ گو پیدا ہوئے۔[۷]

مجموعی لحاظ سے ایلخانی و تیموری ادوار فارسی ادب کے ممتاز ادوار ہیں۔ اس دور میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ شیرازی، امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ممتاز ترین شعرا نظر میں آتے ہیں۔ اس کے بعد بھی فارسی شاعری عہد بہ عہد چلتی رہی اور آج تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

مختلف زبانوں کا فارسی کے ساتھ استعمال

کسی بھی کلام میں مختلف زبانوں کا ایک ساتھ استعمال کرنا انتہائی مہارت کا کام ہے۔ بہت سے شعرا نے اس فن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان میں ایک نام امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی غزل فارسی، اردو اور بھاشا تین زبانوں کا خوبصورت امتزاج ہے مثال کے طور پر ان کی غزل ملاحظہ ہو:

زحالِ مسکین مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں نہ دارم ای جان نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
شبان ہجر دراز چوں زلف وروز وصلت چو عمر کوتہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد خرابیم صبرو تسکیں
کسے پڑی ہے جو جاسناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں
جو شمع سوزاں، چو دزہ حیراں ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ
نہ نیند نیناں؛ نہ انگ چیناں نہ آپ آویں نہ بھیجیں پتیاں
بحق روز وصال دلبر کہ داد مارا فریب خسرو
پیت من کہ درائے لاکھوں جو جائے پاؤں پیا کی گھتیاں [۸]

حضرت رضاؔ بریلوی

انیسویں صدی اپنے نصف مراحل طے کر چکی تھی سرزمینِ ہند ماتم کناں اور غم گسار تھی۔ اسی فضائے بسیط میں آہ وفغاں کے نالے بلند تھے۔ ذرہ ذرہ رحمتِ باری کا منتظر، شمال و جنوب کا کونہ کونہ سسک رہا تھا۔ مشرق و مغرب کا گوشہ گوشہ سوگوار تھا۔ عقیدت مند بے چین و بے قرار تھے۔ حق پرستوں کی صدائے حق جبر واکراہ کے ہنگاموں میں دبائی جارہی تھی۔ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے والے ماہیِ بے آب تھے۔ ایک طرف اغثنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدد یاغوث رحمۃ اللہ علیہ کے دل دہلا دینے والے نعرے حرمتِ نبوت پہ بازی لگا دینے والوں کے دلوں میں ہیجان برپا کر رہے تھے تو دوسری طرف شرک وبدعت الحاد وکفر کی گود میں بیٹھ کر تیر وکمان کی مشق جاری کر رہے تھے۔ غرض ایسی ہولناک فضامیں حق پرستوں کی صدائے حق رنگ لائی۔ آہ وفغاں بابِ اجابت سے ٹکرائی سرزمین بریلی رشک ثریا بنی، اقبال مندی کا ستارہ چمکا خورشیدِ ولایت ماہ تابِ مجددیت وفقاہت افقِ بریلی پر نمودار ہوا اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ر شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ روزِ شنبہ بوقتِ ظہر مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء مطلعِ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ [۹]

دینی علوم کی تکمیل گھر پر اپنے والد مولوی نقی علی خان سے کی دو مرتبہ حجِ بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ [۱۰] آپ بلند پایہ شاعر بھی تھے اور رضا تخلص کرتے تھے اور آپ کے متبعین "اعلیٰ حضرت" اور فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ اکثر علوم وفنونِ مروجہ میں دسترس رکھتے تھے؛ بعض علوم وفنون معاصر علما سے حاصل کیے اور بعض میں ذاتی مطالعہ اور غور وفکر سے مہارت حاصل کی۔ علوم وفنون سے فراغت کے بعد تصنیف و تالیف، درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ ۵۰ علوم وفنون میں ہزار سے زیادہ کتب و رسائل آپ سے یادگار ہیں۔ بے شمار تلامذہ آپ سے مستفید ہوئے۔ [۱۱]

۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق دو بج کر اڑتیس منٹ پر عین اذان کے وقت ادھر مؤذن نے حی علی الفلاح کہا ادھر امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار پر انوار بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام بنا ہوا ہے۔ [۱۲]

شاعری میں رضا بریلوی کی جدّت طرازی

حضرت رضاؔ بریلوی فنِّ شاعری میں کمال رکھتے تھے۔ نعت گوئی کو اپنا مسلکِ شعری بنایا۔ ہر صنف شاعری پر طبع آزمائی کی، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہر جگہ نعت ہی کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کے دیوان حدائقِ بخشش کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اردو، فارسی، ہندی اور عربی وغیرہ میں شعر گوئی پر پورا پورا عبور حاصل تھا۔ [۱۳]

رضاؔ بریلوی نے ایک نعت میں عجیب جدّت طرازی کا مظاہرہ کیا۔ اس میں التزام یہ رکھا کہ ہر مصرعہ کے دو ٹکڑے ہوں اور ہر شعر کے چار ٹکڑے ہوں۔ چاروں ٹکڑے چار زبانوں میں ہیں عربی، فارسی، اردو، ہندی، مختلف زبانوں کے باوجود بحر کی ترنم ریزی، قافیہ اور ردیف کی پرکشش جھنکار، ہندی زبان کی آمیزش سے مدھر اور میٹھا لب ولہجہ اور پوری نظم کا صورتی ومعنوی رنگ قابل دید و شنید ہے۔ مختلف زبانوں پر قدرت رکھنے کے ساتھ لفظوں کا انتخاب اور پھر ان مختلف اجزا کو ایک متناسب اور مترنم سانچے میں ڈھال دینا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ذہنی جودت وجدت کا مظہر ہے۔ اس طرح کی مثال امیر خسرو کے یہاں ملتی ہے، لیکن جو التزام امام احمد رضا کی نعت میں ملتا ہے وہ وہاں بھی نہیں ہے۔ [۱۴] رضاؔ بریلوی نے عربی، فارسی، اردو اور ہندی الفاظ کا حسین انداز میں استعمال کیا ہے اور اپنی نعت کو نہ صرف نعتیہ شاعری بلکہ اردو اور فارسی شاعری کا ایک شاہکار بنادیا ہے۔ اس نعت میں کہیں کہیں سنسکرت کے الفاظ بھی آگئے ہیں۔ [۱۵]

کلام

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تو رے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَ الْمَوْجُ طَغٰی من بیکس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چوبطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی مِری شب نے نہ دن ہونا جانا
لَكَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الْاَجْمَل خط ہالۂ مہ زلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پروکنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ ای گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَكْ رحمے برحسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
وَاھًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَهَبَتْ آں عہدِ حضورِ بار گہت
جب یاد آوے موہے کرنہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا
اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّالْھَمُّ شُجُوْن دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا
اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامۂ خامِ نوائے رضؔا نہ یہ طرز مِری نہ یہ رنگ مِرا
ارشادِ اَحِبَّا ناطق تھا نا چار اس راہ پڑا جانا [۱۶]

ترجمہ

(۱) حضور علیہ السلام کا مثل کسی کو نظر نہ آیا۔ اے محبوب تیری طرح کا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ سارے جہاں کا تاج آپ ہی کے سر پر سجتا ہے ہم نے جان لیا کہ آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہیں۔
(۲) سمندر اونچا (گہرا) ہے اور موجیں طغیانی پر، میں عاجز ہوں اور طوفان ہوش اڑا رہا ہے۔ میں بھنور میں پھنس گیا ہوں اور ہوا مخالف سمت سے چل پڑی ہے۔ آقا میری کشتی کنارے پہ لگا دیں۔
(۳) اے سورج تو نے میری رات کو دیکھا (اف اللہ کے سورج کے سامنے بھی رات ہی رہی۔ مصائب کی سختی اور کثرت کی طرف اشارہ ہے) جب تو مدینہ شریف سے گذرے تو میری حالت میرے محبوب کے سامنے بیان کر دینا۔ آپ کے نور سے تو تمام جہاں روشن ہے مگر میری رات ہے کہ دن ہونے کا نام نہیں لیتی۔
(۴) آپ کے چہرۂ حسین میں چودھویں رات کا چاند طلوع ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ داڑھی مبارک چاند کے گرد ہالہ لگتی ہے اور زلف مبارک تقدیر کا زبردست بادل ہے۔ صندل جیسے چہرے پر یہ کنڈل (بتا رہا ہے) اب بارش آئی کہ آئی۔
(۵) میں پیاسا ہوں اور آپ کی سخاوت کامل واکمل ہے۔ اے پاک گیسوئے کرم کے بادلو ہلکی بارش برسانے والو ادھر میرے اوپر بھی دو قطرے گرادو۔
(٦) اے میرے قافلے والو! اپنے قیام کی مدت زیادہ کرو؛ حسرت کے مارے پیاسے لبوں پر رحم کرو۔ میرا دل گھبرا رہا ہے لرز رہا ہے۔ مدینہ شریف سے جانے کی خبر ابھی نہ سنا۔
(۷) ہائے افسوس چند ہی گھڑیاں تھیں جو گذر گئیں آپ ﷺ کی یادگاہ کی حاضری کی۔ جب مجھے آپ ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کا منظر یاد آتا ہے کہ تکلیف کی پروا کیے بغیر مدینہ شریف جا رہا تھا۔
(۸) دل زخمی ہے اور پریشانیاں بے شمار ہیں۔ دل فریاد کناں ہے جاں بہت کمزور ہے۔ اپنا دکھڑا آپ ﷺ کے سوا کس سے کہوں آپ ﷺ کے سوا میرا کون ہے؟
(۹) میری جان آپ ﷺ پر قربان۔ ذرا عشق کی آگ اور زیادہ کیجیے۔ اپنے عشق کی ایک اور چنگاری میرے دل پر رکھیے میرا سارا جسم تو جل چکا ہے۔ میرے آقا میں یہ جان کیا کروں گا اس کو بھی جلا دیجیے۔
(۱۰) احمد رضا کا کمزور قلم اور اس کی ناتواں صدا۔ میرا یہ اندازِ بیاں نہیں (کہ چار زبانوں میں اشعار لکھوں) دوستوں کے اصرار نے مجبور کیا۔ مجبوراً ان کی فرمائش پوری کرنا پڑی۔

تفہیم کلام

(۱) یارسول اللہ ﷺ آپ جیسا نہ کبھی دیکھا گیا اور نہ آئندہ دیکھا جائے گا۔ اللہ نے آپ جیسا کوئی پیدا ہی نہیں کیا۔ دونوں جہانوں کی بادشاہی آپ ہی کو سجتی ہے۔ ہم نے آپ کو جہانوں کا بادشاہ مان لیا ہے۔ مطلع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے عقیدے کی ترجمانی واضح نظر آرہی ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں عرض کیا:

وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَقَطُّ عَيۡنِيۡ　　وَاَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءِ

خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ　　كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءِ

اے میرے آقا آپ ﷺ جیسا حسین تو میری آنکھ نے آج تک دیکھا ہی نہیں اور دیکھے کیسے کہ آپ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ﷺ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا، اپنی مرضی سے بنائے گئے۔

(۲) بدعملی وبدعقیدگی کا سمندر طغیانی پر ہے اور میں اکیلا ان بدعقیدہ لوگوں میں گھرا ہوا ہوں، گویا کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ خدارا میری مدد فرما کر اس مقابلے میں کامیاب کر کے میری کشتی کنارے لگا دیجیے۔ اعلیٰ حضرت ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

اک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدین

بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درود

(۳) اے دوپہر کے سورج تو نے میری مشکلات کی رات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ تیرے ہوتے ہوتے ہوئے بھی دن نہ ہوا، لہٰذا جب میرے محبوب کی نگری سے گذرو تو میرے محبوب سے میری حالتِ زار عرض کر دینا کہ آقا آپ کے نور نے تو زمانہ روشن کر دیا لیکن میں ابھی تک ہجر و فراق کی تاریکی میں ڈوبا ہوا ہوں اور میری رات (آپ کی بارگاہ میں حاضری سے) ابھی تک دن نہ ہوئی۔ ان صدمات کا ہر دور کے عاشقان ذکر کرتے آئے ہیں۔ کبھی مولانا جامی نے عرض کیا:

نسیما جانب بطحا گذر کن　　زاحوالم محمد ﷺ راخبر کن

کبھی علامہ اقبال نے دکھوں کی لائن لگا دی ہے:

بایں پیری رہ یثرب گرفتم　　نواخواں از سرور عاشقانہ

(۴) اے میرے آقا آپ ﷺ کا حسین و جمیل چہرۂ اقدس تو چودھویں کا چاند لگتا ہے اور آپ کی داڑھی مبارک چاند کے گرد ہالہ کا منظر پیش کرتی ہے اور سنا ہے کہ چاند کے گرد ہالہ پڑ جائے تو بارش ضرور ہوتی ہے لہٰذا مجھ غریب وبے کس پر اپنی رحمت کی بارش برسا جایئے۔ اس میں حضور ﷺ سے آپ ﷺ کی عطاؤں کی درخواست کی گئی جو دنیا میں بھی بارش کی طرح برستی ہیں اور آخرت میں تو یہ بارش اور موسلا دھار ہو جائے گی۔

(۵) اے میرے پیارے آقا! میں تو آپ کے ہجر و فراق کی پیاس سے مر رہا ہوں اور آپ کی سخاوت میں بھی کوئی شک نہیں جس کو چاہے نواز سکتے ہیں۔ آپ اپنے کرم کی ہمیشہ برسنے والی بارش سے میرے دامن میں بھی دو قطرے گرا دیں (ورنہ کہے گی دنیا امام الانبیاء کا منگتا پھرتا ہے مارا مارا)۔

(۶) اے قافلے والے میرے ساتھیو! خدا کے لیے مدینہ کا قیام بڑھا دو، کیونکہ تم مدینہ سے جانے کی بات کرتے ہو تو میرا دل گھبرا کے دھڑک دھڑک کرتا ہے اور جان نکل نکل جاتی ہے۔ جب رضاؔ بریلوی جیسا عاشقِ رسول مدینہ چھوڑتا ہوگا تو اس کی مذکورہ حالت ہی ہوتی ہوگی۔

گھڑیاں گنی دی برسوں کہ سُب گھڑی پھری

مر مر کے پھر یہ سِل میرے سینے سے سرکی ہے

(۷) ہائے افسوس کے مدینہ شریف میں قیام کے لیے چند گھڑیاں ملیں جو گذر بھی گئیں۔ اب حالت یہ ہے:

جب یاد مدینہ آتا ہے دل خون کے آنسو روتا ہے

بے درد زمانہ کیا جانے اس دید میں کیا کیا ہوتا ہے

(۸) حضرت امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے قصیدۂ بردہ شریف کے اس شعر کی جھلک اعلیٰ حضرت کے مندرجہ ذیل شعر میں آپ کو ملے گی امام بوصیری نے عرض کیا:

يَآاَكۡرَمَ الۡخَلۡقِ مَا لِيۡ مَنۡ اَلُوۡذُبِهٖ

سِوَاكَ عِنۡدَ حُلُوۡلِ الۡحَادِثِ الۡعَمَمِ

رضاؔ بریلوی کے شعر کا ترجمہ بھی بعینہٖ ہے۔ عرض کرتے ہیں: اے میرے آقا میرا دل آپ کی جدائی میں بے تاب ہے اور اس پر مزید یہ کہ طرح طرح مصائب وآلام نے گھیرا ہوا ہے۔ حضور ﷺ میرا آپ کے سوا کون ہے جس سے میں اپنا دکھ بیان کروں۔

(۹) میری روح آپ ﷺ پر قربان! میرے آقا آپ کے عشق ومحبت کی آگ نے تو میرا سب کچھ جلا دیا ہے۔ ایک شعلہ اور عنایت فرمائیں تاکہ جان بھی آپ کے عشق میں جلادوں اور فنافی سبیل الرسول کا مرتبہ پا جاؤں۔ رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

شاد باش ای خوش سودائی ما

ای طبیب جملہ علت ہائی ما

(۱۰) میں اس قابل کہاں کہ چار زبانوں میں اشعار لکھوں اور وہ بھی نعت کہ جس کے بارے میں عرفی نے کہا ہے:

عرفی مشتاب این رہ نعت نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بروم است قدم را

بس دوستوں نے محبت بھرا اصرار کیا تو اپنی ناتجربہ کاری کے باوجود مجبوراً چند اشعار کہہ دیے۔ احبا اور ناطق سے مراد دو شعرا ہیں: ایک ناطق نامی شاعر گزرا ہے اور دوسرے حضرت مولانا محبا بکھریری آپ کے اجل خلیفہ ہیں، جنہوں نے چار زبانوں میں نعت کا اصرار کیا تھا۔ سبحان اللہ کیا سچ فرمایا!

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں [۱۷]

کلام کا فنّی اور لسانی جائزہ

جس طرح عبادات کے لیے کچھ آداب مقرر ہیں اسی طرح نعت گوئی کے لیے بھی کچھ قوانین ہیں جو اتنے ہیں کہ ان کی حدود میں رہ کر کہنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی کا حقیقی شعور توفیقِ ایزدی سے نصیب ہوتا ہے۔ جملہ اصنافِ سخن میں نعت ہی ایسی صنف ہے جو انتہائی مشکل اور دشوار ہے۔ اس میدان میں بڑے بڑے ہوش مند ڈگمگاتے دیکھے گئے ہیں۔ رنگِ مجاز میں آپ آزاد ہیں، لیکن نعت کے تقاضوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جس کا دل سرکارِ مدینہ ﷺ کی حقیقی اور سچی محبت سے سرشار ہو اور اس کے ساتھ علم شریعت سے بھی پوری طرح باخبر ہو۔ [۱۸]

رضاؔ بریلوی عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر قدرت رکھتے تھے، لہٰذا موضوع و مضمون کی گراں قدری اور رفعت کی مناسبت سے وہ عربی و فارسی الفاظ تراکیب، مصارع اور اشعار اردو کے ساتھ اس طرح ضم کر دیتے ہیں کہ بے تکلفی اور بے ساختگی میں خلل واقع نہیں ہوتا تھا؛ البتہ ایسے مقامات پر کہیں کہیں بندش میں سستی اور جھول پیدا ہو گیا ہے، مگر اشعار میں علمی وقار بھی آ گیا ہے۔ امام صاحب کی اس طرح کی صنعت گری فطری ہے اور ان کے موضوعات و مضامین کی وسعت، ان کی مضمون آفرینی اور علمی تبحر کی مناسبت سے یہ انداز فطری معلوم ہوتا ہے۔

اس نعت میں ہندی و سنسکرت کے رچاؤ کے ساتھ عربی اور فارسی کی بھی حسین جلوہ ریزی ہے اور صنعت ملمع یا صنعت تلمیع کی ایک انوکھی مثال ہے۔

رضاؔ بریلوی نے چار زبانوں کی پیوندکاری والی اس نعت میں باوجود مختلف زبانوں کے استعمال کے وہ بھی اس خوبی کے ساتھ کہ مصرعہ اولیٰ عربی و فارسی کے امتزاج سے اور مصرعہ ثانی اردو اور بھاشا کے امتزاج سے ہے بندش اور الفاظ کے دروبست پر باپڑنے سے جس طرح محفوظ رکھا ہے اور ہر شکوہ الفاظ کے ساتھ معنیٰ آفرینی کا جو کمال ظاہر کیا یقیناً ان کی فنکاری کی دلیل ہے۔ [۱۹]

موزوں الفاظ کے انتخاب، ان کی مناسب ترکیب و ترتیب کے علاوہ مضمون کی شگفتگی پر بھی جس صورت کا انحصار ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ زمین کی شگفتگی بھی ضروری ہوتی ہے، حسنِ صورت کے عمل میں جمالیات و امیجری وغیرہ بھی معاون ہوتے ہیں۔ رضاؔ بریلوی کی یوں تو تقریباً سبھی نعتیں اپنے لب و لہجہ کے اعتبار سے صدا کا بانکپن لیے ہوئے ہیں، لیکن مذکورہ بالا نعت نغمگی، ترنم اور بلند آہنگی کا ایک سماں باندھ دیتی ہے۔

مصوتوں یعنی پیدا جانا، ہوا، مری، موری، لیلی، الی وغیرہ ھکاریت اور ہائے مخلوط والے لفظوں کی بھی کثرت ہے علاوہ ان کے شد، سوہے، ارضی، فزود وغیرہ صفیری اور مسلسل آوازوں کی بہتات اور ردیف و قافیہ کا صوتی اجتماع ہے۔

آوازوں کے جوڑے رم جھم، راج تاج وغیرہ اصوات کے الگ الگ فردیوں نے ایک موسیقیت برپا کر دی ہے۔ بندش کی چستی بھی ہے۔ جمالیات امیجری، معنیٰ آفرینی ہر ایک نے مل کر اس نعت کو نغمگی اور موسیقیت میں ڈھال دیا ہے۔ [۲۰]

اردو میں نعتیہ اور مذہبی شاعری میں عربی و فارسی زبانوں کا رچاؤ ابتدا سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ فارسی تراکیب کے بغیر کلام میں حسن اور چاشنی نہیں پیدا ہو پاتی۔ مولانا نے بھی فارسی قوافی، تراکیب اور الفاظ کا جگہ جگہ نہایت سلیقہ مندی سے استعمال کیا ہے۔ [۲۱]

رضاؔ بریلوی کی جدت پسند طبیعت نے عجیب عجیب تشبیہات وضع کی ہیں جنہیں استعمال کرنا ایک عام شاعر کے بس کی بات نہیں۔ ان کا وضع کرنا اور شعر میں ڈھالنا آپ ہی کا کام ہے۔

لك بدر فی الوجهه الاجمل خط ہالہ مہ زلف ابراجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

(بقیہ صفحہ نمبر 61 پر ملاحظہ فرمائیں)

محدث سورتی، امام اہلِ سنّت کی نظر میں

حامد علی علیمی (ریسرچ اسکالر، یونیورسٹی آف کراچی، پاکستان)

اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری محبوب نبی محمد عربی ﷺ پر ایمان لانے والے خوش نصیب انسان کو "مؤمن و مسلم" کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، یہ سب دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے مستحق ہیں۔ ان میں بعض تو وہ ہیں جو اپنے حصے کا کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ کی ہدایات کے مطابق کر کے دارِ فنا سے دارِ بقا کی جانب کوچ کر گئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اپنی جان جاں آفریں کے نام پر قربان کرنے کے انتظار میں ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ **ترجمہ:** "مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔۔۔"[۱]

ان نفوسِ قدسیہ میں سے ایک چودھویں صدی ہجری کے عظیم محدث وفقیہ یعنی محمد وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔ یہ سطور اُنہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے لکھی گئیں ہیں، جن میں امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے چند روشن پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان کی ذات کی اعلیٰ صفات یقیناً ہمارے دور کے اہلِ علم وفضل کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ انہیں اپنا کر دین و مسلک کی خدمت انتہائی بہتر انداز سے کی جا سکتی ہے۔ الحمد للہ اب پاک وہند میں مختلف جامعات و تحقیقی اداروں میں محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالہ جات ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے لکھے جا رہے ہیں۔ یہ قابلِ ستائش عمل ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے ان سب مقالہ نگاروں کی مدد فرمائے اور ان کے مقالات کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ اب ذیل میں مختصراً محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو بیان کیا جاتا ہے۔

نام ونسب: محمد وصی احمد بن مولانا محمد طیب بن مولانا محمد قاسم بن مولانا محمد طاہر سورتی۔[۲]

ولادت: ۱۸۳۶ء کو راندیر (ضلع سورت، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

لقب: شیخ المحدثین۔[۳]

تعلیم وتربیت

۱۲۷۷ھ میں مسجدِ فتح پوری (دہلی) میں آئے کچھ عرصے قیام کے بعد مدرسہ حسین بخش میں تحصیلِ علم کیا۔

۱۲۷۹ھ میں مدرسۂ فیضِ عام (کانپور) گئے، جہاں مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے اکتسابِ فیض کیا۔

۱۲۸۶ھ میں مدرسۂ فیض عام سے فارغ ہوئے اور اسی سال گنج مراد آباد (یوپی) پہنچے۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے مستفید ہوئے اور بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

۱۲۹۳ھ میں دار العلوم مظاہر العلوم (سہارنپور) آئے اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے درسِ حدیث لیا اور تقریباً ۱۲۹۵ھ میں سندِ حدیث لی۔ اس کے بعد تادمِ رخصت درس وتدریس اور تحریر وغیرہ سے خدمتِ دین ومسلک کرتے رہے۔

معاصرین

جس زمانے میں محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت برِّصغیر کے مسلمانوں کے لیے "منارۂ نور" کا کام کر رہی تھی، اُسی زمانے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر علما وفضلا بھی گویا اپنے اپنے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے مختلف شہروں اور علاقوں میں "منارۂ نور" کا کام انجام دے رہے تھے۔ شرقاً غرباً الغرض ہر جگہ کوئی نہ کوئی معاصر علم وفضل کا نور پھیلا رہا تھا۔ ان معاصرین میں سے چند کا ذکر بطورِ نمونہ کیا جاتا ہے:

۱۔ حضرت مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۴۰ھ)۔ "فتاویٰ رضویہ"، "فتاویٰ افریقہ"، "حسام الحرمین"، "الاجازات المتینة لعلماء بكة والمدینة" اور "حدائقِ بخشش" (دو حصّے) وغیرہا کُتب ورسائل آپ کے فضل پر شاہد ہیں۔

۲۔ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۲۲ھ)۔ مؤلف "تنزیه الرحمٰن عن شائبة الكذب والنقصان" (مسئلۂ امکانِ کذب

کارڈ)۔ محمود الحسن (شیخ الہند) نے اس کے جواب میں "جہد المقل" نامی رسالہ لکھا، جس کا جواب مولانا عبد اللہ ٹونکی نے "عجالۃ الراکب" کے نام سے دیا۔

۳۔ حضرت مولانا ارشاد حسین محدث رامپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۱۱ھ) اولادِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔ آپ نے مولوی نذیر حسین دہلوی کی "معیار الحق" کے جواب میں "انتصار الحق" تحریر فرمائی۔

۴۔ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۵۴ھ)، خلیفۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا قائم کردہ ادارہ "دارالعلوم حزب الاحناف" (لاہور، پاکستان) اور "فتاویٰ دیداریہ" کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

۵۔ حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۵۶ھ)۔ "مجدد گولڑوی اور فاتحِ قادیانیت" کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "شمس الهداية فی اثبات حياة المسيح" اور "سیفِ چشتیائی" وغیرہا جیسی بے مثال کُتب یادگار چھوڑی ہیں۔[۴]

تلامذہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار لوگوں نے اکتسابِ فیض کیا، تاریخ گواہ ہے اس مہتابِ رُشد وہدایت سے نور پانے والے بھی اپنے اپنے وقت میں آسمانِ علم وفضل کے درخشاں تارے بنے اور برِّصغیر میں جہالت وگمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکے ہوئے بے شمار افراد کے لیے منارۂ نور ثابت ہوئے۔ اپنی تحریر، تقریر اور عملی زندگی سے لوگوں کے سامنے مثالی نمونہ پیش کیا۔ ان خوش نصیبوں میں سے چند کا ذکر بطورِ تبرک ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ مولانا امجد علی اعظمی (متوفیٰ ۱۳۶۷ھ)، صاحبِ "بہارِ شریعت" و"فتاویٰ امجدیہ"، جنہیں آج "صدر الشریعہ بدر الطریقہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۹۴۳م)۔

۳۔ مولانا سید خادم حسین محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۹۵۱م)، جن کی فرمائش پر محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے "منیۃ المصلی" کی لاجواب شرح "التعلیق المجلی" کے نام سے تحریر فرمائی۔

۴۔ مولانا قاضی خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۱۹۲۹م۔ اردو زبان کے نعت گو شعرا میں ایک منفرد مقام کے حامل گزرے ہیں۔

۵۔ مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۸۳ھ)، خلیفۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۹۳۹م)، مصنف "المبین" اور "النور" (دو قومی نظریہ کی وضاحت)، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگردوں میں ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اور مبلغِ اسلام مولانا ڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ گزرے ہیں۔

۷۔ مولانا ضیاء الدین مدنی، قطبِ مدینہ متوفیٰ ۱۳۶۴ھ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ "ضیاء الارشاد" (مجموعۂ نعت ومنقبت) اور "التحقیق المعلیٰ" (سود کی حرمت کا بیان) وغیرہ کے مصنّف بھی ہیں۔

۸۔ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲م۔ "حیاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ"، "جامع الرضوی" (صحیح البہاری) اور "تنویر السراج فی ذکر المعراج" وغیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل پر آج بھی شاہد ہیں۔[۵]

وصال

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۸/ جمادی الاولیٰ، ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۲/اپریل، ۱۹۱۶م کو دارِ فنا سے دارِ بقا کے راہی ہوئے۔ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سنِ وصال اس آیت سے نکالا[۶]:

﴿یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ﴾[۷]

۱۳۳۴ھ

کُتب وتصانیف اور حواشی[۸]

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ قلمی میدان میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں اور اپنے پیچھے کئی منفرد وبے مثال رشحاتِ قلم یادگار چھوڑیں، جن میں کُتب وتصانیف اور مفید حواشی شامل ہیں۔ ان میں علومِ عقائد، تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ دیگر علوم میں تصانیف وحواشی بھی قابلِ ذکر ہیں۔

علم تفسیر

۱۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۷۱۰ھ کی تفسیر مدارک التنزیل پر مختصر حاشیہ

۲۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۷۱۰ھ کی تفسیر "تفسیر بیضاوی" (یعنی: انوار التنزیل واسرار التاویل) پر حاشیہ۔

۳۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفیٰ ۹۱۰ھ وامام جلال الدین محلی متوفیٰ ۸٦۴ھ رحمہما اللہ تعالیٰ کی مشہورِ زمانہ تفسیر "جلالین" پر حاشیہ۔

علمِ حدیث

۴۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۳۰۳ھ کی مشہورِ زمانہ "سننِ نسائی" پر تعلیقات، جو مطبوع ہو چکی ہیں۔

۵۔ امام ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۳۲۱ھ کی "شرح معانی الآثار" پر حاشیہ، مطبوع ہو چکا ہے۔

علمِ فقہ

٦۔ علامہ سدید الدین کاشغری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "منیۃ المصلی" کی شرح بنام "التعلیق المجلی لما فی منیة المصلی" تحریر فرمائی، جو مطبع یوسفی، لکھنؤ سے شائع ہوئی، بڑے سائز کے ۴۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا محمد وصی احمد سورتی اور امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہما

جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا کہ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے ہیں۔ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے معاصر علماءِ کرام ومشائخِ عظام بشمول علماءِ حرمین نے چودھویں صدی کا "مجدد" تسلیم کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ محدثِ سورتی سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے، جس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ فقہِ حنفی کے انسائیکلوپیڈیا "فتاویٰ رضویہ"[۹] میں محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے بالواسطہ اور بلاواسطہ استفتا وسوالات کی تعداد تقریباً سولہ (١٦)[۱۰] ہے، جن میں سے بعض کے جواب مستقل رسالہ کی صورت بھی اختیار کر گئے ہیں، جیسا کہ عنقریب آتا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" میں محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی تصدیقات اور اُن پر تقریظات کا ذکر بھی ملتا ہے، نیز "فتاویٰ رضویہ" میں بعض مقامات پر محدثِ سورتی کو دیے گئے "اوصاف، القاب اور خطابات" کا ذکر بھی موجود ہے۔ ان سب کے علاوہ محدثِ سورتی کی "جامع الشواہد" سے ایک اقتباس بھی فتاویٰ رضویہ میں ملتا ہے۔ ذیل میں سب سے پہلے "فتاویٰ رضویہ" میں آپ کے سوالات، تصدیقات، اوصاف، القاب، خطابات اور اقتباس کا ذکر کیا جاتا ہے:

فتاویٰ رضویہ میں محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے استفتا وسوالات

ان سوالات کو جلدی ترتیب اور پوچھے گئے مسئلے کی نوعیت کے ساتھ جدول میں لکھا جاتا ہے:

نمبر شمار	تاریخ، ماہ وسال	موضوع	جلد/صفحہ
۱	۱۸/ جمادی الاولیٰ، ۱۳۲٦ھ	طہارت: حوض سے متعلق سوال	۲/۲٦۷- ۲۷۱
۲	۲ / ربیع الاوّل، ۱۳۱۹ھ	نماز: (اوقاتِ نماز) اُفق سے متعلق تفصیل	۵/۱۳٦- ۱۴۹
۳	۴ / ذوالحجہ، ۱۳۲۲ھ	نماز: عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے سے متعلق حدیث کا حکم	٦/۲۰٦- ۲۲۰
۴	۲۲ / ربیع الاوّل، ۱۳۱۴ھ	نماز: فرض نمازوں کے بعد امام کس طرح بیٹھے؟	٦/۴۵۴- ۴۵۸
۵	تاریخ ندارد	نماز: امامت سے متعلق سوالات	٦/۵۱۲- ۵۲۰
٦	۷ / صفر المظفر، ۱۳۲۷ھ	نماز: امام مسجد سے پہلے جماعت کروانے والے کا حکم	۷/۱۴۴- ۱۵۰
۷	۱٦ / ربیع الاوّل، ۱۳۱٦ھ	نماز: غیر وتر میں قنوت پڑھنے کا حکم	۷/۵۳۴- ۵۳۹
۸	تاریخ ندارد	نماز: امامتِ پنجگانہ، جمعہ اور عیدین کا حکم	۸/۳۸۴- ۳۸٦
۹	۸ / ذوالحجہ، ۱۳۲۷ھ	نماز: نمازِ عید سے متعلق سوالات	۸/۵۸۰- ۵۸۲
۱۰	۲۱ جمادی الآخرہ، ۱۳۲۱ھ	وقف: وقف کی زمین سے متعلق	۹/۴۵۸- ۴۷۸
۱۱	۱۳/ رمضان، ۱۳۲۵ھ	حج: مکی یا آفاقی کے نفلی حج میں زیارتِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم	۱۰/٦۷۱- ٦۷۲
۱۲	۱۰ رجب المرجب، ۱۳۱۵ھ	نکاح: مکمل رسالہ "تجویز الردعن تزویج الابعد" ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کا نکاح کروانا	۱۱/۵۸۵- ٦۰۹
۱۳	۲۸/ جمادی الآخرہ، ۱۳۲۷ھ	اجارہ: رخصت پر بعلت یا بلا علت جانا اور اُجرت کا استحقاق؟	۱٦/۲۰۸- ۲۱۱
۱۴	غرۂ رجب، ۱۳۱۸ھ	وراثت: زندگی میں جائیداد، شرکاء میں تقسیم کرے تو	۱۹/۲۷۸- ۲۷۹

۱۵	۱۴ / ذی الحجہ، ۱۳۰۵ھ	ذبائح: بھنگی کے جانور کو ذبح کرنے سے متعلق حکم	۲۲۸/۲۰ - ۲۳۲
۱۶	۲۱ / رمضان، ۱۳۱۱ھ	ہندو کی منذور چیز مسلمان کھائے تو؟ (جواب نامکمل ہے)	۱۱۹/۲۱ - ۱۲۰
۱۷	۲۴ / صفر المظفر، ۱۳۱۳ھ	حظر واباحت: دھوتی سے متعلق حکم	۵۲۹/۲۴ - ۵۳۵
۱۸	تاریخ ندارد	عقائد: مکمل رسالہ "ازاحۃ العیب بسیف الغیب"	۵۱۱/۲۹ - ۵۴۰

فتاویٰ رضویہ میں اقتباس:

اپنے رسالہ: **النَّھْیُ الْاَکِیْدُ عَنِ الصَّلاۃِ وَرَآءَ عَدِیِّ التَّقْلِیْد**، میں فرماتے ہیں:

"**دلیل سوم:** اس کی تقریر میں اوّلاً یہ سنیے کہ ان حضرات کی فقہی مسائل متعلقہ نماز وطہارت جو انہوں نے خود اپنی تصانیف میں لکھے کیا کیا ہیں اور وہ علی الاطلاق مذاہب راشدہ یا خاص مذہب حنفیہ سے کتنے جدا ہیں محبنا مولوی وصی احمد صاحب سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ نے "فتوائے جامع الشواہد فی اخراج الوھابیین عن المساجد"[۱۱] میں عقائد غیر مقلدین نقل کر کے ان کے بعض عملیات بھی تلخیص کیے ہیں۔ یہاں اسی کے چند کلمات بطور التقاط لکھنا کافی سمجھتا ہوں:

مسئلہ (۱): پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہو تا جب تک رنگ یا بُو یا مزہ نہ بدلے۔ نواب صدیق حسن خاں بہادر شوہر ریاست بھوپال نے طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ مصنفہ قاضی شوکانی ظاہری المذہب مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۷۶ پر اس کی تصریح کی، اس کتاب پر مولوی نذیر حسین صاحب نے مہر کی اور لکھا اس پر موحدین بے دھڑک عمل کریں، اور دیباچے میں خود نواب مترجم لکھتے ہیں: متبع سنت اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بیبیوں کو پڑھائے[۱۲] اور یہی مضمون فتح المغیث مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۵ میں ہے۔ یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہے جس کا نام بدل کر نواب بھوپال نے دوبارہ وسہ بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوایا۔ اس مسئلے کا مطلب یہ ہوا کہ کنواں تو بڑی چیز ہے اگر پاؤ بھر پانی میں دو تین ماشے اپنا یا کتے کا پیشاب ڈال دیجیے پاک رہے گا؛ مزے سے وضو کیجیے، نماز پڑھیے کچھ مضائقہ نہیں۔۔۔ الخ"۔[۱۳]

تصدیقات

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہا ہے کہ "اگر آج آپ عصر تک اپنے گھر نہ آئیں تو میں آپ کو اپنے نکاح سے علیحدہ کر دوں گا"، جس پر بعض صاحبان نے "طلاقِ بائن" کا حکم لگا دیا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم طلاق کی تردید میں ایک جواب رقم فرمایا۔ اس جواب پر مختلف علماءِ کرام نے تصدیقات لکھیں۔ منجملہ علمائے پیلی بھیت نے بھی تصدیقات رقم فرمائیں، جن میں محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے، چنانچہ آپ کی تصدیق کے الفاظ کچھ یوں تھے:

(۱) تصدیقات علمائے پیلی بھیت

"مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجتِ قاہرہ اعلیٰحضرت مولانا وسیدنا مولوی احمد رضا خان صاحب، امام اہلسنت کا جواب بتوفیق رب الارباب عین صواب ہے۔[۱۴]

فقط: فقیر قادری وصی احمد حنفی خادم حدیث در مدرسۃ الحدیث"۔[۱۵]

(۲) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۵، صفحات ۱۰۳ تا ۱۳۹ تک ایک رسالہ بنام "الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ" ہے، جس کی تائید وتوثیق میں صفحات ۱۳۱ اور ۱۳۲ پر محدثِ سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عبد الاحد صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"(۲۷) جو کچھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عون الاحناف والدین، امام علمائے اہلِ سنت، عالمِ کتاب وملّت، عارف باللہ، نائبِ رسول اللہ، مجددِ مائۃِ حاضرہ، صاحبِ حجۃ قاہرہ، مؤید ملت طاہرہ، سیدنا ومولانا الحاج اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتھم ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے دربارہ مسئلہ ہذا تحریر فرمایا ہے وہ سب حق وصواب ہے اور احق بالاتباع ہے، مسلمانوں کو اس پر عمل لازمی ضروری ہے اور خلاف اس کا ضلالت وموجبِ ہلاکت۔

فقیر قادری حکیم عبد الاحد الشہیر بسلطان الواعظین خادم ومدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت ابن علامہ اوحد ارشد فقیہ امجد حضرت مولانا وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وھو الھادی بحرمۃ

النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

(۳) فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۱، صفحات ۴۸۷ تا ۵۰۵ میں ہے کہ کسی کم علم نے ایک غلط فتویٰ رضیع اور مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے جواز کا لکھا، جب امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ تک پہنچا، تو آپ نے رد میں ایک رسالہ بنام "الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن" (۱۳۳۰ھ) تحریر فرمایا۔ اس پر دیگر علما و مشائخ کے ساتھ ساتھ محدثِ سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی تصدیق لکھی:

"۔۔۔ فقیر غفر لہ اللہ القدیر نے مجددِ مائۃ حاضرہ، صاحبِ حجت قاہرہ، علامہ رحلہ، امام المسلمین اعلیٰ حضرت مولانا وسیدنا ومفیدنا ومفیضنا مولوی محمد احمد رضاخان صاحب متع اللہ تعالیٰ الناس بافاداتہ الیٰ یوم الدین کے جواب کو بنظر غائر حرفاً حرفاً دیکھا عین صواب پایا، جزاہ اللہ خیر الجزاء وکالہ بالمکیال الاوفی۔

فقط: فقیر قادری وصی احمد حنفی"

اعلیٰ حضرت کی نظر میں

فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، صفحات ۴۰۱ تا ۴۰۶ میں ایک مسئلہ نابالغ بچوں کی وراثت سے متعلق ہے، اُن کے مالِ وراثت کی حفاظت و نگہبانی سے متعلق بھی پوچھا گیا ہے کہ کس کے مشورے وہدایت سے محافظ مقرر کیا جائے، امام احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمۃ نے تنقیحِ مسئلہ کے بعد لکھا ہے جہاں وصی باپ یا دادا یا پر دادا کے وصی کو تلاش کریں اگر کوئی نہ ملے تو اگر شہر میں کوئی عالمِ دین معتمد سنی المذہب فقیہ متدین موجود ہو تو اُس کی طرف رجوع کیا جائے، لہٰذا آپ فرماتے ہیں:

"۔۔۔ یہ تین مقام تلاش و تحقیق کے ہیں، ان میں سے جس میں بعد تلاش بھی کوئی شخص ان شرائط کا نہ ملے تو عالم شہر کی رائے لی جائے گی۔ یہ مسئلہ پیلی بھیت کا ہے اور وہاں ان صفاتِ مذکورہ کا (یعنی معتمد سنی المذہب فقیہ متدین) کوئی عالم نہیں سوا مولانا وصی احمد صاحب محدّث سورتی دامت فیوضہم کے، تو ان کی طرف رجوع لازم اور ان پر واجب کے بعد غور تمام و تحقیقاتِ تام جملہ مسائل مذکورہ و مصالح نابالغین وما لہم وما علیہم پر نظر غائر فرما کر جزم واحتیاط کامل سے کام لیں اور ذی رائے دیندار اہلسنت عمائد شہر کو رائے و شوریٰ میں شریک کریں، وباللہ العصمۃ والتوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم"۔

محدثِ سورتی علیہ الرحمۃ معتمد، متدین اور صالح

فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، صفحات ۶۷۳ تا ۶۷۶ میں ہے معتمد، متدین اور صالح شخص کو حکم کرنا چاہیے، نیز اگر لوگ کارِ خیر کے لیے چندہ کریں تو اپنے علماءِ شہر سے اطمینان کر لیں، محدثِ سورتی انہی صفات کے حامل تھے چنانچہ امام احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمۃ مخالف کی رائے ردّ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"۔۔۔ یہ ان جاہلان عالم نما کی جہالت کا رد تھا ورنہ نفس ریل واعانتِ چندہ پر فقیر نے کبھی اعتراض نہ کیا، مسلمانوں کو اتنا ضرور ہے کہ اس امر خیر میں ہمت کریں تو ذرائع اطمینان حاصل کر لیں اور اپنے شہر کے معتمد متدین صلحا مثل جناب مولانا الاسنی الاسنی الاشد الارشد مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب محدّث سورتی یا مولانا مولوی حکیم محمد خلیل الرحمٰن صاحب یا مولانا قاضی حافظ خلیل الدین حسن صاحب یا مکرمنا منشی محمد عتیق احمد صاحب سلمہم کو متوسط کریں، وباللہ التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم"۔

چودھویں صدی کے علما کے خطابات

امام احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمۃ نے دین اسلام کی خدمت کرنے والے اپنے ہم عصر علماءِ کرام و مصلحینِ اُمت کو اُن کی مختلف خدا داد صلاحیتوں کی وجہ سے مختلف "خطابات" دے رکھے تھے، جن میں سے بعض کو دیے گئے یہ "خطابات" آج اُن بزرگوں کی اولاد واحفاد میں بھی مشہور ومعروف ہیں، ان علماءِ دین و مصلحینِ اُمت میں ایک نام محدثِ سورتی علیہ الرحمۃ کا بھی تھا، چنانچہ امام احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"چودھویں صدی کے علما میں باعتبار حمایتِ دین ونصرتِ سُنت مندرجہ ذیل افرادِ ان خطابات کے مستحق تھے:

۱۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ صفات کے علاوہ باعتبارِ تفقہ پایہ اکثر معاصرین سے ارفع تھا۔

حضرت وصی احمد سورتی علیہ الرحمۃ کے بارے میں فرمایا:

۲۔ "حق پر قائم رہنے والوں میں فاضل، کامل، کوہِ استقامت، کنزِ کرامت، ہمارے دوست اور ہمارے پیارے مولانا مولوی محمد وصی احمد محدث سورتی وطناً نزیلِ پیلی بھیت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دین کا مددگار رکھے اور اہلِ بدعت کو خوار کرنے والا رکھے، اور اللہ تعالیٰ ان کو

اچھی طرح سے حق پر ثابت رکھے کہ ممدوح مذکور کے معاش کا انتظام ایک شخص کے گھر سے ہوتا تھا، جب وہ حد سے زیادہ گزرا اور سرکش ہو کر مال دینا بند کر دیا کیونکہ وہ محدثِ سورتی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن فاضل مذکور کی یہ شان نہیں کہ دنیا کو دین پر ترجیح دیتے، تو میں نے ان کا اسی دن سے **الْاَسَدُ الْاَسَدُّ** (ڈٹے رہنے والا شیر) **الْاَشَدُّ الْاَرْشَدُ** (دین میں سختی سے قائم رہنے والا راست رو) نام رکھا اور اس لقب اور اس سے اچھے کے مستحق ہیں"۔[16]

۳۔ مولوی قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی کو "ندوہ شکن ندوی فگن" کا خطاب دیا۔

۴۔ مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی کو "شیر بیشۂ سنّت" کا خطاب دیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

۵۔ حاجی محمد لعل خان صاحب قادری برکاتی مدراسی کو "حامیِ سنت، ماحیِ بدعت" کا خطاب دیا۔

۶۔ اسی زمانے میں حضرت فاضل بدایونی قدس سرہ کو "تاج الفحول" سے تعبیر کیا جو آج تک ان کے اخلاف میں منقول و مقبول ہے اور وہ بیشک باعتبارات مذکورہ اس کے اہل تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ۔۔۔الخ"۔[17]

آج کے اس پُر فتن دور میں جہاں جہالت کی تاریکی تیزی سے چھا رہی ہے، وہیں بے جاہٹ دھرمی واضح حق سے روگردانی کی بیماری عام دکھائی دیتی ہے۔ بد قسمتی سے مؤخر الذکر بیماری کچھ اربابِ علم و دانش کو بھی لاحق ہو گئی ہے، حق بات کو قبول کرنے میں جلدی کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں علماءِ کرام نے "مجدد" قرار دیا، وہ اپنے ہم عصر عالمِ دین یعنی محدثِ سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو کہتے ہیں، وہ ہمارے لیے اس دور میں مشعلِ راہ ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا **الْاَسَدُ الْاَسَدُّ الْاَشَدُّ** (ڈٹے رہنے والے شیر دین میں سختی سے قائم رہنے والے) مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا تھا، اپنے جمے ہوئے خیال سے فوراً حق کی طرف رجوع لے آنے والے تھے۔۔۔"[18]

اللہ تعالیٰ علماءِ حق کی کوششوں کو قبول فرمائے انہیں اسلام و مسلمین کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں دینِ اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ قرآن کریم، احزاب ۲۳/۳۳

۲۔ محدثین عظام حیات و خدمات، ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور، طبع دوم ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲م، ص ۶۶۰

۳۔ محدثین عظام حیات و خدمات، ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور، طبع دوم ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲م، ص ۶۶۰

۴۔ ملخصاً از "تذکرہ محدث سورتی"، مؤلفہ خواجہ رضی حیدر، ص ۲۹۸ – ۳۲۰

۵۔ ملخصاً از "تذکرہ محدث سورتی"، مؤلفہ خواجہ رضی حیدر، ص ۲۶۶ – ۲۷۶

۶۔ دیکھیے "تذکرہ محدث سورتی"، مؤلفہ خواجہ رضی حیدر، ص ۲۰، ص ۱۹۶ ۔ ۱۹۷

۷۔ ترجمہ: "ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا"۔ سورۂ دہر: (۷۶/ ۱۵)

۸۔ ملخصاً از "تذکرہ محدث سورتی"، مؤلفہ خواجہ رضی حیدر، ص ۲۴۰ – ۳۲۳

۹۔ دیکھیے فتاویٰ رضویہ (مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات)، اجمالی خاکہ، ج ۱، ص ۵۶

۱۰۔ مقالہ نگار کو بحمد اللہ تعالیٰ تقریباً اٹھارہ (۱۸) سوالات ملے۔ علیمیؔ

۱۱۔ دیکھیے "تذکرہ محدث سورتی"، عکس جامع الشواہد، ص ۱۵۴ – ۱۵۵

۱۲۔ فائدہ: "طریقہ محمدیہ"، ترجمہ درر بہیہ۔ اسی کا دوسرا نام "فتح المغیث" ہے۔ نذیر احمد (حاشیہ فتاویٰ رضویہ)

۱۳۔ دیکھیے النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۶۹۲ – ۶۹۳

۱۴۔ مکمل مسئلہ کے لیے دیکھیے، فتاویٰ رضویہ، ج ۱۳، ص ۱۱۷ – ۱۳۶

۱۵۔ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۳، ص ۱۳۵ – ۱۳۶

۱۶۔ المعتمد المستند، مترجم: مفتی اختر رضا خاں، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی، ص ۳۲۵

۱۷۔ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۶، ص ۱۹۷ – ۲۰۴

۱۸۔ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۷، ص ۲۰۰، ملخصاً

*****

البدور فی اوج المجذور (۱۳۲۳ھ)

تصنیف: **امام احمد رضا محدث بریلوی** ترتیب و تحقیق: **محمد اعظم مقصود** (کراچی)

الحمد واللہ وکفی وسلم علی حبیببہ المصطفی والہ وصحبہ مع الصلاۃ ابدا

قال الفقیر احمد رضا القادری البریلوی غفرلہ المولی القوی ہذہ فوائد الخ

تنبیہ در جذر اعشاریہ

کسر عشری اگر مع صحاح بود علامت اولی بر آحاد صحاح گذاشتہ کہ در پہلوئ او بفصل یک یک بود نقطہ علامات نہند واگر تنہاست صفر یسار ہمزہ کہ خبر از خلو مقام صحاح مید ہد موضع علامت اولے انگارند وبدست چپ ازان علامت بفصل مذکور نقطہا گزارند وکیفما کان ہر قدر علامات کہ در حصہ کسور افتد و آخرین آنہا در جانب یمین بکار بردہ شد۔ بشمار آنہا از یمین جذر مراتب شمردہ ہمزہ نہند وفائدہ قید بکار بردن آنست کہ اگر بسب طول مقداری از کسور را اخذ وترک نمانید اعتبار آنہا نشاید کرد وفائدہ تحصیص آخرین آنست کہ در پہلوئ ہمزہ ہر قدر اصفار متوالیہ باشد در اخذ جذر عشریہ محضہ رابر آنہا نبود بلکہ از اولین عدد آغاز کنند کہ زیر علامت واقع ست فاما ہنگام وضع ہمزہ این جملہ علامت کہ از علامات آخرین بکار آمدہ تا ہمزہ واقع ست ملحوظ باشد۔ نمونہ صحاح مع الکسر بالا دیدی کہ اگر بر یمین ہمزہ بجائ اصفار ارقام بودی نیز تجزیر بہ ہمین طرز روی نمودی حالا کسور محضہ رادو مثال آریم۔

	۶...1			3		.		1	9									
0	.0	0	0	0	0	0	1	6	9	5	0	3	2	9	1	5	3	2
							1	6	9									
										4	6	0	1					
							0							6	1			
								0	0							0 9		
										2 2	4 3	3 4	1 2					
								1	2									
										2 3	2 6	2 6 0	8 6 0	9 0 1	3 2			

:		7		4
0	5 4	4 9	7	6
		5 5	7	6
		0	0	0
		1 7	4	4

532 بغرض اختصار متروک شد پس علامت فوق 3 در لحاظ نیامد واز آخرین علامت بکار آمدہ کہ زیر 9 بود شمر دیم سہ علامت کہ بعد یک بود نیز ملحوظ داشتم جملہ ہشت مراتب در جذر شمردہ برائے تکمیل بر یسار ارقام صفرہا گزاشتہ ہمزہ نہادیم 0.00013019 جذر تقریبی شد۔

مجذور حقیقی این صحیح و کسور $\frac{973}{1089}$ 25 میشود بکمی $\frac{116}{1089}$ مثال تقریب قریب با اعشاریہ چون باقی زیر ماحی اخیر از نیم سطر سافل آخرین نیز بیشتر بود عدد اخیر اعشاریہ جذر را کہ 4 بود رفعاً 5 کردیم و 260 را جذر تقریبی 16.1245155 شد مجذور حقیقیش 260.0000001 974075 میشود کہ تا ہفت مرتبہ ء اعشاریہ از 260 تفاوت ندارد مگر بہ $\frac{1}{10000000}$ یعنی بہ یک حصہ از کرور کہ اصلا معتد بہ نیست و ہر چند در مراتب اعشاریہ تکثیر نماید قریب تر بتحقیق آیند کمالا یخفٰی و عمل بے جدول نیز ممکن ست کما ہو ظاہر فامابجدول خوشنماتر واز غلط بعید ترست، واللہ تعالیٰ اعلم۔

1		6.		1		2		4		5		1		5		4
2	6	0.	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
1																
1	5	6														
		4														
		3	2	1												
			7	9												
			6	4	4	4										
			1	4	5	6										
			1	2	8	9	7	6								
				1	6	6	2	4								
				1	6	1	2	4	2	5						
						4	9	9	7	5						
						3	2	2	4	9	0	1				
						1	7	7	2	5	9	9				
						1	6	1	2	4	5	1	2	5		
							1	6	0	1	4	7	7	5		
							1	2	8	9	9	6	1	2	1	6
								3	1	1	5	1	6	2	8	4
								3	2	2	4	9	0	3	0	4
							3	2	2	4	9	0	2	5		
						3	2	2	4	9	0	1				
					3	2	2	4	8	5						
				3	2	2	4	4								
			3	2	2	2										
		3	2	1												
	2	6														
1																

فوائد نافعہ متعلق بالجذر والمجذور

فائدہ ۱

در سلسلۂ اعداد مربعات منطقہ ہمہ بفصل اعداد او تار علی التوالی واقع ست مثلاً واحد مربع ست وبعد او اول او تار 3 چون بو احد آمیزند 4 شود کہ مربع دوم ست باز وتر دوم 5 کہ با 4 جمعکردہ 9 میشود کہ مربع سوم ست وہمچنان 9 + 7 = 16 + 9 = 25 + 11 = 36 + 13 = 49 + 15 = 64 + 17 = 81 + 19 = 100 وہکذا الے غیر النہایتہ ودر جمیع سلسلہ اول مربع فرد باز زوج باز فرد باز زوج بدست آید ابداً۔

فائدہ ۲

ہر مربع زوج دائما بر 4 قسمت صحیح می پزیرد[1] نیز ابداً مربع منطق باشد مثلاً

	$256 \div 4 =$	$64 \div 4 =$	$16 \div 4 =$	$4 \div 4 =$	$1 \div 4 =$	$\frac{1}{4} \div 4 =$	$\frac{1}{16} \div 4 =$	$\frac{1}{64} \div 4 =$	$\frac{1}{256}$
جذر16	جذر8	جذر4	جذر2	جذر1	جذر $\frac{1}{2}$	جذر $\frac{1}{4}$	جذر $\frac{1}{8}$	جذر $\frac{1}{16}$	??????

---

[1] پس ہر زوجی کہ نچنان بود معلوم شود کہ مربع منطق نیست

وچون مربعات ازواج متوالیہ راقسمت کنند مربعات متوالیہ ازواج وافراد پیدا آید مثلاً 4 ربع 1 و 16 ربع 4 و 36 ربع 9 و 64 ربع 16 و 100 ربع 25 وہکذا۔

فائدہ ۳

ہر مربع زوج را ربع۔

فائدہ ۴

اقول: خصوصیت بہ ربع ندارد[1] بلکہ ہر مربع در ہر مربعے کہ زنند۔

فائدہ ۵

یابر ہر مربع کہ قسمت صحیحہ خواہ غیر صحیحہ کنند حاصل و خارج ہر دو ابداً مربع منطق بود مثلاً $144 = 16 \times 9$ جذرش 12 و $\times 25 = 225$ جذرش 15، $\times 36 = 326$ جذرش 18 وہکذا، $36 = 36 \div 1296$ جذرش 6 و $\div 16 = 81$ جذرش 9 و $\div 9 = 144$ جذرش 12 وہکذا۔[2]

فائدہ ۶

ربع ہر مربع کہ بحکم فائدہ ۳ مربع بود و جذرش نصف جذر آن اول بود مثلاً 36 ربعش 9 جذرش 3 نصف 6 جذر 36 و 25 ربع 100 جذرش 5 نصف 10 وہکذا۔

فائدہ ۷

چار مثل ہر مربع کہ بحکم فائدہ ۴ مربع بود جذرش ضعف جذر آن اول بود کما علمت۔

فائدہ ۸

اقول: خصوصیت ربع و چار امثال نیست نہ ہمین لازم ست کہ احد المربعین چند مثل مربع دوم باشد یعنی بر و صحیح قسمت پزیرد بلکہ مطلقاً نسبت مربعین مربع نسبت جذرین بود و نسبت جذرین جذر نسبت مربعین مثلاً 4 و 9 کہ اول چار تُسع آخر ست جذر این نسبت اعنی $\frac{2}{3} = \frac{4}{9}$ کہ ہمین نسبت ہر دو جذر آنہا 2 و 3 ست 16 و 100 نسبت آنہا $\frac{4}{25}$ جذرش $\frac{2}{5}$ کہ نسبت جذرین آنہا 4 و 10 ست وہکذا۔

فائدہ ۹

اقول: ہمچنان حال کعوب و مکعبات ست نسبت مکعبین مکعب نسبت کعبین بود و نسبت مکعبین کعب نسبت مکعبین مثلاً میان 2 و 4 نسبت نصف ست و میان مکعبین آنہا 8 و 64 نسبت نصف نصف نصف مثلثۃً بالتکریر اعنی ثمن کہ مکعب نصف ست وہکذا و خصوصیت جذر و کعب نیست در جمیع مراتب صعود و نزول قوی ہمین حال ست مثلاً 3 را قوت دہم 59049 و 9 را قوت دہم بمرتبہ ارب 3486784401 نسبت اولین $\frac{1}{3}$ بود نسبت آخرین دہم قوت اوست و اعنی $\frac{1}{59049}$ یعنی در رابع ہمینقدر امثال ثانی ست $\frac{3486784401}{59049} = 59049$ چنانکہ $\frac{9}{3} = 3$۔

فائدہ ۱۰

اقول: حاصل ضرب مربعین مربع حاصل ضرب جذرین بود[3] مثلاً $36 = 9 \times 4$ و $6 = 3 \times 2$ مربعش 36 و $900 = 100 \times 9$ و $30 = 3 \times 10$ مربعش 900۔[1]

فائدہ: تفاضل میان مربعین دو عدد متوالی بقدر ضعف عدد اول +1 باشد یا بقدر ضعف عدد دوم -1 شد میان مربعین ۳ و ۴ تفاضل ۷ کہ $3 \times 2 + 1$ و $4 \times 2 - 1$ ست

[1] ونہ بمربع زوج ونہ صحیحت قسمت۔

[2] و $\frac{9}{4}$ جذرش $\frac{3}{2}$ و $\frac{25}{16}$ جذرش $\frac{5}{4}$ و $\frac{49}{25}$ جذرش $\frac{7}{5}$ وہکذا

[3] وحاصل ضرب جذرین جذر حاصل ضرب مربعین

فائدہ ۱۱

اقول: حاصل قسمت مربعین مربع حاصل قسمت جذرین بود و حاصل قسمت جذرین جذر حاصل قسمت مربعین مثلاً $4 = \frac{16}{4}$ و $2 = \frac{4}{2}$ و $\frac{9}{4}$ جذرش $\frac{3}{2}$ ۔

فائدہ ۱۲

اقول: و ہمچنان حال ست در جمیع قوی پس حاصل ضرب مکعبین مکعب حاصلضرب کعبین و حاصل قسمت مکعب حاصل قسمت و در مال المال، مال المال وہکذا الی مالا متناہی پس $8 \times 27 = 216, 2 \times 3 = 6$ مکعبش 216 و $\frac{27}{8}$ مکعب $\frac{3}{2}$ وقس علیہ۔

فائدہ ۱۳

اقول: ازینجا دانستی کہ ہر قوتے را کہ در مثل او زنند یا بر ان قسمت کنند حاصل و خارج دائما ہمان قوت بود پس مکعب × مکعب و ÷ ہر دو مکعب باشد مال المال × مال المال یا ÷ مال المال بر دو مال المال وہکذا۔

فائدہ ۱۴

اقول: جذر ہر عددی کہ زیر چار ست بیشتر از نصف او باشد و چار را نصف و مافوق را دائما کم از نصف و ہر چند عدد اکبر بود جذر از نصف پائین تر افتد۔

فائدہ ۱۵

اقول: جذر مسطح دو عدد مختلف دائما بین العددین افتد و بذریعہ او کارہائے شگرف توان کرد کما سنعرف۔

فائدہ ۱۶

اقول: جذر ہر مربع مرتبہ اش باشد در سلسلہ مربعات پس واحد کہ جذرش واحد ست اول مربعات ست و 4 کہ جذرش 2 باشد مربع دوم، 9 سوم، 36 ششم، 100 دہم وہکذا۔

فائدہ ۱۷

اقول: تفاضل میان دو مربع متوالی بقدر مجموع جذرین آنہا بود چون 4 و 9 تفاضل 5 کہ مجموع 2 و 3 ست و 81 و 100 تفاضل 19 مجموع 9 و 10 و بر دو مربع کہ میان آنہا یک مربع بود تفاضل آنہا ضعف مجموع جذرین بود چون 4 و 16 تفاضل 12 ضعف 6 مجموع 4 و 2 و 9 و 25 تفاضل 16 ضعف 8 مجموعہ 3 و 5 و چون میان آنہا دو مربع بود تفاضل سہ 3 مثل مجموع جذرین بود و بفصل سہ مربع چار مثل و بفصل پنج وہکذا مثلاً 1 و 100 کہ میان آنہا 8 مربعات ست تفاضل آنہا 99 نہ (9) مثل مجموع جذرین 1 و $10 = 11$ ست۔

فائدہ ۱۸[2]

اقول: حاصلضرب تفاضل جذرین در مجموع جذرین تفاضل بود میان مجذورین خواہ متوالی باشد یا منفصل مثلاً 3 و 4 مجموع 7 و تفاضل یک حاصلضرب 7 ہمون ست تفاضل 9 و 16، ہمچنان 3 و 7 مجموع 10 و تفاضل 4 حاصل ضرب 40 تفاضل 9 و 49۔

فائدہ ۱۹

ہر عددی را کہ در دیگری زنند و ہم بر دن قسمت کنند و حاصل و خارج را باہم ضرب کنند این حاصل مربع آن عدد اول بود مثلاً $3 \times 7 = 21$ و $7 \div 3 = \frac{7}{3}$، $21 \times \frac{7}{3} = \frac{147}{3} = 49$ کہ مربع 7 ست و $16 \times 4 = 64, 64 \div 4 = 4 \times 4$، $64 \times 4 = 256$ کہ مجذور 16 بود وہکذا۔

---

[1] ازین فائدہ منتج شود کہ چون جذر حاصلضرب مربعین را بر جذر احد المربعین قسمت کنند جذر مربع دیگر بر آید۔ مثلاً 36 کہ مسطح 4 و 9 ست جذرش کہ $6 \div 2 = 3$ جذر 9 و $6 \div 3 = 2$ جذر 4 وہکذا ۱۲ صح

[2] نزدیک سہ ۳ سال ست کہ این فائدہ نظر در مسودات ہندسیہ خود نوشتم حالا دیدم کہ در مفتاح الرصہ نیز بادتصریح کردہ است۔ ۱۲ منہ

فائدہ ۲۰

اقول: تفاضل میان مربعات فردہ بہ ہشت واضعاف ہشت ست پس ہر فرد کہ از وے یکے کم کنند کہ خود مربع بود باقی اگر بر 8 قسمت نہ پذیر د پیدا شود کہ مربع نیست وہذا جدول الافراد۔

فائدہ ۲۱

اقول: تفاضل میان دو مربعات زوج اولین 4 و 16 بزیادت 4 بر 8 ست باز علے التوالی ہشت ہشت زیادہ میشود وہذا جدولہ۔

فائدہ ۲۲

رقم اولین در ہیچ مربع صحیح غیر این شش نتوان بود 0 – 1 – 4 – 5 – 6 – 9–

اقول: سہ ازان برائی مربعات زوج ست ۔ 0 – 4 – 6 وسہ برائی مربعات فرد 1 – 5 – 9۔

اقول: وترتیب آنچنان ست

1 – 4 – 9 – 6 – 5 – 6 – 9 – 4 – 1 – 0– باز از سر نو آغاز کنند وتا غیر نہایت ہمین دورہ ماند 1 – 4 – 9 – 6 متصاعدا آید باز متنازلاً و 5 درمیان وسط باشد وبر صفر ختم۔

[جدول تفاضل عدد و مربع زوج]

تفاضل	مربع زوج	عدد زوج
	4	2
12	16	4
20	36	6
28	64	8
36	100	10
44	144	12
52	196	14
60	256	16
68	324	18
76	400	20
84	844	22
92	576	24
100	676	26
108	784	28
116	900	30

[جدول تفاضل عدد و مربع فرد]

تفاضل	مربع فرد	عدد فرد
	1	1
8	9	3
16	25	5
24	49	7
32	81	9
40	121	11
48	169	13
56	225	15
64	289	17
72	361	19
80	441	21
88	529	23
96	625	25
104	729	27
112	841	29

فائدہ ۲۳

اقول: مداخل ہیچ مربع جز چار عدد نبود 1 – 4 – 7 – 9 یک وچار ونہ را مداخل خود ہمان ست و 16 را 7 و 25 را نیز و 36 را نہ و 49 را 4 و 64 را یک وہکذا۔ وترتیبش انچہ مشہود ما شدہ است دو دورہ بر رجعے قہقری از ہندسہ 7 مشتمل کہ در ہر دورہ 7 متوالی دو بار آید وبر گامہائ نخست رجعت رو نماید دورہ اولین[1] ہشت پایہ بود دومین[2] باز سومین ہشت وچارمین دہ تا آخر وہذا جدولہ۔ [جدول اگلے صفحے پر بائیں طرف ملاحظہ فرمائیں]

فائدہ ۲۴

اقول: مداخل مکعبات جز سہ نباشد 1 – 8 – 9 وبر ہمین ترتیب دائما دورہ کنند وہذا جدولہ۔ پس عدد را باید برسہ بخشند اگر یک ماند مداخل مکعبش یک باشد واگر 2 ماند 8 واگر ہیچ نماند 9۔

مداخل	مکعب	عدد	مداخل	مکعب	عدد
1	4096	16	1	1	1
8	4913	17	8	8	2
9	5832	18	9	27	3
1	6859	19	1	64	4
8	8000	20	8	125	5
9	9261	21	9	216	6
1	10648	22	1	343	7
8	12167	23	8	512	8
9	13824	24	9	729	9
1	15625	25	1	1000	10
8	17576	26	8	1331	11
9	19683	27	9	1728	12
1	21952	28	1	2197	13
8	24389	29	8	2744	14
9	27000	30	9	3375	15

---

[1] 1 – 4 – 9 – 7 – 7 – 9 – 4 – 1

[2] 9 – 1 – 4 – 9 – 7 – 7 – 9 – 4 – 1 – 9 دہ پایہ بزیادت 9 در ہر دو طرف سلسلہ اولے [[illegible]]

فائدہ ۲۵

اقول: مداخل اموال المموال نیز[1] 1–7–9–4 و اولاً بر ہمین ترتیب آمدہ باز رجعت قہقری کند اعنی 4–9–7–1 وبعد ختم ہر دورہ و آن بر بتضاعیف 9 باشد اعنی 9–18–27 وغیرہا۔ یکبار 9 بیاید باز از سر آغاز کنند وہکذا الے مالا النہایتہ لہ وہذا جدولہ۔

عدد	مربع	مداخل	عدد	مربع	مداخل
1	1	1	21	421	9
2	4	4	22	484	7
3	9	9	23	529	7
4	16	7	24	576	9
5	25	7	25	625	4
6	36	9	26	676	1
7	49	4	27	729	9
8	64	1	28	784	1
9	81	9	29	841	4
10	100	1	30	900	9
11	121	4	31	961	7
12	144	9	32	1024	7
13	169	7	33	1089	9
14	196	7	34	1156	4
15	225	9	35	1225	1
16	256	4	36	1296	9
17	289	1	37	1369	1
18	324	9	38	1444	4
19	361	1	39	1521	9
20	400	4	40	1600	7

عدد	مربع	مداخل	عدد	مربع	مداخل
41	1681	7	61	3721	4
42	1764	9	62	3844	1
43	1849	4	63	3969	9
44	1936	1	64	4096	1
45	2025	9	65	4225	4
46	2116	1	66	4356	9
47	2209	4	67	4489	7
48	2304	9	68	4624	7
49	2401	7	69	4761	9
50	2500	7	70	4900	4
51	2601	9	71	5041	1
52	2704	4	72	5184	9
53	2809	1	73	5329	1
54	2916	9	74	5476	4
55	3025	1	75	5625	9
56	3136	4	76	5776	7
57	3249	9	77	5945	7
58	3364	7	78	6084	9
59	3481	7	79	6441	4
60	3600	9	80	6400	1

---

[1] ہمچو مداخل مربعات جز　ترتیب ابتدائی 1–4–9–7
ہمان چہار نبود مگر انجا　بود اینجا چنان باشد

فائدہ ۲۶

اقول: تکمیل فائدہ ۲۲ را برائی سدس قوائی غیر متناہیہ ہر عدد ضابطہ و انمایم کہ جملہ قوائی را محیط باشد و او را در جدولے مختصر ضبط کنیم۔

ہر عددی کہ رار قم اولین ہیچ قوتے مطلوب بود راس عدد را در خانہائے قوت 1 دیدہ 2 و 3 و 4 قوی اعنی مربع ومکعب ومال المال رار قم اولین باز ای اواز خانہائی ثلثۂ باقیہ بر دارند واگر قوتے بیشتر از چہار در کار ست اور ابر چہار بخشند اگر یک ماند از خانہ اول گیرند و دو از خانہ دوم وہکذا مثلا در 1323 رقم اولین قوت یاز دہم اعنی مال کعب کعب الکعب می خواہیم قوت را بر چار قسمت کردیم سہ ماند درو راس عدد نیز سہ بود بازای سہ زیر قوت سہ دیدیم 7 بود ہمین رقم اول مطلوب ست۔ 18 راراس قوت پنجم خواہیم حاصل قسمت یک پس راس قوت ہم 8 باشد واز ینجا دانستی کہ صفر و یک وپنج وشش رادر جمیع قوی نفس آنہا محفوظ ماند در وہیچ عددی غیر آنہا نیاید پس این چہار محتاج رجوع بجدول نیست وچار رادر ہر قوت فرد نفس خودش ودر ہر قوت زوج 6 آید و 9 رادر افراد نفس او ودر ازواج یک و 2 و 3 و 7 و 8 راچار عدد مختلف آید از آنہا 2 و 8 متوافق فے الاعداد ست و متخالف فی الترتیب وہمچنان 3 و 7 و نیز دانستی کہ ہر قوت فرد بر جمیع رقوم عشرہ محیط آید آنکہ در مرتبہ یکم ست چون قوت 1 و 5 و 9 و 13 و 17 وغیرہا از یک تانہ (9) الترتیب و آنکہ۔ در مرتبہ سوم ست چون 3 و 7 و 11 و 15 و 19 وغیرہا بتشویش ترتیب وختم جملہ بر صفر بود وقوت زوج آنکہ در مرتبہ دوم ست چون 2 و 6 و 10 و 14 و 18 بر شش رقم محتوی باشد 6-9-4-1 متصاعداً باز متراجعاً ودر وسط 5 وبر ختم صفر و آنکہ در مرتبہ چہارم ست چون 4 و 8 و 12 و 16 و 20 بر چہار رقم 0-5-6-1 وترتیب 1-6 مکرر باز 6 – 1 معکوس مکرر در وسط 5 وبر صفر ختم۔

جدول رؤس القوی

قوت ۱	قوت ۲	قوت ۳	قوت ۴
1	1	1	1
2	4	8	6
3	9	7	1
4	6	4	6
5	5	5	5
6	6	6	6
7	9	3	1
8	4	2	6
9	1	9	1
0	0	0	0

عدد	مال المال	مداخل
1	1	1
2	16	7
3	81	9
4	256	4
5	625	4
6	1296	9
7	2401	7
8	4096	1
9	6561	9

عدد	مال المال	مداخل
10	10000	1
11	14641	7
12	20736	9
13	28561	4
14	38416	4
15	50625	9
16	65536	7
17	83521	1
18	104976	9

عدد	مال المال	مداخل
19	130321	1
20	160000	7
21	194481	9
22	234256	4
23	279841	4
24	331776	9
25	390625	7
26	456976	1
27	531441	9

عدد	مال المال	مداخل
28	614656	1
29	707281	7
30	810000	9
31	923521	4
32	1048576	4
33	1185921	9
34	1336336	7
35	1500625	1
36	1679616	9

فائدہ ۲۷

اقول: مربع ہر مکعبے مکعب باشد اول نفس خودش را۔ دوم نیم اوراسوم ثلث را چہارم ربع را وہکذا بر ہر مرتبہ کسرے ازان مکعب اول کہ ہمنام این مرتبہ بود جزء الکعب آن مکعب دوم باشد مکعب اول یک ست مربعش نیز یک و جزالکعب این مربعش نیز نفس او و مکعب دوم 8 مربعش 64 جزالکعبش 4 کہ نصف 8 ست مکعب سوم 27 مربعش 729 جزائش 9 ثلث 27 مکعب دہم 1000 مربعش 1000000 جزئ او 100 کہ عشر ہزار ست وقس علے ہذا۔

فائدہ

اقول: رقم اول المکعبات واجزالکعب شش موافق ست 0 و 1 و 4 و 5 و 6 و 9 یعنی اگر بر سر جزالکعب اگر یکے ازاینہا باشد بر سر مکعب نیز ہمان بود وبالعکس و 4 متبادل 2 - 8 باز 3 - 7 یعنی اگر رقم جز 2 بود رقم اول مکعب 8 باشد وبالعکس واگر رقم اول جز 3 بود اول مکعب 7 باشد وبالعکس۔

عدد	مکعب	تفاضل	مثنے	مثلث
1	1	7	12	6
2	8	19	18	//
3	27	37	24	//
4	64	61	30	//
5	125	91	36	//
6	216	127	42	//
7	343	169	48	//
8	512	217	54	//
9	729	331	60	//
10	1000	397	66	//
11	1331	429	72	//
12	1728	547	78	//
13	2197	631	84	//
14	2744	721	90	//
15	3375	817	96	//
16	4096	919	102	//
17	4913	1027	108	//
18	5832	1141	114	//
19	6859	1261	120	//
20	8000	1387	126	//
21	9261	1519	132	//
22	10648	1657	138	//
23	12167	1801	144	//
24	13824	1951	150	//
25	15625	2107	156	//
26	17576	2269	162	//
27	19683	2437	168	//
28	21952		174	//
29	24389	2611	–	//
30	27000		–	//

فائدہ

درپیدا کردن عددی صحیح کہ ہم مربع باشد و ہم مکعب۔

اقول: 27 را مربع قوت ششم ہر عددی مربعش را مکعب باشد و مکعبش را مربع زیر اکہ $x^2.x^2.x^2 = x^3.x^3 = x^6$ مثلاً x^3 راقوت ششم 729 مکعب 9 و مربع 27 ست و سلاسل مخصوصۃ لاتعدد تحصیص آید اجزای کعب رایک سلسہ بضرب 4 است او 4 و 16 و 64 تا بے نہایہ و سلسہ جذور مکعباتش بضرب 8 یعنی 8 و 64 و 512 درین سلسلہ مکعب عدد اول مجذور نفس او باشد و باز بہ تضعیف رود۔ یعنی مکعب عدد دوم مجذور دوچند او باشد و عدد سوم را مجذور چہار مثل او و چہارم را مربع ہشت ضعف او وہکذا۔ سلسلہ دوم بضرب صد است او 100 و 1000000 الخ و سلسہ جذور مکعباتش بضرب ہزار او الخ۔ درین سلسہ مکعب عدد اول مجذور خودش باشد و باز بہ تعشیر رود یعنی مکعب عدد دوم مربع دہ چند او باشد و سوم را مربع صد مثل او و چہارم راہزار مثل او وہکذا۔ سلسلہ دہ ہزار است و مکعب و مربع معاً عددی صحیح کہ بر او صفر یا اصفار آید۔ 4 یا از تضاعیف 4 باشد مربع و مکعب معاً باشد چون نیم اصفارش گیرند و با جذری او ضم کنند جذر او باشد و ثلث اصفار کعب بود پس در 24 صفر را جذر 12 صفر دارد و کعب 8 و قس علیہ۔ وماورای اصفار عدد اگر یک باشد در جذر و جزءلکعب ہر دو بعینہ محفوظ ماند پس 64000,000,000,000 راجذر 8000000 ۔ جزءلکعب 20000 و قس علیہ۔

فائدہ ۲۸

اقول: حاصل ضرب مجذور عددی اصغر در اکبر بود از مکعب آن اصغر بقدر حاصل ضرب آن مجذور در تفاضل عددین اصغر و اکبر و حاصل ضرب مجذور عددی اکبر در اصغر اصغر بود از مکعب آن اکبر بقدر حاصل ضرب این مجذور در تفاضل مذکورو چون دو عدد متوالی بود اینقدر گفتن بسندست کہ اکبر یا اصغر بود بقدر خود آن مجذور مضروب زیر کہ در متوالین تفاضل یک باشد و ضرب چیزے در یک را اثری نیست مثلاً $2 \times 1 = 2$ مجذور 1 کہ اکبر ست از مکعب یک کہ خود یک ست بقدر مجذور یک کہ ہم یک ست و مجذور $2 = 1 \times 4 = 4$ کہ اصغر ست از مکعب $2 = 8$ بقدر ہمان مجذور اعنی 4 و 2 و 5 دو عدد ست تفاضل 3 پس مجذور $2 = 4 \times 5 = 20$ کہ اصغر ست از 8 مکعب 2 بقدر 12 یعنی 4×3 و مجذور $5 = 25 \times 2 = 50$ کہ اصغر ست از مکعب $5 = 125$ بقدر $25 \times 3 = 75$ ہمچنان 3 و 10 تفاضل 7 پس مجذور $3 = 9 \times 10 = 90$ کہ اکبر ست از 27 مکعب 3 بقدر 63 یعنی 7×9 و مجذور $10 = 100 \times 3 = 300$ کہ اصغر ست از 1000 مکعب 10 بقدر 700 یعنی 7×100 ہکذا۔

فائدہ ۲۹

اقول: مسطح عددین دائما بین مجذورین افتدائ اعظم باشد از مجذور اصغر بقدر حاصل ضرب اصغر در تفاضل عددین و اصغر باشد از مجذور اکبر بقدر حاصل ضرب اکبر در تفاضل مذکور و چون تفاضل یک باشد اعظم بود از مجذور اصغر بقدر اصغر و اصغر بود از مجذور اکبر بقدر اکبر مثلا: 2 و 3 مجذور ہما 4 و 9 و مسطحا 6 کہ اعظم ست از 4 بقدر 2 و اصغر ست از 9 بقدر 4 و 2 و 3 مجذورین 16 و 4 مسطح 8 کہ اکبر ست از 4 بقدر 2 × 2 و اصغر ست از 16 بقدر 4 × 2 وہکذا۔

فائدہ ۳۰

اقول: چون مجموع مجذورین دو عدد مختلف را در عددین علے الانفراد زنند مجموع مکعبین آن دو عدد دائما در میان این دو حاصل ضرب افتد و حاصل ضرب مجموع مجذورین در عدد اصغر اصغر بود از مجموع مکعبین بقدر حاصل ضرب مجذور اکبر در تفاضل عددین و حاصل ضرب مجموع مجذورین در عدد اکبر اکبر بود از مجموع مکعبین بقدر حاصلضرب مجذور اصغر در ہمان تفاضل و اینجا نیز بر قیاس سابق بحال توالی عددین ہمینقدر گویند کہ اول اکبر بود بقدر مجذور و اکبر دوم اصغر باشد بقدر مجذور اصغر مثلاً 1 و 2 مجموع مجذورین 1 و 4 = 5 و مجموع مکعبین 1 و 8 = 9 و 5 × 1 = 5 کہ اصغر ست از 9 بقدر مجذور اکبر 4 و 5 × 2 = 10 کہ اکبر ست از 9 بقدر مجذور اصغر یک و 7 و تفاضل 4 و مجموع مجذورین 9 و 49 = 58 مجموع مکعبین 27 و 343 = 370 پس 58 × 3 = 174 کہ اصغر ست از 370 بقدر 49 × 4 = 196 و 58 × 7 = 406 اکبر ست از بقدر حاصلضرب 9 و قس علیہ۔

فائدہ ۳۱

اقول: حاصل ضرب مجموع مجذورین در مجموع جذرین اعظم بود از مجموع مکعبین بقدر حاصلضرب مجموع جذرین در مسطح جذرین مثلاً: مجموع 4 و 9 مجذورین 2 و 3 = 13 × مجموع جذرین 5 = 65 و مجموع مکعبین 8 و 27 = 35 تفاضل 30 = 5 × مسطح جذرین 6 وکذلک 2 و 4 را مجموع 6 و مسطح 8 مجذورین 4 و 16 مجموع 20 مکعبین 8 و 64 را 72 پس 20 × 6 = 120 کہ اعظم ست از 72 بقدر 6 × 8 = 48 وہمچنان 1 و 5 او مجموع 6 مسطح 5 و مجموع مجذورین 26 و مکعبین 126 پس 26 × 6 = 156 کہ اکبر ست از 126 بقدر 6 × 5 = 30 وہکذا۔

فائدہ ۳۲

اقول: تفاضل بیان مجذور و مکعب بقدر حاصل ضرب مجذور در یک کم جذر باشد در مجموع مجذورین یا مجذورات یا مجموع مکعبین یا مکعبات بقدر مجموع تفاضلین یا تفاضلات مثلاً 4 را مجذور 16 مکعب 64 فرق 48 چون از 4 یکے کاستہ 16 را در 3 زنند 48 شود و 3 را مجذور 9 × (1 – 3) یعنی 2 = 18 کہ فرق 9 و 27 مکعب ست و 2 را مجذور در 4 = 4 × (1 – 2) فرق 4 و 8 مکعب و مجموع این مجذورات ثلثہ 4 + 9 + 16 = 29 و مجموع مکعبات ثلثہ 8 + 27 + 64 = 99 و مجموع تفاضلات ثلثہ 4 و 18 و 70 = 48 کہ تفاضل 29 و 99 ست۔

فائدہ ۳۳

اقول: تفاضل مجذورین دو عدد مختلف بحکم شکل چہارم مقالئہ دوم اقلیدس برابر مربع فضل اکبر بر اصغر و ضعف مسطح اصغر فے الفضل باشد مثلاً 3 را مجذور 9 و 7 را 49 تفاضل 40 زیرا کہ تفاضل 3 و 7 = 4 مربعش 16 و 3 × 4 = 12 ضعفش 24 + 16 = 40 پس مجموع دو مجذور لابدسہ مجذورین مع زیادت باشد دو مجذور اصغر یک مجذور فضل و آن زیادت مسطح مذکور پس اگر او ھم مربع بود مجموعہ مجذورین مجموع چار مجذور شود مثلاً 4 و 6 را مجذورین 52 کہ بر دو مجذور 4 و یک مجذور 2 مشتمل است و باقی کہ ضعف مسطح 4 در 2 باشد نیز 16 بود کہ مجذور است پس 52 مجموع سہ 16 و یک چار است و ازین جا دانستی کہ در مجموع مجذورین از امثال جذر اصغر بقدر دو چند شمار خود و دو چند شمار فضل باشد مع زیادت مربع فضل مثلاً مجموعہ مجذورین 3 و 7 = 58 در وی بعد از استثنائی 16 کہ مربع تفاضل است 42 می ماند کہ شش مثل و ہشت مثل و جملہ 14 مثل 3 است و در 52 بعد از اسقاط 4 مربع فضل باقی 48 کہ ہشت و چہار مثل 4 است۔

فائدہ ۳۴

اقول: پیداست کہ ہر مکعب لا اقل مجموع مجذورات بشمار جزء الکعب خود بود پس مجموع مکعبین کم از کم مجموع مجذورات بشمار مجموع ہر دو جزء الکعب بود و آن اقل درجہ سہ مربع ست در مجموع مکعبین یک و دو 9 باشد یک مربع یک و 2 مربع 2 و زیادت نہایت نیست مثلاً مجموع مکعبین صد و ہزار ہزار و صد مربع باشد صد مربع صد و ہزار مربع ہزار۔[1]

فائدہ ۳۵ جامعہ بغایت نافعہ

اقول و باللہ توفیق:

دربیان لوگارثم دانی

ہر عدد را قوت در نفس خودش یک ست و در مجذورش 2 و از مکعب 3 و ہکذا۔ و جملہ اعداد را در واحد قوت صفر ست وچون واحد را بر ان عدد قسمت کنی یک منفی شود و حاصل را چون باز بر ان تقسیم نمائی دو منفی کردد و در نزول سوم سہ منفی و ہکذا۔ پس چون دو عدد مختلف را متفقہ کہ دو قوت یک مرتبہ باشد مثلاً قوت یکم ہم در جنس عدد این ست یا دوم کہ در مجذورین آنہاست الی غیر ذلک جمع کنند و خواہند کہ درین مجموع امثال احد العددین دانند باید کہ قوت عدد دیگر را بر این عدد بخشیدہ قوت این عدد مطلوب یک مرتبہ پائین آن قوت مقسوم باشد اضافہ کنند حاصل جواب باشد۔ مثلاً

(۱) در مجموع دو عدد۔ امثال یکے از آنہا جوییم این قوت یکم ست پس نفس عدد باشد دیگر را بر این عدد مطلوب قسمت کنند و یک افزایند زیرا کہ پائین قوت یکم قوت صفر ست و ہر عدد را در یک ست مطلوب حاصل شود مثلا در مجموع 2 و $4 = 6$ میخواہیم کہ امثال 2 رانیم $1 + \frac{4}{2}$ شد یعنی 3 ہوالجواب واگر امثال 4 خواہیم پس $1 + \frac{2}{4}$ یعنی $1\frac{1}{2}$ ہوالجواب و در مجموع 3 و $17 = 20$ بہر امثال 3 $1 + \frac{17}{3}$ یعنی $\frac{20}{3}$ و بہر امثال 17 $1 + \frac{3}{17}$ ہکذا۔

(۲) در مجموع مجذورین۔ دو عدد امثال یکے از آنہا جوئم این قوت دوم ست و پائیں او قوت یکم کہ نفس عدد باشد۔ پس مجذور عدد دیگر را برین عدد مطلوب بخشیدہ نفس این عدد اضافہ کنیم۔ مثلاً در 45 کہ مجموع 9 و 36 مجذورین۔ 3 و 6 باشد بہر امثال 3 مجذور دوم $\frac{36}{3} = 12 + 3 = 15$ و بہر امثال 6 مجذور اول $\frac{9}{6} = 1\frac{1}{2} + 6 = 7\frac{1}{2}$ – و در 13 مجموع 4 و 9 مربعین 3,2 بہر امثال (2) $\frac{9}{2} = 4\frac{1}{2} + 2 = 6\frac{1}{2}$ و بہر امثال (3) $\frac{4}{3} = 1\frac{1}{3} + 3 = 4\frac{1}{3}$ ۔

(۳) در مجموع مکعبین۔ دو عدد امثال یکے طلبیم این قوت سوم ست و پائینش مجذور پس مکعب عدد دیگر را برین عدد قسمت کردہ مجذور این عدد یار کنیم مثلا: در 243 مجموع 27 و 216 مکعبین 3 و 6 بہر 3 مکعب دوم $\frac{216}{3} = 72 + 9 = 81$ و بہر 6 مکعب اول $\frac{27}{6} = 4\frac{1}{2} + 36 = 40\frac{1}{2}$ ۔

(۴) ہمچنان در مجموع دو مال المال کہ قوت چہارم ست مال المال عدد دیگر را بر عدد مطلوب بخشیدہ مکعب عدد مطلوب فزایند و ہکذا الی غیر النہایہ مثلاً 2 را قوت ششم 64 و 3 را – 729 مجموع 793 و 3 را پنجم 243 و 2 را – 32 پس و در 793 بہر امثال و 2 $\frac{729}{2}\; 364\frac{1}{2} + 32 = 396\frac{1}{2}$ و بہر امثال 3 $\frac{64}{3} = 21\frac{1}{3} + 243 = 264\frac{1}{3}$ و قس علیہ۔

اینہمہ در قوائی صعود بر و اما در **قوائی نزولیہ** پس بدانکہ چنانکہ قوائی صعودیہ عددے مجذور و مکعب و مال المال و مال الکعب الخ باشد۔ قوائی نزولیہ اش جذر و جزء الکعب و جزء مال المال و جزبر مال الکعب الخ ہرگز نبود چنانکہ از تقابل متوہم میشود بلکہ آنچنانکہ قوائی صعودیہ بضرب عدد نفس عدد و باز ضرب بر حاصل ضرب در عدد حاصل میشد مثلاً $2 \times 2 = 4$ قوت دوم 2 باشد و $4 \times 2 = 8$ قوت سوم و $8 \times 2 = 16$ قوت چہارم و ہمچنان قوائی نزولیہ بقسمت عدد بر نفس عدد و باز قسمت حاصل قسمت بر ہمان عدد بدست آید حاصل قسمت ہر عدد بر خودش (1) بود[2] باز بہ

---

[1] وہمچنان مجموع مکعبات مجموع مربعات بقدر مجموع اجزاء الکعب بود

[2] 1 قوت صفر شود

قسمت یک بر عدد یک منفی و بقسمت این حاصل قسمت بر عدد دو منفی وہکذا پس عدد مقسوم بر مجذورش نزول اول بعد صفر بود و مقسوم بر مکعبش نزول دوم و بر مال المالش نزول سوم وہکذا پس عدد مقسوم بر مجذورش نزولی اول بعد صفر بود و مقسوم ہر مکعبش نزولی دوم و بر مال المالش نزولی سوم وہکذا۔

زیرا کہ کسر عام را اگر در عددی صحیح زدن خواہند تنہا عاد را زدہ بہ ہمان نسب نما نسبت کنند و چون بر عددے صحیح بخشیدن خواہند تنہا نسبت نما را در آن عدد زدہ ہمان عاد بہ او نسبت نمایند پس $\frac{16}{2}=2\times\frac{8}{2}=2\times\frac{4}{2}\times2\times\frac{2}{2}=2\times\frac{1}{2}$ وہکذا۔ این صعود ست و $\frac{1}{2}\div2=\frac{1}{4}\div2=\frac{1}{8}\div2=\frac{1}{16}$ این نزول ست۔ چون این معنی دانستی حالا اگر در مجموع دو نزول متفق عددین مختلف مقدار یکے ازان دو عدد خواہیم نزول عدد دیگر را برین عدد مطلوب قسمت کنیم اعنی نسب نمائی او را درین عدد زنیم و قوت این عدد کہ یک مرتبہ فروتر ازان قوت مقسومہ بود۔ فزائیم مجموع حاصل جواب باشد یعنی چون این حاصل را در عدد مطلوب زنند ہمان مجموع نزولین بدست آید۔ مثلا: 2 و 3 را مجموع دو نزول اول گیریم پس $\frac{1}{2}+\frac{1}{3}$ برابر $\frac{5}{6}$ درین مجموع مقدار 2 دریافتن خواہیم پس نزول 3 کہ $\frac{1}{3}$ بود بر 2 بخشیدیم $\frac{1}{6}$ شد۔ و چون آن نزولہائے اوّل بود 2 را نزول دوم اعنی $\frac{1}{4}=2\times\frac{1}{2}$ بر آن افزودیم حاصل $\frac{5}{12}$ شد۔ ہمین جواب ست۔ زیرا کہ $\frac{10}{12}=2\times\frac{5}{12}$ یعنی $\frac{5}{6}$ و چون مقدار 3 جوئیم پس نزول 2 کہ $\frac{1}{2}$ بود بر 3 بخشیدیم $\frac{1}{6}$ شد 3 را نزول دوم اعنی $\frac{1}{9}=3\times\frac{1}{3}$ یار کردیم $\frac{5}{18}$ شد کہ جواب ست زیرا کہ $\frac{15}{18}=3\times\frac{5}{18}$ یعنی $\frac{5}{6}$ مثال دوم در مجموع دو نزول پنجم 4 و 10 مقدار 4 جوئیم یک را جویائی پنجم ہر دو نسبت کردیم۔ چار اقوت پنجم 1024 و 10 را 100000 پس نزولہائی پنجم $\frac{1}{1024}$ و $\frac{1}{100000}$ شد۔ مجموع بر آور دن را نسبت ہر دو نسب نما داشتیم یعنی مقسوم علیہ اعظم بر آور دیم $97=1024\div100000$ باقی $672\,∴\,1024-672=352\,∴\,672-352=320\,∴\,352-320=32\,∴\,320\div32=10$ باقی صفر پس توافق بربع الثمن یعنی $\frac{1}{32}$ شد واین کسر از 1024 یعنی وفق او نیز 32 ست پس عدد جامع 3200000 بر آمد و کسر 100000 یعنی وفق او 3125 ست کہ بضرب در 1024 نیز ہمان شود پس نزول اول $\frac{3125}{3200000}$ شد و نزول ثانی $\frac{32}{3200000}$ مجموع $\frac{3157}{3200000}$ شد۔ پس ادراک مقادیر 4 را نزول دوم را بر بخشیدیم $\frac{32}{12800000}$ شد۔ اختصارش $\frac{1}{40,0000}$ و نزول ششم $4=\frac{1}{4096}$ پس جواب $\frac{1}{4096}+\frac{1}{400000}$ شد۔ چون 4096 چار مثل 1024 ست و 400000 چار مثل 100000۔ پس نسبت این دو چہارم مثل نسبت آن دو یا شد اینجا $\frac{1}{32}$ بود اینجا $\frac{1}{128}$ باشد۔ یعنی توافق بہ ربع ربع الثمن وفق $4096=32$ و وفق $400000=3125$ چنانکہ در اولین بود زیرا کہ چون مقسوم و مقسوم علیہ ہر دو را بہ نسبت واحد فزائیند یا کاہند مثلاً ہر دو را چہار گونہ کنند یا از ہر دو چہارم گونہ ستانند حاصل قسمت متبدل نشود پس عدد جامع 12800000 بر آمد و کسر اول اعنی $\frac{1}{4096}=\frac{3125}{12800000}$ شد و کسر دوم اعنی $\frac{1}{400000}=\frac{32}{12800000}$ و و مجموع $\frac{3157}{12800000}$ کہ جواب ست۔ این را چون در 4 زنند ہمان $\frac{3157}{3200000}$ شود۔ زیرا کہ در ضرب کسر عام بہ صحیح عاد را در آن صحیح زدہ و بہمان نسب نما نسبت کردن یا نسب نما بر مضروب فیہ قسمت کردہ، ہمان عاد را باو نسبت کردن ہر دو را حاصل واحد ست چنانکہ $\frac{2}{8}$ را در 4 زدن خواہیم بطور اول $\frac{8}{8}$ شود و بطور دوم $\frac{2}{8}$ و ہر دو را حاصل یکے ست کہ یکے ست و ہمچنان مقدار 10 در مجموع مذکور $\frac{3157}{32000000}$ شود در نسب نما کر در کمالا یخفے و طالب علم را بید کہ بر طبق سابق استخراجش نماید۔

تکملہ اینہمہ ادراک مقادیر خود عدد را بود در مجموع عددین یا مجذورین یا مکعبین الے غیر ذلک مقادیر مجموع دو قوت متماثلہ در مجموع دو قوت دیگر متماثلہ نیز از ہمین بیان توان دریافت مثلاً: اگر خواہیم کہ مجموع دو مجذور عددین کذائی را در مجموع دو مکعب آنہا چقدر امثال بود مقادیر احد العددین را ہم در مجموع مجذورین از بیان دوم این فائدہ و ہم در مجموع مکعبین از بیان شومش دریافتہ جواب ثانی را بر جواب اول قسمت کنند خارج قسمت جواب باشد مثلاً خواہیم کہ مجموع مجذورین 3 و 6 را در مجموع مکعبین آنہا چقدر مقادیر 3 در مجموع مجذورین 15 بر اوردہ ام و در مجموع مکعبین 81 پس $5\frac{2}{5}=81\div15$ شد ہمینقدر امثال 45 مجموع مجذورین در 243 مجموع مکعبین باشد زیرا کہ $45\times5\frac{2}{5}=225\frac{90}{5}=225+18=243$ اگر در مجموع مجذورین مقدار مجموع مکعبین جویند قسمت بالعکس کنند یعنی $\frac{15}{81}$ یعنی $\frac{5}{27}$ جواب باشد۔ زیرا کہ $243\times\frac{5}{27}=\frac{1215}{27}=45$۔

بحمد اللہ تعالیٰ این بیانات جلیلہ جمیلہ آنقدر شافیہ وکافیہ وصافیہ ودافیہ واقعشد کہ بر جملہ صور و مقاصد مافل وکافل بر آمد حاجت بزیادت اطالت

نیست و اگر یک فقرہ ازان بعد اشرفی خرند[1] گران نشمرند۔ **ادنے منفعت** ادنے منفع این گرامی موہبت آن ست و مسئلہ کہ اینجا در جبر و مقابلہ بدلے محط و نظار ماند و حل نشد و جزم کردند کہ حل نشود باین فائدہ عائدہ در ادنے نظر حل شود و آن در یافتن اجزاے ضربی $y^3 + x^3$ و $y^2 + x^2$ ست و حاصلش تحلیل ست یعنی بر یک ازین جملہ را بکدام در جز تحلیل نمایند کہ بضرب آنہا باہم این جملہ رو نماید من فقیہ را بفن جبر و مقابلہ اصلاً اشتغالے نیست ہمین سہ چار روز ست کہ کتابش رایک روز قدر کہ مطالعہ کردم و بحمد اللہ تعالیٰ ہم بروز اول دہ سوال مساوات درجہ اولے کہ در ہشت یک مجہول و در دو دو مجہول بود حل نمودم زان باز دگر بار برو اتفاق نظر اہم نشدہ است و نہ از کارہای خود مہلت اینہادارم معہذا۔

اقول: جملہ اولے $y^2 + x^2$ را اجزائے ضربی بملاحظہ بیان دوم این فائدہ پیدا است زیرا کہ چون در مجموع مجذورین از امثال یک عدد بقدر امثالش در مجذور عدد دیگر مع زیادت نفس خودش باشد لاجرم $\left(x+\frac{y^2}{x}\right)$ عدت امثال x دران جملہ بود۔ پس این عدت را چون در x زنند بلاشبہہ $x^2+y^2=x\left(\frac{y^2}{x}+x\right)$ شد۔ زیرا کہ بضرب x در x مجذور x حاصل شد کہ x^2 باشد۔ وبضرب $\frac{y^2}{x}$ در x حاصل آن شد کہ y^2 را در x زدہ بر x بخشند و پیدا است کہ چون چیزی را در چیزی زدہ بر ہمان بخشند خود ہمان چیز بر آید و ضرب، وقسمت ہر دو بد رود پس حاصل $x\left(\frac{y^2}{x}\right)$ مجرد y^2 شد۔ پس حاصل الحاصلین $y^2 + x^2$ شد وہو المراد نیز بعین $y\left(\frac{x^2}{y}+y\right)$ ہم اجزائے ضربی آن جملہ شد واما جملہ ثانیہ $y^3 + x^3$ پس بحکم بیان سوم این فائدہ اجزائش $x\left(\frac{y^3}{x}+x^2\right)$ و نیز $y\left(\frac{x^3}{y}+y^2\right)$ شد۔ اگر بمفتوحات خواہی فرض کن کہ $x = 2$ و $y = 4$ و مجذور را کہ قوت دوم ست علامت b و مکعب را کہ قوت سوم ست c۔

فائدہ

اقول: ہر مجذور صحیح کہ از و یک کاہند باقی بر جذر $+1$ صحیح منقسم شود و این حاصل قسمت $+1 =$ جذر باشد[2] باز چون ازین باقی دو کاہند باقی دوئم باز بر جذر $+1$۔ انقسام باید و این حاصل قسمت کہ باقی اولی لی کند $+2 =$ جذر بود باز چون از باقی دوم سہ کاہند باقی سوم باز بر جذر $+1$ منقسم ماند و این حاصل قسمت $+3 =$ جذر شود وہکذا در اسقاط یک یک فزودہ روند با آخر نوبت باسقاط عدد مساوی جذر رسد در مجذور ہیچ نماند مثلاً $36-1=35$ کہ بر $7 = 1 + 6$ صحیح انقسام ست حاصل قسمت 5 و او $6 = 1 +$ کہ جذر 36 ست از 36 کاستیم باقی $4=7\div28=30-2 \therefore 30$ و $4+1=6 \therefore 6-30=24$ باز $3-24=21\div7=3$ و $3+3=6 \therefore 6-24=18-4=4=14\div7=2$ و $2+4=6$ پس $6-18=5-12=7\div7=1$ و $1+5=6$ پس $6-12=6-6=0$۔

بالجملہ جذر از مجذور یک کاہند واز جذر مجذور 2 کاہند واز مجذور 2 جذر 3 واز مجذور 3 جذر 4 کم کنند وہکذا۔ ہر باقی بر جذر $+1$ صحیح الا انقسام بود و باین قاعدہ جملہ سوالات بلا عمل حل شود۔ مثلاً بمردی بر چند فقرہ مبلغ بخش کرد ازان اول یک روپیہ بفقیر داد و باز خمس باقی نیز باز از باقی 2 روپیہ فقیر دوئم داد خمس باقی ھم باز ازان سہ 3 روپیہ۔ بفقیر سوم داد و خمس باقی نیز وہکذا تا آنکہ مبلغ تمام شد و بہ فقراء حصہ مساوی رسید پس مبلغ چند بود و فقراء چند و بہ ہر یک واصل چند 9 دیدم کہ در مسئلہ یک خمس ذکر کردہ شد بود یعنی بہ وجہ بخشیدن پس مبلغ مربع 4 یعنی 16 باشد و فقراء چہار و بہر یک واصل چہار و اگر در سوال مذکور ہر بار سدس باقی گوید پس این مبلغ مجذور 5 یعنی $24 = 1 - 25$ ست و فقراء واصل بہ ہر ایک 5 ست و اگر ہر بار از باقی $\frac{1}{100}$ گوید پس این مبلغ مجذور 100 یعنی 10000 است و عدد فقراء 10 و اصل 100 و قس علیہ۔

فائدہ

اقول: ہر دو مجذور برچہ تفاضل جذرین باشد مربعش از ہر دو مجذور کاہند باقی در مجذور مجذور اکبر امثال جذر اصغر بقدر جذر اکبر مثبت تفاضل

---

[1] قدر شناسان علم

[2] از مجذور کم کنند

جذرین باشد و در مجذور اصغر امثال جذر اکبر بقدر جذر اصغر منفی تفاضل جذرین بود مثلاً 9 و 16 مجذورین 4 و 3 تفاضل جذرین یک مربعش یک ‎.:.1 − 16 − 1 = 15 دروی امثال 3 بقدر 4 + 1 = 5 ست و 9 − 1 = 8 در وی امثال 4 بقدر 1 − 3 = 2 ست و 9 و 25 مجذورین 3 و 5 تفاضل 2 مربعش 4 .:. 4 − 25 = 21 در وی امثال 3 بقدر 2 + 5 = 7 ست و 5 − 9 = 5 در وی امثال 5 بقدر 2 − 3 = 1 است و 9 و 36 مجذورین 3 و 6 تفاضل 3 مربعش 9 .:. 9 − 36 = 27 در وی امثال 3 بقدر 6 + 3 = 9 و 9 − 9 = 0 ۔ دروی امثال 6 بقدر 3 − 3 = 0 ست۔ و 9 و 49 مجذورین 3 و 7 تفاضل 4 مربعش 16 .:. 16 − 49 = 33 در وی امثال 7 بقدر 3 − 4 = −1 و قس علیہ و ازین قاعدہ کلیہ معادلات این صورت کہ عسیر کل بود بی عمل گل شود اعنی

$$x^2 = ly + t \quad -\text{(i)}$$
$$y^2 = mx + t \quad -\text{(ii)}$$
$$l = (x + t)$$
$$m = y - t$$
$$x^2 - y^2 = t$$
$$x = l - \sqrt{t}$$
$$y = m + \sqrt{t}$$

[اس جگہ]

مثلاً $x^2 = 25 + y20$ $6y^2 = x^5 + 25$ پس جذر 25 کہ 5 ست او 20 کا ہیم 15 = x بود و بر 5 فزائیم 10 = y باشد $x^2 = 49 + 217$ $y^2 = 49 + x4$ پس جذر 49 کہ 7 ست از 17 کا ہیم 10 = 5 بود و بر − 4 فزائیم 3 = y بود اقس علیہ۔

فائدہ ۳۶

اقول: ہر دو عدد متوالی فوق الواحد را کہ مجموع مجذورین در عدد اکبر زدہ با مجذور اکبر آمیزند حاصل مساوی مجموع مجذورین و مکعبین آنہا شود مثلاً 2 و 3 مجموع مجذورین 13 و مجموع مکعبین 35 مجموع مجموعین 48 ÷ 13 × 3 = 39 + 9 = 48 وہمچنان 3 و 4 مجموع مجذورین 25 و مکعبین 91 و مجموعین 116 .:. 25 × 4 = 100 + 16 = 116۔

فائدہ ۳۷

اقول: چون مجذور عددی را در مقداری زنند و عدد را در ہمان مقدار زدہ مجذور کنند در حاصل دوم امثال حاصل اول بقدر ہمان مقدار مضروب فیہ باشد یعنی اگر آن مقدار مشترک 2 بود حاصل دوم دوچند اول باشد و اگر سہ بود سہ چند وہکذا مثلاً 2 × 9 = 18 و مجذور (3 × 2) = 36 کہ دوچند 18 ست و 9 × 10 = 90 و 10 × 3 = 30 را مجذور 900 کہ دہ مثل 90 بود۔

فائدہ ۳۸

اقول: چون جذر عددی را در مقداری زنند و عدد را در ہمان مقدار زدہ جذر گیرند در حاصل اول امثال حاصل دوم بقدر جذر آن مقدار مضروب فیہ باشد یعنی اگر آن مقدار چار بود حاصل اول دوچند دوم باشد اگر نہ بود سہ چند وہکذا مثلاً چار جذر 9 = 12 و جذر چہار 9 یعنی 36 و نہ جذر 4 = 18 و جذر نہ 4 یعنی 6 = 36 وہکذا۔ بالجملہ ضعف جذر برابر جذر 4 مثل مجذور باشد و سہ مثل جذر 9 مثل مجذور و دہ مثل جذر برابر جذر صد مثل مجذور وہکذا۔

فائدہ ۳۹

اقول: در دو عدد متوالی چون مجموع مکعبین را بر مجموع مجذورین بخشند خارج صحیح قدر عدد اصغر بود باقی قدر مجذور اکبر مثلاً 2 و 3 را کہ مجموع مجذورین 13 و مجموع مکعبین 35 پس 13 ÷ 35 = 2 کہ عدد اصغر ست و باقی 9 کہ مجذور اکبر ست۔ 5 و 6 را مجموع مجذورین 61 و مجوع مکعبین 341 پس 61 ÷ 341 = 5 و باقی 36۔

فائدہ ۴۰

اقول: دو عدد کہ تفاضل 2 باشد چون مجموع مکعبین آنہا بر مجموع مجذورین قسمت کنند خارج صحیح نصف مجموع عددین باشد و باقی ضعف او پس باقی چہار چند خارج بود مثلاً: 2 و 4 را مجموع مجذورین 20 و مجموع مکعبین 72 پس $72 \div 20 = 3$ کہ نصف مجموع 2 و 4 ست۔ و باقی 12 کہ ضعف مجموع مذکور ست و 8 و 10 را مجموع مجذورین 164 و مجموع مکعبین 1512 پس $1512 \div 164 = 9$ کہ نصف مجموع 8 و 10 باشد و باقی 36 کہ ضعف اوست۔

فائدہ

اقول: در اعداد صحاح اولین مربعی کہ در دو پہلوئی ضد دارد دو مربع بفصل واحد داد و 25 ست یک سو 49 و دیگر سو یک 1 ہر دو بفصل 24 باز گر در چار زدی این مربعات ہمین نہج یابی آن فصل مثل ہر دو جانبین مثلاً فزاید و جذرین ہر دو پہلو دو چند جذرین در پہلوئی مربع باقی بود مثلاً $25 + 4 = 100$۔ و فصل $24 \times 4 = 96 \therefore 96 + 100 = 196$ مربع 14 در دو چند 7 جذر 49 است و $100 - 96 = 4$ جذرش 2 کہ دو چند یک و باز $100 \times 4 = 400$ و $96 \times 4 = 384 \therefore 400 + 384 = 784$ ورلع 28 دو چند 14 و $400 - 384 = 16$ مربع 4 و دو چند او $400 \times 4 = 1600$ و $384 \times 4 = 1536 \therefore 1600 + 1536 = 3936$ مربع 56 و ضعف 28 و $1600 - 1536 = 64$ مربع 8 ضعف 4 وقس علیہ الی غیر النہایہ وچون 25 بر تقسیم کردہ رود نیز در کسور بہمین شان مربعات خیز 11 فصد ربع فصل و جذر نصف جذر بود بالجملہ تحفظ این نسبت بہر دو جانب صعود و نزول ست مثلاً $\frac{25}{4}$ و فصل 24 را ربع 6 و $\frac{25}{4} + 6 = \frac{49}{4}$ مربع $\frac{7}{2}$ کہ نصف 7 و $\frac{25}{4} - 6 = \frac{1}{4}$ مربع $\frac{1}{2}$ کہ نصف یک ست باز $\frac{25}{4} \div 4 = \frac{25}{16}$ مربع $\frac{5}{4}$ نصف $\frac{5}{8}$ و فصل $6 \div 4 = \frac{3}{2} \therefore \frac{25}{16} + \frac{3}{2} = \frac{24 + 25}{16} = \frac{49}{16} =$ جذر $\frac{4}{7}$ نصف $\frac{7}{2}$ اور $\frac{3}{2} - \frac{25}{16} = \frac{25 - 24}{16} = \frac{1}{16}$ مربع $\frac{1}{4}$ نصف $\frac{1}{2}$ باشد $\frac{25}{16} \div 4 = \frac{25}{64}$ مربع $\frac{5}{8}$ نصف $\frac{5}{4}$ و فصل $\frac{3}{2} \div 4 = \frac{3}{8} \therefore \frac{25}{64} + \frac{3}{8} = \left(\frac{24 + 25}{64}\right) = \frac{49}{64}$ مربع $\frac{7}{8}$ نصف $\frac{7}{4}$ و $\frac{3}{8} - \frac{25}{64} \frac{25 - 24}{64} = \frac{1}{64}$ مربع $\frac{1}{8}$ نصف $\frac{1}{4}$ $\therefore$ وہکذا الی غیر النہایہ۔

فائدہ

اقول: از انجا کہ مسطح تفاضل جذرین و مجموع آنہا برابر تفاضل مجذورین بود و درین نوع مربعات تفاضل مجموع متحد است و پیدا است کہ در جذورین سہ مربع اوسط و عالی و سافل مجموع جذرین سافل و اوسط اصغر است از مجموع جذرین اوسط و عالی لاجرم واجب کہ تفاضل جذرین سافل و اوسط بہمان نسبت اکبر باشد از تفاضل جذرین اوسط و عالی تاضرب اصغر در اکبر مساوی ضرب 4 اکبر شود و در مثال اول جذور ثلاثہ 1 و 5 و 7 مجموع اولین 6 و تفاضل اخرین 2 بہمان نسبت نصف این نسبت در مربعات صاعدہ و نازلہ محفوظ ماند لاجرم در صعود ہر جذر از جذور ثلثہ و ہر تفاضل و ہر مجموع ضعف نظیرش باشد و در نزول نصف و ہذا ظاہر۔

فائدہ

اقول: و تحفظ این نسبت تا آنجاست کہ اگر در معادلات درجہ دوم مجذوری کہ برائی تکمیل مجذور شامل طرفین می کنند 25 باشد و بصور اربعہ معادلتہ کہ لا و عدد معادل ہر یک مثبت باشد یا منفی اجوبتہ ثمانیہ کہ با خذ جذر یکبار مثبت و یکبار منفی بر آید دگر بار آن مجذور مشمول چہار چند 25 یعنی 100 داریم ہر جواب ضعف نظیر خودش آید و اگر ربع 25 شامل کنیم ہر جواب نصف جواب آید و ہذا صورت

$$x^2 \pm 10x = \pm 24$$

	جذر مثبت	جذر منفی
1) $x^2 + 10x = 24$	2	-12
2) $x^2 + 10x = -24$	6	-4
3) $x^2 - 10x = 24$	12	-2
4) $x^2 - 10x = -24$	6	-4

1) $x^2 + 5x = 6$	1	- 6
2) $x^2 + 5x = -6$	3	- 2
3) $x^2 - 5x = 6$	6	- 1
4) $x^2 - 5x = -6$	3	- 2

$$x^2 \pm 20x = \pm 96$$

1) $x^2 + 20x = 96$	4	- 24
2) $x^2 + 20x = -96$	12	- 8
3) $x^2 - 20x = 96$	4	- 24
4) $x^2 - 20x = -96$	12	- 8

$$x^2 \pm 20x = \pm 96$$

فائدہ ۴۱

اقول: مسطح مجموع مجذورین در مجموع جذرین کمتر باشد از ضعف مجموع مکعبین بقدر حاصل ضرب مجموع جذرین در مربع تفاضل جذرین و چون جذرین دو عدد متوالی بود آنگاہ ہمینقدر گفتن بس ست کہ کم تر باشد بقدر مجموع جذرین مثلا: 2 و 3 را مجموع 5 و مجموع مجذورین 13 و حاصل ضرب مجموعین 65 و مجموع مکعبین 35 ضعفش 70 پس 65 کم ست از 70 بقدر 5 ہمچنان 2 و 1 را مجموع 3 و مجموع مجذورین 5 حاصل ضرب 15 و مجموع مکعبین 9 ضعفش 18 کہ بیشتر ست از 15 بقدر 1 و 3 و 4 را مجموع مجذورین 17 حاصل ضرب 85 و مجموع مکعبین 65 ضعفش 130 کہ ازید ست از 85 بقدر 45 زیرا کہ تفاضل جذرین 3 بود مربعش 9 و مجموع جذرین 5 بود کہ بضرب 9 برابر 45 شود و 10 و 2 را مجموع 12 و مجموع مجذورین 104 حاصل ضرب 1248 و مجموع مکعبین 1008 دو گونہ اش 2016 کہ زیادہ است بر 1248 بقدر 768 زیرا کہ تفاضل جذرین 8 مربعش 64 و مجموع جذرین 12 حاصل ضرب 768۔ $100-1=99=-99=-9-\times 11-10+$

فائدہ ۴۲

از ہر عددی کہ یک کاستہ و یک فزودہ باقی و حاصل را باہم زنند حاصل ضرب برابر مجذور آن عدد شود بکمی یک مثلا $2-1=1$ و $+1=3 \therefore 3\times 1=3=4-1$ ہمچنان $3-1=2$ وبلکہ $1-1=0$ و $+1=2 \therefore 2\times 0=2=1-1=0$ وہکذا۔ $3+1=4 \therefore 4\times 2=8=1-9$ اینقدر در جبر و مقابلہ ایما کردہ اندوانا۔

اقول: خصوصیت یک نیست بلکہ ہر چیزی کہ از جذر کاہند و ہمبر آن فزائیند و باقی و حاصل را باہم ضرب کنند حاصل ضرب دائما برابر مجذورش باشد بنفی مربع آن چیز منقوص و مزید و تخصیص آنہم نیست کہ آن شئے منقوص از منقوص منہ کم تر باشد بلکہ اگر بہر ازان ضعف بیشتر باشد نیز حکم بر قرار ماند۔ مثلاً $4-10=6$ و $+4=14 \times 6-84=-16-100$ کہ مجذور 4 ست و مربع $9-10=1$ و $+9=19\times 1=19=81-100$ مربع 9 و $10-15=-5$ و $+15=25\times -5=-125=100-225$ مربع 15 و $1-10=-9$ و $+10-11\times -9=-99=1-100$ وہکذا۔

فائدہ ۴۳

اقول: فرق میان مسطح عددین اصغر و اکبر در تفاضل خود ہا بقدر مربع این تفاضل باشد یعنی تفاضل مسطحین عددین در تفاضل عددین مربع تفاضل عددین بود مثلاً 2 و 5 تفاضل $\therefore 2\times 3=6$ و $\therefore 5\times 3=15$ تفاضل 9 کہ مربع 3 ست و 3 و 10 تفاضل $7 \therefore 3\times 7=21$ و $10\times 7=70$ تفاضل 49 کہ مربع 7 ست۔

فائدہ ۴۴

اقول: ہر قوت زوج وعددی را کہ باوی مثل یا امثال آن عدد باشد بشرط آنکہ عدت آن امثال از مقدار قوت[1] 2 کہ نصف آن قوت زوج ست۔ بیشتر نباشد چون آن قوت وعدد ہر دو مجہول باشد و مجموع آنہا معلوم آن مجموع راجذر تا صحیح گیرند ہر چہ باقی ماند مثل یا امثال عدد ست اورا وجذر صحیح رامجذور صحیح ازبن مجموعہ افگنند اورا بر عدت امثال قسمت کنند عدد پیدا آید و آن باقی را از مجموع افگنند قوت مجہولہ[2] بود مثلاً پرسیدہ شود کہ عددی را قوت چہارم با چہار امثال عدد = 93 پس 93 راجذر تا صحیح گرفتیم 9 بر آمد باقی 12 ماند کہ تقسیم بر 4 = 3 میشود پس آن عدد 3 باشد و آن قوت چہارم 81 سوال دوم عددی را قوت دہم باسی 30 مثل او = 1084 جذرش تا صحیح 32 مجذورش 1024 باقی $60 \div 30 = 2$ پس آن عدد 2 بود قوت دہمش 1024 وہکذا۔

او سر این کار آن ست کہ ہر قوت زوج مجذور کامل می باشد ہر قوت را کہ قوت نمائش نصف قوت نمائی این قوت بود مثلاً قوت 2 مجذور قوت اولے باشد و قوت 4 مجذور قوت دوم و قوت 6 مربع قوت 3 وہکذا۔ او بالہ دانستہ کہ فصل میان دو مربع متوالی برابر مجموع جذرین آنہا بود دو جذر این قوت زوج نصف اوست اعنی بالحاظ قوت نماو جذر مجذور تالی لاجرم اکبر باشد ازین جذر پس دو مثل این جذر چون با آن قوت زوج جمع کنند زنہار بہ مجذور تالی نرسد لاجرم مجذور اول درین مجموع ہمان قوت باشد و باقی مثل یا امثال آن عدد۔ ہر کہ این فائدہ رانیک فہمد می توان دریافت کہ مثلاً با قوت 4 چند امثال قوت 2 و باششم چند امثال سوم وہکذا۔ توان آمیخت فافہم۔

بحمد اللہ تعالیٰ باین فائدہ جلیلہ ہزارہا بلکہ بے انتہا سوالات کہ جبر ومقابلہ نیز از حل آن صراحتاً اعتراف بمعجز کردہ است بادنے مہلت حل توان نمود۔

فوائد تکمیل مجذور

یعنی عددی یا مجموع بعض اعداد را کہ مربع کامل نیست چسان تبصرات در ان مجذور کامل توان ساخت در جبر ومقابلہ در مساوات ہائی درجہ دوم بسیار حاجت باین کار نقد بلکہ عدد یا مجموع گو فی نفسہٖ مربع کامل باش بوجہ جہل مقدار کہ جبر ومقابلہ بحث در مغلقات میکنند واعداد بہ حروف تعبیر می نماید احتیاج افتد تکمیل مجذور تا مجذورش معلوم گردد چنانچہ بر دانائی این فن مخفی نیست اوراچند قواعد گفتہ اند وبعض دیگر من فقیر افزودہ ام کہ بعضے از آنہا بذہن خود براوردم وباز در کتب این فن اشارہ بآن یافتم وبعض آخر راہنوز از کسے ندیدہ ام واین ہمہ قواعد تکمیل مجذور میکنند اگرچند آن عدد سابق در ذات خودش مجذور کامل باشد۔

فائدہ ۴۵

ہر مجذوری کہ باوی چند امثال یا حصص[3] جذرش منفی خواہ مثبت باشد چون نصف این امثال یا حصص را مربع کہ باوی یار کنند مربع کامل شود و

---

[1] یعنی عدد اثنین را قوتے گیرند کہ نصف آن قوت زوج بود مثلاً: بر قوت دوم ست اثنین را قوت x بے گیرند کہ خود 2 بود و اگر چہارم ست اثنین را قوت دوم گیرند کہ چہار ست و اگر ششم ست اثنین را قوت سوم ست و چہارم را قوت دوم گیرند کہ 8 باشد وہکذا

[2] [**قوت مجہولہ**] اقول: فی $x^2+2x=8$ کہ $x=2$ باشد مجموع را جذر تا صحیح 2 مجذورش 4۔ $8-4=4\div2=2$ کہ 2 عدد ست۔ $x^2=8-4=4$ ست نیز $x^2+3x=15$ جذرش 3 مجذورش 9 باقی $6\div2=3$ کہ عدد ست۔ $15-6=9$ و کہ قوت ست۔ وہمچنان $x^4+3x=32$ کہ $x=2$ جذر 4 جذرش 16۔ باقی $6\div3=2$ کہ عدد ست۔ وکذلک $x^4+4x=24$ جذر 4 مجذور 16 باقی $8\div4=2$ کہ عدد ست وقس علیہ۔

[3] پیدا است کہ خارج قسمت حصہ از حصص مقسوم می باشد نہ از حصص مقسوم علیہ بلکہ مقسوم علیہ عدد ت امثال آن حصہ باشد در مقسوم و در ÷ انچہ بالائی خط ست مقسوم بود وزیر او مقسوم علیہ پس $\frac{2}{4}$ را حاصل آنست کہ حصہ از حصص 2 کہ چار امثال او در 2 باشد یعنی ربع دو وا $\frac{4}{2}$ را حاصل آنکہ کہ حصہ از حصص 4 کہ دو مثل او در 4 بود۔ یعنی نصف 4 پس $x^2+\frac{x}{3}$ را با این قاعدہ مجذور توان کرد۔ زیرا کہ مراد ثلث جذر ست پس حصہ از

[باقی حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں]

جذرش جذر آن مجذور منفی یا مثبت نصف این مثال بود مثلاً: $x^2 - 12x$ پس $x^2 - 12x + 36$ مربع کامل ست و جذرش $x - 6$ پس x عبارت از 8 بود $x^2 = 64$ بود و $-12x$ یعنی $4 = 36+$ و $-32 = -96$ که مربع کامل ست جذرش $2 = 6 - 8$ و اگر x تعبیر از 20 بود $x^2 = 400$ باشد و $-12x$ یعنی $-240 = 160$ و $196 = 36+$ که مجذور کامل ست جذرش $14 = 6 - 20$ باشد ہمچنان $x^2 + 12x$ پس $x^2 + 12x + 36$ مربع کامل بود و جذرش $x^2 + 6$ مثلاً اگر x عبارت از 2 بود $x^2 = 4$ باشد و $12x+$ یعنی $24 = 28$ و $64 = 36+$ که مربع کامل ست جذرش $6 + 2 = 8$ و قس علیہ وکذلک۔ $x^2 + \frac{4x}{5}$ پس $x^2 + \frac{4x}{5} + \frac{4}{25}$ مربع کامل ست۔ جذرش $x + \frac{2}{5}$ مثلاً: اگر x عبارت از 5 بود پس $x^2 = 25$ و + چار خمس x یعنی $4 = 29$ و $+\frac{4}{25} = \frac{729}{25}$ که مجذورش کامل ست جذرش $\frac{27}{5}$ وہمچنان $x^4 + 4x^2$ پس $x^4 + 4x^2 + 4$ مجذور کامل بود ست جذرش $x^2 + 2$ مثلاً x اگر تعبیہ از 2 بود $x^4 = 16$ باشد و $4x^2 +$ که نیز 16 ست 32 و $36 = 4+$ مربع کامل ست۔ جذرش x^2 یعنی $6 = 2 + 4$ و قس علیہ۔ درین قاعدہ شرط آن ست که آن مجذور را عدت جزیک نبود۔

اقول: و نیز آنکہ مجذور مذکور مثبت باشد نا منفی۔

فائدہ ۴۶

باہر چند امثال یا حصص مثبتہ مجذور امثال یا حصصۂ جذر مثبت یا منفی باشد که جملگی ہشت صورت شد۔ مجموع را در چہار چند عدت مجذور زدہ مجذور

حصص جذر با مجذور شد۔ آن $\frac{1}{2}$ ست نصف $\frac{1}{3}$ را مربع آمیزند که $\frac{1}{36}$ باشد در مجذور کامل شود[1]۔ بخلاف $x^2 + \frac{3}{x}$ که این حصہ این تحقیق 3 ست و عدت امثالش در 3 بقدر $\frac{1}{x}$ شود و حصہ x نیست بگوئی که گو خارج x شود در اربع نصف آمیزند مجذور کامل شود و زیرا که خارج قسمت اگر چہ حصۂ جذر نیست فاما عدت امثال او ست در مقسوم که خارج قسمت و مقسوم علیہ ہر یک عدت امثال دیگر باشد۔ در مقسوم که اینقدر امثال جذر باوی بودہ باشد که در مقسوم ست بلکہ مقدار حصہ خودش باشد یعنی خارج قسمت بر کدام حصہ از مقسوم بود۔ کدام حصہ از مقسوم بود ہمان در حصہ از امثال مقسوم علیہ که در مقسوم بود و خارج قسمت بود مثلاً اگر خارج ثلث مقسوم ست ثلث خارج عدت امثال مقسوم علیہ در خارج قسمت بود مثلاً: $\frac{6}{3} = 2$۔ پس 2 ثلث 3 ست و در 2 بقدر ثلث $\frac{2}{3}$۔ $x^2 + \frac{4}{5}x$ از امثال 4 ست پس چون شے ÷ جذر شامل بود تکمیل بایں طور می توان کرد که خارج قسمت را بجذر نسبت کردہ کسر را مربع آمیزند مثلاً $\frac{10}{x} + \frac{1}{x^2}$ فرض کنیم که $x = 5$ ست پس $2 = \frac{10}{5}$۔ پس $\frac{2}{5}$ عدت امثال 5 شامل ست۔

اقول: آری مگر این جا با مجذور تنہا مقسوم نیست که ایں قدر امثال جذر باوی بودہ باشد بلکہ تقسیم یعنی خارج قسمت شامل ست بر خارج قسمت آنقدر امثال مقسوم علیہ نباشد که در مقسوم ست بلکہ بقدر حصہ خودش باشد یعنی خارج قسمت بر کدام x حصہ از مقسوم بود ہمان در حصہ از امثال مقسوم علیہ که در مقسوم بود در خارج قسمت مثلاً اگر خارج ثلث مقسوم ست ثلث خارج عدت امثال مقسوم علیہ در خارج بود مثلاً $2 = \frac{6}{3}$ پس در 6 دو مثل 3 ست و در دو بقدر ثلث دو یعنی $\frac{2}{3}$۔ $x^2 + \frac{4x}{5}$

از امثال 4 ست پس چون شے تقسیم جذر شامل بود تکمیل بایں طور می توان کرد که خارج قسمت را جذر نسبت کردہ ایں کسر راہ مربع آمیزند مثلاً $x^2 + \frac{10}{x}$ فرض کنیم که $x = 5$ ست پس $2 = \frac{10}{5}$ پس عدت امثال 5 شامل ست۔ نصفش $\frac{1}{5}$ مربعش $\frac{1}{25}$ پس $25 + \frac{10}{x}$ یعنی $\frac{1}{2} + \frac{1}{25}$ که حاصل $\frac{1}{25}$ 27 مربع کامل شت تجنیش او $\frac{576}{25}$ جذر او $\frac{26}{5}$ یعنی $5\frac{1}{5}$ جذر ست و روشن ست که چون جذر معبر بحرف مجہول بود این عمل انجا نتوان کرد اا عنی بر وجہے که فتح اغلاق و تعریف مقدار نماید۔ ۱۲ منہ غفرلہ ربہ تعالیٰ چہ مقدار نماید اخلاق و تعریف اعنی بر وجہد که فتح

[1] [حاشیہ در حاشیہ] یعنی کسر ہر چہ باشد اگر با مقسوم فی x مثل $\frac{2x}{5}$ قطع نظر از x کردہ باقی را نصف گیرند یعنی منسوب را حاصل که $\frac{2}{10}$ یعنی تنصیف را الیہ منسوب یا $\frac{1}{5}$ مثلاً: نماید تنصیف یکے ست این را مربع کنند که در صورت اولےٰ $\frac{1}{25}$ شد و در صورت ثانیہ $\frac{4}{100}$ و حاصل x عدت این مربع آمیزند و اگر بالا سرے نیست سرش یک باشد پس در $\frac{x}{5}$ و $\frac{1}{5}$ را تنصیف کنند $\frac{1}{10}$ شد مربعش $\frac{1}{100}$ یار کنند وہکذا۔

عدت جذر شامل کنند مجذور کامل شود مثلاً x^2+x دریںجا عدت مجذور و جذر ہر دو یک ست چار چند او چہار و مجذورش یک پس $4x^2+4x+1$ مجذور کامل باشد۔ x اگر عبارت از 2 بود $4x^2=16$ و $4x=8$ مجموع $24+1=25$ کہ مجذور کامل ست واگر واگر عبارت از یک بود $4x^2+4x+1=4+4+1=9$ مجذور کامل ست، ہمچنان x^2+x عدت مجذور را چہار چند ہشت ست وعدت جذر را مجذور یک پس $16x^2+8x+1$ مجذور کامل شود۔ x را 3 فرض کنیم مجذورش $16\times9=144+8x=24+1=169$ کہ مجذور کامل ست، ہمچنان $4x^2-12x+9 \therefore x^2-3x$ مجذور کامل باشد x را 4 گیریم $x^2=16\times4=64-12x=48=16+9=25$ ہمچنان $\left(\frac{2x^2}{3}\pm x\right)$ عدت مجذور $\frac{2}{3}$ ست چہار مثل او $\frac{8}{3}$ و عدت جذر یک را مجذور یک و $\frac{2}{3}\times\frac{8}{3}=\frac{16}{9}$ پس $\frac{16x^2}{9}\pm\frac{8}{3}x+1$ کامل کردد۔ x را 3 فرض کنیم مجذورش 9 پس $\frac{16}{9}x^2=16$ و $\frac{8x}{3}=8$ پس $16+8+1=25$ یا $16-8=8+1=9$ ہر دو مجذور کامل ست۔ ہمچنان $\frac{x^2}{2}\pm\frac{2x}{3}$ اینجا عدت مجذور $\frac{1}{2}$ چہار چندش $\frac{4}{2}$ پس $\frac{1}{2}\times\frac{4}{2}=\frac{4}{4}=1$ و $\frac{4}{2}\times\frac{2}{3}=\frac{8}{6}=\frac{4}{3}$ وعدت جذر $\frac{2}{3}$ را مجذور $\frac{4}{9}$ پس یک x مجذور $\frac{x^2}{2}+\frac{4x}{3}+\frac{4}{9}$ مجذور کامل ست۔ x را 6 گیریم و مجذورش 36 و $\frac{4x}{3}=8$ مجموع $44+\frac{4}{9}$ تجنیش $\frac{400}{9}$ مجذور کامل بود جذرش $\frac{20}{3}$ واگر منفی گیریم پس $36-8=28+\frac{4}{9}$ مجنس او $\frac{256}{9}$ جذرش $\frac{16}{3}$ وقس علیہ۔ وقاعدہ جذر دریں قاعدہ آنست کہ ہرچہ عدت مجذور بعد ضرب در چہار چند عدت سابقہ شدہ است جذر این عدت جذر کنند یا عدت سابقہ جذر مثبت یا منفی آمیزند مثلاً در مثال اول مجذور کامل $4x^2+4x+1$ بود جذرش $2x+1$ بود وقس علیہ۔

اقول: واز نتائج نفیسہ این قاعدہ استنباط نمودہ ہم کہ ہر عدد را خواہی بہر گونہ خواہی دو پارہ کنی پس مجموع عدد را در چہار چند یک پارہ زدہ مجذور پارہ دوم فزائی مجذور کامل شود مثلاً 3 را دو پارہ کنیم 1 و 2 پس 4 مثل یک زدیم 12 شد و مجذور 2 کہ 4 ست فزودیم 16 شد یا در 4 مثل 2 کہ 8 باشد زدیم 24 شد مجذور یک فزودیم 25 شد یا 3 را چنان دو پارہ نمایم $\frac{1}{2}$ و $\frac{5}{2}$ پس 3 را در 4 مثل اول کہ $\frac{4}{2}$ باشد زدیم $\frac{12}{2}$ شد و مجذور دوم $\frac{25}{4}$ فزودیم $\frac{49}{4}$ ست کہ مجذور کامل ست جذرش $\frac{7}{2}$ یا در 4 مثل دوم $\frac{20}{2}$ زدیم $\frac{60}{2}$ شد و مجذور اول $\frac{1}{4}$ فزودیم $\frac{121}{4}$ شد جذرش $\frac{11}{2}$ وقس علیہ وہکذا واز اینجا توان دانست کہ باین عمل ہر عدد را بر وجوہ غیر متناہیہ مجذور کامل توان ساخت زیرا کہ تقسیمات ہر عدد لا تقف عنہ کمالا یخفی الے احد۔

فائدہ

اقول: چون مربع را سر مجذور کنند و مربع دیگر با او باز و ضعف مسطح جذرین ہر دو مربع را مثبت خواہ منفی دارند مربع کامل شود و جذرش آنکہ جذر سر مجذور را سر جذر کنند و جذر مربع دیگر با او مثبت یا منفی مثلاً $4x^2\pm12x+9$ مجذور کامل ست و جذرش $2x\pm3$ پس x کہ 2 باشد در مثبت معادل 49 بود و جذر 7 و در منفی معادل یک باشد و جذر یک و x اگر 10 باشد معادل 529 و جذر 23 یا 289 و جذر، ہمچنان $9x^2\pm12x+4$ جذر $3x\pm2$ و $16x^2\pm4x+25$ جذر $4x\pm5$ و $25x^2\pm40x+16$ جذر $5x\pm4$ وقس علیہ واز افراد ہمین قاعدہ ست قاعدہ اولے $x^2\pm6x+9$ زیرا کہ سر مجذور یک ست کہ مربع ست و جذرش یک را در جذر 9 مسطح ہمان جذر 9 و ضعفش 6 بر جذر ست واضح۔

فائدہ ۴۷

از اجزائے ضربی ہر عددی چون یکے را مربع و دوم را ربع مربع بآن عدد آمیزند مجذور کامل شود مثلاً 60 را اجزائے ضربی 10 و 6 پس $100+9+60=169$ جذرش 13 یا $25+36+60=121$ جذرش 11 وکذلک 20 و $3 \therefore 400+9+60=169$ یا $400+\frac{9}{4}+60=460+\frac{9}{4}$ مجنسہ $\frac{1849}{4}$ جذرش $\frac{43}{2}$ وکذلک 15 و 4 پس $225+4+60=289$ جذرش 17 یا $16+60+\frac{225}{4}$ مجنسہ $\frac{529}{4}$ جذرش $\frac{23}{2}$ وکذلک 12 و 5 پس $25+36+60=121$ یا $144+60+\frac{25}{4}$ مجنسہ $\frac{841}{4}$ جذرش $\frac{29}{2}$ وکذلک 30 و 2 پس $900+1+60=961$ جذرش 31 یا $225+4+60=289$ وکذلک او 60 پس $900+1+60=961$ یا $3600+60+\frac{1}{4}=3660+\frac{1}{4}$ مجنسہ $\frac{14641}{4}$ جذرش $\frac{121}{2}$ این فائدہ نیز جذر خود و بر ور دم باز ور بعض کتب ایمائے بآن دیدم۔

فائدہ ۴۸

اقول: ہر عددی کہ از وی یکے کاستہ ربع مربع باقی را کل عدد آمیزند مجذور کامل شود مثلاً $11-1=10$ ربع مربعش $11+25=36$ ہمچنان $2-1=1$ ربع مربع $\frac{1}{4}+2$ جذرش $\frac{3}{2}$ بلکہ $1-1=0$ مربعش نیز صفر و ربعش نیز صفر پس $1+0=1$ بلکہ $0-1=-1$ ربع مربعش $\frac{1}{4}$ $0+\frac{1}{4}=\frac{1}{4}$ جذرش $\frac{1}{2}$۔

فائدہ ۴۹

چون در مجموع مجذورین دو مثل مسطح جذرین آمیزند مجذور کامل شود و جذرش برابر مجموع جذرین بود مثلاً 3 و 4 را مجموع مجذورین 25 و مسطح 12 پس $25+24=49$ جذرش 7 کہ برابر $3+4$ ست۔

فائدہ

اقول: چون تفاضل عددین را ربع مربع در مسطح عددین جمع کنند مجذور کامل شود مثلاً 3 و 5 تفاضل دو و مسطح 15 ربع مربع تفاضل یک بہر 15 فزودیم 16 باشد کہ مربع کامل ست و جذر او بین العددین تبفاضل متحد افتد یعنی ہر چند از عدد اصغر اکبر بود ہمانقدر از اکبر اصغر باشد چنانکہ اینجا جذر 4 ست کہ با 3 و 5 مربع تفاضل بہ یک دارد و کذلک 2 و 5 مسطح 10 تفاضل 3 را ربع مربع $2\frac{1}{4}$ $10+2\frac{1}{4}=12\frac{1}{4}=\frac{49}{4}$ کہ جذور کامل ست جذرش $\frac{7}{2}$ یعنی $3\frac{1}{2}$ کہ از دو بقدر یک و نیم واحد ست و از 5 ہمینقدر کم۔

فائدہ

اقول: چون خارج قسمت و حاصل ضرب عددین را باہم زنند مجذور کامل شود و جذرش نفس احد العددین باشد مثلاً 4 و 2 را مسطح 8 و خارج قسمت 2 شد کہ مجذور 4 مسطح آنہا کہ مجذور 4 16 و 3 و 5 را مسطح 15 خارج قسمت $\frac{5}{3}$ حاصل ضرب $\frac{75}{3}$ یعنی 25 کہ مجذور 5 ست ما در مثال اول مسطح 5 و خارج قسمت $\frac{2}{4}$ یعنی $\frac{1}{2}$ حاصل ضرب $\frac{8}{2}$ یعنی 4 کہ مربع 2 و در دوم مسطح 15 خارج قسمت $\frac{3}{5}$ حاصل ضرب $\frac{45}{5}$ یعنی 9 کہ مجذور 3 ست و از اینجا دانستی کہ اگر در اخذ خارج قسمت عدد اکبر را بر اصغر بخشند جذر مساوی اکبر باشد۔ و اگر اصغر را بخشند مساوی اصغر بالجملہ آنچہ مقسوم بود ہمان جذر آید۔

فائدہ

اقول: چون ربع مربع حاصل جمع عددین را با حاصل ضرب عددین تفاضل گیرند مجذور کامل ماند جذرش نصف تفاضل عددین بود۔ مثلاً 2 و 3 را حاصل جمع 5 مربعش 25 ربعش $\frac{25}{4}$ و 2 و 3 را مسطح 6 تفاضل $\frac{1}{4}$ کہ مجذور کامل ست جذرش $\frac{1}{2}$ کہ نصف تفاضل 2 و 3 ست و ہمچنان 3 و 5 را حاصل جمع 18 ربع مربعش 81 مسطح 45 تفاضل 36 کہ مجذور کامل ست جذرش 6 کہ نصف تفاضل 3 و 5 ست۔

فائدہ ۵۰

چون از مجموع مجذورین دو مثل مسطح جذرین کاہند مجذور کامل ماند و جذرش برابر تفاضل جذرین بود مثلاً در مثال مذکور $25-24=1$ جذرش اکہ تفاضل 3 و 4 ست۔

در فوائد زوائد برین قدر اختصار ورزدیم و زیادت را بر رسالۂ فقیر کہ در مربعات نوشتہ ام رجوع باید کرد کہ انجا فوائد غریرہ خطیرہ است کہ بتوفیقہ سبحنہ و تعالی محض بفکر خود املا کردہ ام۔

والحمد للہ اولا و اخرا والصلوۃ والسلام باطنا و ظاہرا علی نبینا و الہ و اصحابہ اجمعین ابد الابدین۔ آمین

ولنورا ے ماکنافیہ من بیان اللوغارثم

فصل در استخراج لوگارثم عدد وعدد لوگارثم از جدول

ہر عدد را کہ لوگارثم بر آوردن خواہند اولاً تنقیحیش کنند و آن چنان ست کہ اگر عدد تنہا صحاح باشد ہر چہ اصفار در یمین دارد ساقط الاعتبار دانند مثلاً 2 و 20 و 200 و 2000000 ہمہ را 2 گیرند کہ اعشاریہ لوگارثم در ہمہ ہا یکے باشد فرق در عدد صحیح لوگارثم بود اعنی 0.3010300 و 1.3010300 و 2.3010300 و 5.30010300 وقس علیہ واگر تنہا اعشاریہ بود ہمزہ و ہر چہ اصفار یمین جملہ اعداد یا یسیار جملہ اعداد بود ہمہ افگنند تنہا اعداد مع اصفار واقعہ فی خلال الاعداد ملحوظ دارند مثلاً 2ء و 2000ء و 02ء و 0000002ء ہمہ را اعشاریہ لوگارثم ہمان باشد و فرق در صحیح اعنی 1 در اولین 2 و 7 در آخرین و 00302000ء را تنقیح 302 باشد و لوگارثم 3.4800069 نہ اصفار یمین عدد صحیح قبل ہمزہ و نہ اصفار یسیار اعشاریہ بعد ہمزہ مثلاً 500.020300 را تنقیح 5000203 لوگارثم 2.6989876 نہ 5203 لو 2.7162538 نہ 500203 ولو 2.6981463 و نہ 50203 ولو 3.7007297 چون برین وجہ اعداد منقح شود مراتب آنہا بگزند و اینجا چند صور باشد

(۱) اگر مراتب بیش از سہ ۳ نباشد چنانکہ در جملہ امثلہ کہ حالا بالا گزگزشت جز مثال اخیر کہ ہفت مرتبہ دارد این جملہ اعداد مع لوگارثم آنہا از آغاز صفحہ 5 مثبت ست ہر لوگارثم بر یمین عددش۔

(۲) اگر چار مرتبہ دارد از ص۶ تا آخر ص۱۸۵ یابند عدد یہ یسار صفحہ در جدول جداگانہ ولوگارثمش بر یمین او متصل بہ او زیر علامت صفر۔

(۳) اگر پنج مرتبہ باشد چار مرتبہ از ہمان جدول یسیار صفحہ گیرند وہندسہ پنجم کہ در آحاد ست از صفحہ یک تانہ از بالای جدول و بملتقائی ہر دو ہر چہ یابند لوگارثم مطلوب بود یعنی از تحت آن عدد پنجم چار ہندسہ اولین اعشارئیہ لوگارثم بہ گیرند واز یمین چار عدد اول در خانئہ محاذی صفر سہ ہندسہ آخرین مثلاً 53226 را لوگارثم جوئیم 5322 بر صفحہ 92 یافتیم و بازایش سہ ہندسہ آخرین در خانئہ محاذی صفر 726 و درین سطر بازائی 6 کہ ہندسہ پنجم ست 1238 پس اعشارئیہ لوگارثم 0.7261238 شد۔ و عدد صحیحش 4 وقس علیہ۔ **تنبیہ** از انجا کہ سہ ہندسہ آخرین از اعشاریہ لوگارثم در بسیاری از اعداد مشترک میماند بعد جدول عدد زیر خانہ صفر سہ عدد نوشتہ بقئیہچار را تبدیل می کنند و تاسہ دیگر نیاید ہمان ثلثہ سابقہ در جملہ ملحوظ میماند چون یکے از ان سہ تبدیل یافت باز زیر خانہ صفر بازای سطری سہ عدد دیگر می نویسد از ین باز این سہ معتبر ماند تا آنکہ تبدیل یابد وہکذا۔

فامابسا باشد کہ اعداد ثلثہ از خلال سطری متبدل شود انجا اعداد متبدلہ را بازای سطر آتی می نویسد و در سطر حاضر از موضوع تبدیل خطے عرضی فوق اعداد موضوعہ فی خلال لسطر می نہد اینجا از اول موضع خط بجائے ثلثئہ سابقہ ثلثئہ آتیہ ملحوظ باشد مثلاً 7.8163 را لوگارثم خواستیم بازائ 7816 در ص۱۴۲ سہ ہندسیہ آخرین 892 یافتیم و بازای 3 کہ عدد پنجم ست 0012 فامابر خط عرض دیدیم معلوم شد کہ بعد این چہار سہ ہندسہ آخرین 892 نیست بلکہ 893 کہ بازای سطر ثانی مکتوب ست ولوگارثم 0.8930012 ہمچنان 89.338 را لوحسبتیم بر ص۱۶۴ بملتقائی 8933 و ہندسہ پنجم کہ در مرتبہ آحاد 8 ست 362. یافتیم و بالایش خط عرضی پس سہ ہندسہ آخرین از سطر آئیندہ 951 ضم کردیم لوگارثم 1.9510362 شد نہ 1.9500362 وقس علیہ۔[1]

(۴) اگر شش مرتبہ دارد بازای پنج مرتبہ ہمچنان بر دارند و مرتبہ ششم را از حصص متناسبہ کہ بر یمین صفحات نگاشتہ است بگیرند و در ماخوذ اول جمع کنند کہ لوگارثم مطلوب باشد بیانش آنست کہ صفر تانہ کہ بالائ تفاضل یک یک در ہندسئہ پنجم اصل اعداد ست و ہندسئہ ششم اعشاریہ این یک ست پس تا ہندسئہ پنجم بہ یک کامل متبدل نشود تفاضل لوگارثم بر تبدیلات ہندسئہ ششم کم از ششم کم از تفاضل دو لوگارثم مکتوب متوالی ماند پس از ص۶ تا آخر تفاضلات ہر دو لوگارثم متوالی را در یمین صفحہ بالا نوشتہ زیر آن حصص متناسبہ اش از یک تا 9 بر از ہندسہ ششم لگارش ست پس چون

---

[1] پس از یک تا یک لک جملہ اعداد مع لوگارثمات در جدول بالفصل موجود ست

بازای ہندسہ سادسہ ازین حصص حصہ برداشتہ در لوگارثم مکتوب جمع کنند لوگارثم مطلوب شود مثلاً 418285 لوگارثم جیتیم بازائ 41828 حسب صورت مذکورہ سوم 62146.1 یافتیم ہندسہ ششم 5 بود و در یمین صفحہ زیر 104 کہ تفاضل این لوگارثم مکتوب و لوگارثم متوالی اوست۔ 52 یافتیم جمعکردیم 6.14723 شد۔ پس لوگارثم مطلوب 5.6214723 بر آمد۔ ہمچنان 12.2173 رالوگارثم خواستیم بازائ پنج ہندسہ اعنی 0.869646 دیدیم و لوگارثم متوالی را با این لو تفاضل 355 بازای 3 حصہ 107 جمع کردیم و لو مطلوب 1.0869753 شد۔ در ہدایت تفاضلات بزودی تغیر می یافت و کنارہ صفحہ جمیع آنہارابر نمی تافت لہذا بعض جابر ذکر اختصار کردہ ست چون ازین ممر نفس تفاضل بر یمین نیابند یتفاضل ترکار کنند کہ آنہمہ تفاوت نمیکند مثلاً در ہمین قر 122.133 رالوگارثم خواستیم بازائ پنج ہندسہ 0867868 یافتیم و لوگارثم آئیندہ را باین لوگارثم تفاضل 356 دیدیم و این تفاضل بر یمین مکتوب نیست قریب ترین او ہمان 355 از زیر او بازائ ہندسہ ششم کہ 3 ست ہمان 107 برداشتہ جمعکردیم و لو مطلوب 2.867975 شد وقس علیہ۔

(۵) اگر ہفت مرتبہ دارد بازائ پنج ہندسہ بدستور برداشتہ و بازائ ششم از حصص گرفتہ بتوازی مراتب زیر او نویسند چنانکہ در صورت چہارم بود و بازا ہفتم نیز ازان حصص گرفتہ زیرش نویسد اما یک مرتبہ فروتر داشتہ یعنی مئات زیر عشرات و عشرات زیر آحاد آحاد محاذی خلاو ہر سہ جمعکنند کہ لوگارثم مطلوب باشد مثلا برای 1221737 ء بازا یچون مطلوب تاہفت مرتبہ است و عدد ششم کم از نصف نیست رفع کردیم و لوگارثم مطلوب 1.0869778 شد۔

طریقہ جامعہ ایکہ در صورت 4 و 5 گفتہ ایم طرق تیسیر ست واگر تدقیق جوئیند بازائ پنج ہندسہ لوگارثم برداشتہ بالوگارثم آتی تفاضل گرفتہ ہندسئہ ششم تنہا یا ہفتم ہرچہ باشد۔ اور اعشاریہ فرض کردہ در تفاضل زدہ موضع ہمزہ در حاصل ضرب دانستہ ہرچہ صحیح آید بلحاظ رفع و اسقاط برداشتہ بالوگارثم مکتوب جمعکنند کہ از طریق سابق ادق و احسن باشد مثلا در مثال مذکور لو مکتوب 0869646 و تفاضل 355 و ہندسہ ششم 3 پس چون اعشاریہ 5 بود رفع کردیم و 107 شد مثل ماتقدم و در و عدد ہفت مرتبہ دو ہندسہ باقیہ 37 پس چون اعشاریہ کم از نصف بود افگندیم و 131 جمع کردیم 1.0869777 شد بتفاوت یک در مرتبہ ہفتم[1] باز ص۱۸۶ تا ص۲۰۱ از دہ ہزار 10000 تا 10800 تجدید عمل از سر نو گرفتہ است و اینجا پنج ہندسہ آخرین عدد مطلوب اللوغارثم پر یسار صفحہ می نویسد و ہندسہ ششم از صفر تا 9 بالائی جدول و ہفتم و ششم از یمین صفحہ بحصص متناسیہ خواہ بطریق جامعہ می گیرند پس عدد مکتوبات تا یک لک ہشت ہزار و مس تخریجات تا یک کرور و ہشت لک و نصد و نو دو نہ رسید مثلا 10345678 رالوگارثم حسبتیم بر ص ۱۹۲ بازائ 103456 لو 01475568 یافتیم یعنی بر نسق اعداد در لوگارثمات نیز یک مرتبہ فزودہ تا ہشت[2] نوشتہ است و تفاضلش بالوگارثم آئندہ 420 پس بر یمین صفحہ زیر 420 بازائ 7 = 8,294 را = 336 نوشتہ است جمع کردیم۔ مطلوب تا ہشت مرتبہ بود در فعکردیم و لوگارثم 7.01475896 شد یا بطریق جامع و برفع مطابق عمل اول پس عددیکہ از اپنج مرتبہ فزون دارد و سہ ہندسہ آخرینش از 100 تا 108 باشد لوگارثمش ازینجدول آخرین برداشتن ادق و اقرب بتحقیق بود۔

0869646 = 12217
107 = 3
249 = 7
08697779

355
0.37
2485
1065
11.35
0.3
106.5

تنبیہ متناسب تفاضل در لوگارثمات بیش از دو مرتبہ نماید پس عددی کہ 9 مرتبہ منقحہ دارد و لوگارثم صحیحش ازین جدول نتوان یافت و کذالک ہشت مرتبہ را نیز اگر سہ ہندسہ آخرینش بیش از 108 باشد۔ و این تقصیر خلل در مقصود کبیر نیارد زیرا کہ

---

[1] **فائدہ:** بائین ذرائع لوغارثمات تا 9999999 بلکہ تا یک کرور رسید لک مکتوب بالفصل و 99 لک ماخوذ از حصص متناسیہ با عمل اربعہ متناسیہ

[2] در آغاز دریک عشریہ تفاضل 413927 بود زیرا کہ لوگارثم 0.0000000 = 1.0 و لوگارثم 0.0413927 = 1.1 و بر دا ہزار ہمیں 43 تفاضل ماندہ است، ہمچنان و اگر بالا روند و لوگارثم ہمین تا ہفت مرتبہ اعشاریہ گیرند دقتی رسد کہ تفاضل منفی شود آنہا عدد دہ ہزار لوگارثم را تا ہشت مرتبہ گرفتہ کہ تفاضل کہ از 43 تا 40 بود از 435 تا 432 آمد است۔ ۱۲ منہ

420
× 0.78
3360
294 × ×
327 .60

نفع لو گارثم در حساب متعارف آنہمہ نیست عظیمش ودر اعمال ستینیہ است کہ ضرب و تقسیمی کہ انجا در نیم ساعت انجامد بہ لو گارثم و در دوسہ وقیقہ می توان کرد و انجاحاجت بزیادت ہر ہفت مرتبہ یفتد کما ستوف انشاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ

کسر عام تنہا یا مع صحاح را توانیم باعشاریہ برد چانکہ در قواعد تحویل کسور ثلثۂ عام اعشری و ستینی یکے بدلگارثمش بیان کنیم اللہ تعالیٰ و آنگا استخراج لو گارثمش بر طبق ضوابط مذکورہ مخفی نیست فاما۔

اقول: ادق و اعتن آنست کہ اورا ہمچنان داشتہ لو گارثم گیرند زیرا کہ تحویل بہ اعشاریہ بسا جذ تخمینن نتوان بود ماخوز نیز خالی ازان نبود پس تخمینن بالائی تخمینن گرد آید لہذا باید کہ اگر تنہا کسر عام ست (چنانکہ حقیقۃً کسر محض ہمان ست ورنہ صحیح یا صحیح مع الکسر بود مثل $\frac{2}{5}$ و $\frac{2}{5}$ کہ اول $\frac{2}{5}$ بود و دوم $\frac{2}{5}$ بر بسیار ھمزہ پس) بحسب مقام اعداد منفیہ $\bar{1}$ یا $\bar{2}$ وغیرہ نہند مثلاً برائی لو $\frac{1}{2}$ لو 2 را از لو واحد کہ اصغر ست کاستیم $\bar{1}.6989700$ شد کہ لو 0.5 ست و برائی $\frac{2}{5}$ لو 5 را از لو 2 کاستیم $\bar{1}.6020600$ شد۔ کہ 0.4 یعنی $\frac{2}{5}$ ست و برائی $\frac{1}{3}$ بطریق مایتفریق لو 3 از صفر میان باشد۔ $\bar{1}.5228787$ واگر این عام را بہ اعشاریہ برائی 0.3 واگر شود و بہفت مرتبہ بردن لو $\bar{1}.5228769$ باشد یکمی 18 فلہذا گفتہ ایم کہ این کہ این طریق دقیق و صتین ترست۔

0.1475568
328 +
0.1475896

اقول: و ضابطۂ ادراک عدد صحیح منفی درین لو گارثمہا آن ست کہ عاد باضافۂ بر چند اصفار در مقدار برابر مابیشتر از نسب نما شود بشمار اصفار عدد منفی مثلاً: امثلۂ مذکور باضافۂ یک صفر زاید میشود منفی $\bar{1}$ شد و $\frac{1}{2}$ را $\bar{2}$ و $\frac{1}{100}$، $\frac{1}{200}$ را $\bar{3}$ وعلے ہذا القیاس۔ واگر کسر مع الصحیح باشد صحیح را باید با کسور مجنس کرد اعنی در نسب نما زدہ بر عاد جدید افزودہ بہ نسب نما نسبت کنند پس لو نسب نما را از لو این بر کاہند حاصل اعشاریہ لو مطلوب باشد عدد صحیحش محضر بلحاظ عدد صحیح اصل معین کنند بے نظر بکسور کما ہو المعہود والمشہور مثلاً $6\frac{1}{3}$ را تجنیش $\frac{19}{3}$ پس لو $3 = 0.4771213$ مفروق از لو 3 از لو 19 شدہ است اگر لو 3 درو جمع کنند لو 19 شود چنانکہ $3 \times 6\frac{1}{3} = 19$۔

تمرین

اعداد مطلوبۃ اللوغارثم			جمل مطلوبۃ اللوغارثمات بے تصرف در جملہ	
	اعداد	جواب	جملہ	جواب
(1)	0.0001234567		(1) $5.13 + 0.10000745$ $9000000000\ 00 \times 0.0000549$ $10 \times \frac{1.543}{790} \div$	
(2)	0.0566578900			
(3)	0.0001000100 0			
(4)	0.9600045000			
(5)	76543210000			
(6)	10799999			
(7)	1000000000 000		(2) $0.0000008 \times \sqrt{99000}$ $-\sqrt{\frac{7.43}{9.0044}} + \sqrt{\frac{45}{9.7}} \div$ $\frac{3}{53.004517}$	
(8)	$\frac{45647}{27997802}$			
(9)	$\frac{3097654000}{1.0009745}$			
(10)	$\frac{0.000002345678}{2345678}$			

''تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق' پیغامات و تبصرات کی روشنی میں

ڈاکٹر سلیم اللہ جندران (منڈی بہاؤالدین، پاکستان)

جنوری ۲۰۰۹ء میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی نظریات پر تحقیق کے حوالہ سے سلیم اللہ جندران کی کاوش بعنوان ''تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق'' شائع کی تھی۔ اس پر سب سے پہلے محترم جناب ڈاکٹر محمد ارشاد (حال ایسوسی ایٹ پروفیسر یونیورسٹی آف ایجوکیشن لوئر مال کیمپس، لاہور) نے نہایت مفصل اور فکر انگیز ''تبصرہ در تبصرہ'' کے عنوان کے تحت اپنا مضمون رقم کیا جو کہ ماہنامہ ''معارفِ رضا'' اپریل ۲۰۱۰ء میں صفحات ۳۲ تا ۳۵ پر شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد پروفیسر دلاور خاں صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، ملیر، کراچی نے ''تبصرہ در تبصرہ: تعلیمی افکار رضا پر تحقیق'' کے موضوع سے اپنا تاثراتی، تجزیاتی، مشاہداتی مضمون قلمبند کیا جو کہ ''معارفِ رضا'' ماہنامہ جون ۲۰۱۰ء کے صفحات ۵۴ تا ۵۶ کی زینت بن چکا ہے۔ ان دو مفصل، جامع مضامین کے بعد متعدد دیگر تبصرے، پیغامات، تاثرات بھی تعلیمی منظر پر آچکے ہیں جنہیں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۱)

ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب، قائداعظم کیمپس لاہور

تاریخ: یکم فروری ۲۰۰۸ء

پیغام

عزیزی سلیم اللہ جندران خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس کی دورِ حاضر میں اشد ضرورت تھی مغربی افکار کے غلبہ نے ملّتِ اسلامیہ کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے مشاہیر کے افکارِ عالیہ پر غور و فکر کر کے اپنے لیے موزوں لائحہ عمل کا انتخاب کر سکیں۔ اس کتاب میں فاضل مصنّف نے اپنے اکابر و اسلاف کی تعلیمی تحقیقات اور تصنیفات کو مستقبل کی نسل تک پہنچانے کی مؤثر سعی و کاوش کی ہے۔ میری نظر میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر اہلِ علم کے ہاتھوں میں پہنچے تاکہ فکری نقد و تبصرہ کی راہیں کھلیں اور ذہنوں کو جِلا نصیب ہو! آمین

ڈاکٹر محمد سعید شاہد

چیئرمین شعبہ ایلیمنٹری ایجوکیشن

ادارۂ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب، لاہور

(۲)

روزنامہ اوصاف، لاہور

اتوار ۴/ اکتوبر ۲۰۰۹ء

ادبیات

ادبی خبرنامہ

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق طالب علموں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق ایک ایسی کتاب ہے جس میں مصنف سلیم اللہ جندران نے بڑی عرق ریزی کی ہے، اس کتاب میں مکمل معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی گزشتہ کئی سالوں سے امام احمد رضا کی دینی، ادبی اور سائنسی تصنیفات اور تالیف کو شائع کر کے طالب علموں کے لیے آسانیاں پیدا کر رہا ہے۔ سلیم اللہ جندران نے تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق کے عنوان سے ایک کتاب میں بھرپور کوشش کی کہ پڑھنے والوں کو معلومات فراہم کی جا سکیں۔ قوموں کی خوشحالی کا راز تعلیم میں مضمر ہے اور موزوں تعلیم کسی بھی معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں اُمّتِ مسلمہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ امام احمد رضا خاں کے افکار پر اگر عمل کیا جائے تو تعلیمی ترقی کی منزل قریب ہو جاتی ہے۔ بہر حال سلیم اللہ جندران نے اس تحقیقی مقالے پر بہت محنت کی ہے جو صاف دکھائی دیتی ہے۔ یہ کتاب طالب علموں کے لیے ایک معلوماتی ذخیرہ ہے جس کو پڑھنے سے اُن کی فکر اور اندازِ فکر میں تبدیلی ہو گی۔

(۳)

روزنامہ نوائے وقت، لاہور

جمعرات، ۸/ اکتوبر ۲۰۰۹ء

بک شیلف

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق/ مصنف: سلیم اللہ جندران

تعلیم اور صحت کسی بھی قوم کی نشوونما کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام احمد رضا خاں نے ایک مسلم مفکرِ تعلیم کی حیثیت سے امّتِ مسلمہ کی تعلیمی پسماندگی کے ازالہ کے لیے گراں مایہ نظریات پیش کیے ہیں۔ ان کے تعلیمی افکار عالمی افادیت کے حامل ہیں۔ سرکاری و نجی جامعات اور کلیات میں تعلیمی فکرِ رضا پر متعدد مقالات رقم کیے جاچکے ہیں۔ تعلیمی افکارِ رضا کے حوالہ سے متعدد جرائد و رسائل میں بھی مضامین شائع ہوچکے ہیں۔ سلیم اللہ جندران نے ''تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق'' کے عنوان سے اس سمت ہونے والے تحقیقی کام کو اب ایک موضوعاتی و مکاناتی اشاریہ (Subject & Site Index) کے تحت نہایت مربوط انداز میں پیش کردیا ہے۔ تعلیمی افکارِ رضا پر ایڈوانسڈ ریسرچ سٹڈی کے لیے پی ایچ ڈی سکالر سلیم اللہ جندران کی یہ تصنیف و تحقیق ایک ریفرنس بک کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں امام احمد رضا کی پیش کردہ اسلامی تعلیمی فکر سے متعلقہ بنیادی و ثانوی ماخذوں کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ ان ماخذوں سے راہنمائی حاصل کرکے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عین روح کے مطابق مطلوبہ اسلامی نظامِ تعلیم کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ مستقبل کے محققین اور پالیسی ساز ادارے اگر ان ماخذوں سے استفادہ کرکے قومی تعلیمی پالیسی تیار کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے لیے تہذیبی، ثقافتی اور عصری تقاضوں کے پیش نظر مؤثر و مددگار ثابت ہوگی۔ ۱۷۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، ۲۵ جاپان مینشن، ریگل چوک، کراچی سے ۱۵۰ روپے میں دستیاب ہے۔ فون نمبر: 021-32725150۔

(۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

''تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق'' محبت و عقیدت سے بھرپور تحفہ جناب سلیم اللہ جندران صاحب کی طرف سے وصول ہوا۔ سلیم اللہ جندران ماہرِ تعلیم، شاعر اور ہجویری رحمۃ اللہ علیہ شناس شخصیت ہیں۔ رضا رحمۃ اللہ علیہ و رضویات شناس ان کا خاصہ ہے۔ ''تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق'' ان کی محنت و عقیدت سے بھرپور گوہر نامہ ہے جس سے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمی فکر کا بابِ روشن اربابِ علم و دانش اور محققین کے سامنے ہوتا ہے کیونکہ یہ کتاب کتابیات احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا اہم موضوعاتی جزو ہے۔ آخر میں بطور ضمیمہ مصنّف کی مطبوعہ، غیر مطبوعہ کتب، مقالاتِ مجلّات و رسایل اور اعزازات و اسناد کی فہارس ان کی روشن فکر اور نظری وسعت کی آئینہ دار ہیں۔ مصنّف کی مزید فکری جِلا، صحت و تندرستی اور رفیع درجات کے لیے دعاگو ہوں (امین)۔

مجاہد علی
لیکچرار شعبہ فارسی
گورنمنٹ کالج منڈی بہاء الدین

(۵)

پندرہ روزہ تعلیمی جائزہ، لاہور

جلد 3، شمارہ 12، یکم تا 15/ اپریل 2010ء

گلدستہ علم و ادب

تبصرہ نگار: فقیہہ عباس

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق/ سلیم اللہ جندران/ صفحات ۱۷۳/ قیمت ۱۵۰ روپے/ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی، پاکستان

زیرِ تبصرہ کتاب میں مصنّف نے ایسے اہم موضوع کو بنیاد بنایا ہے جو موجودہ دور میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ مغربی مفکرین کے نظریات و خیالات نے ہر چیز پر اپنے اثرات مرتب کیے ہیں۔ امام احمد رضا خاں جیسے جید مفکر کے نظریات کی ترویج سے ہم اپنے نظامِ تعلیم کو بہتر بناسکتے ہیں۔ جدید دور میں حصولِ علم کا مقصد صرف ملازمت کا حصول رہ گیا ہے۔ امام احمد رضا خاں کے بقول ''حصولِ علم کا بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے۔ آپ افادیت پر مبنی نصاب کے حق میں ہیں آپ تدریسی عمل میں وقار، سکون اور خوشگوار ماحول کے متقاضی ہیں۔ اس کتاب کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ اس میں ۱۹۸۰ء سے لے کر ۲۰۰۷ء تک امام احمد رضا خاں کے تعلیمی افکار پر جتنی تحقیق کی گئی ہے اس کا جائزہ شامل کیا گیا ہے۔ امام

احمد رضا کے تعلیمی افکار فروغ تعلیم اور ترقی تعلیم کے لیے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر "کوالٹی ایجوکیشن کا حصول" آج کل اہم تعلیمی ایشو ہے امام احمد رضا کے تعلیمی افکار میں جدید دور کے تعلیمی مسائل کے حل کا لائحہ عمل بھی موجود ہے۔ مختصراً یہ کتاب تعلیمی نظام کی خرابیوں کو دور کرنے کے حوالے سے بہت مفید ہے۔ ہر ماہر تعلیم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

(۶)

MOHI-UD-DIN ISLAMIC UNIVERSITY

NERIAN SHARIF AJ&K

Ref: AC/MIU/10/539
Mr. Saleem Ullah Jandran
Sr. Headmaster,
Bhua Hasan via Qadirabad,
The: Phalia
Distt: Mandi Bahauddin
Dear Mr.

I appreciate your attention to give one copy each of "تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق" and "Na'at: Need & Scope in English curriculum".

It is a commendable job to prepare an index as well abstracts of researches on Imam Ahmad Raza's (RA) thoughts on education. The need for such an endeavor has very well been established in the concerned publication. I am sure it will lead to further interest in the area.

The book on Na'ats again is a publication indicating nation's neglect to accord due status to na'at in school curricula of various levels. Love and respect for our prophet (PUH) can be developed through lessons on Ahadith and Na'at.

May Allah reward you for these efforts and give you strength to continue this job for the benefit of Muslims.

Yours sincerely,
Dr. M. Aslam Asghar(Dean)

(۷)

مقتدرہ قومی زبان

کابینہ ڈویژن، حکومتِ پاکستان، اسلام آباد

حوالہ نمبر: ط/۲۵/۱۱/الف کتب خانہ
تاریخ: مورخہ ۲۸۔جون ۲۰۱۱ء

مکرمی و محترمی (سلیم اللہ جندران صاحب)، السلام علیکم

آپ کی طرف سے عنایت کردہ حسب ذیل کتاب لائبریری میں موصول ہوگئی ہے۔ جناب صدر نشین نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور اس توقع کا اظہار فرمایا ہے کہ آپ کا یہ تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا۔

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق؛ سلیم اللہ جندران

ان شاء اللہ مقتدرہ کے کتب خانے کے توسط سے طالب علم اور اسکالرز ان کتابوں سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

محمد انور سرور، لائبریرین

(۸)

ماہنامہ نوائے اساتذہ، لاہور، فیصل آباد

اکتوبر، ۲۰۱۱ء

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق/صفحات ۱۷۶/قیمت ۱۵۰ روپے/ سالِ اشاعت: ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ/ناشر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا

مبصر: ڈاکٹر شفقت علی جنجوعہ (اسسٹنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر گورنمنٹ آف پاکستان، منسٹری آف ایجوکیشن، اسلام آباد)

تعلیم اور صحت کسی بھی قوم کی نشوونما کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام احمد رضا خان نے مسلم مفکرِ تعلیم کی حیثیت سے امتِ مسلمہ کی تعلیمی پسماندگی کے ازالہ کے لیے گراں مایہ نظریات پیش کیے ہیں۔ ان کے تعلیمی افکار نہایت افادیت کے حامل ہیں ان سے رہنمائی حاصل کرکے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عین روح کے مطابق اسلامی نظامِ تعلیم کی تشکیل کی جاسکتی ہے اور موجودہ پاکستانی نظامِ تعلیم کو جو مسائل درپیش ہیں ان کا بہتر حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں اندرون ملک اور بیرون ملک سرکاری اور پرائیویٹ جامعات میں امام احمد رضا خان کے تعلیمی افکار پر متعدد مقالات لکھے گئے ہیں اور یہ علم و روشنی کا سفر ہنوز جاری ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں اس تحقیق کو موضوعاتِ اشاریہ کے تحت مربوط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ رضویات اور تعلیم میں ایڈوانسڈ ریسرچ سٹڈی کے لیے یہ کتاب ایک ریفرنس کی حیثیت رکھتی ہے۔

تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق لکھ کر برادرم سلیم اللہ جندران نے

محققین پر بلاشبہ احسان کیا ہے۔ فاضل مصنف نے جس طرح امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ہونے والی تحقیق کو ایک جگہ سمویا ہے، یہ انہیں کا خاصا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم جناب احمد رضا نے جس طرح عشق مصطفیٰ کریم ﷺ کے جذبوں کو مہمیز لگائی، ضروری تھا کہ ایسی نابغہ روزگار ہستی پر ہونے والی تحقیق کو یکجا کرکے علم و حکمت کے متلاشیوں کے لیے سہولت فراہم کردی جاتی تاکہ وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے اس غلامِ باکمال کے افکار و نظریات سے روشنی حاصل کرتے۔ جندران صاحب نے یہ عظیم کام کر دکھایا۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میرے اندر اس احساس کو زیادہ تقویت ملی ہے کہ یہ اہم نہیں کہ کتنے لوگوں نے جناب احمد رضا بریلوی پر تحقیق کرکے پی ایچ ڈی، ایم فل یا ماسٹرز کی ڈگریاں حاصل کیں بلکہ اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ سچے جذبوں کے ساتھ جناب رسالت مآب ﷺ سے وابستگی رکھتے ہیں، ان کے عشق میں سرگرداں رہتے ہیں اور ان کی اتباع و اطاعت کو مقصد حیات بنا لیتے ہیں وہ مرتے نہیں، بلکہ امر ہو جاتے ہیں۔ یقیناً مبارک ہیں وہ لوگ جو حضور ﷺ کی محبت میں زندگیاں گزار دیتے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ افراد جو نبی کے ان غلاموں کے افکار و نظریات سے خود بھی مستفید ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی ایسے در وا کر دیتے ہیں جہاں سے وہ عشق و محبت کی مہک حاصل کرتے ہیں۔

سلیم اللہ جندران صاحب کی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قاری کے دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ رضا شناس بنے۔ میرا خیال ہے کہ زمانہ جیسے جیسے کروٹیں لے گا، ویسے ویسے احمد رضا خاں بریلوی کا عشقِ رسول ﷺ روشنی کا ایسا مینارہ بن جائے گا کہ جس سے ہر خاص و عام نورانی فیض حاصل کرے گا۔ جس طرح مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام ہر دل کی دھڑکن بن چکا ہے اسی طرح جناب احمد رضا خاں کے تعلیمی، معاشی اور معاشرتی افکار سے بھی اہلِ عالم فیض حاصل کریں گے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ سلیم اللہ جندران کے قلم میں اتنی طاقت پیدا کرے کہ اس سے غلامانِ مصطفیٰ کے کارہائے نمایاں اجاگر ہوتے رہیں۔

(۹)
تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق، ایک جائزہ

پاکستان دنیا کی دوسری مملکت ہے جو نظریہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آئی۔ سب سے پہلی نظریاتی ریاست حضور ﷺ نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل قائم فرمائی۔ دوسری نظریاتی ریاست پاکستان ہے جس کے قیام میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں یہ عظیم وطن حاصل کیا۔ اس کے حصول میں علمائے حق اہلِ سنّت و جماعت نے بھرپور کردار ادا کیا، لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ علماءِ اہلِ سنّت قیامِ پاکستان کے بعد گوشہ نشین ہوگے اور اہم اداروں میں ان لوگوں نے جگہ بنالی جو فی الحقیقت قیامِ پاکستان کے مخالف تھے۔

ایک وہ وقت تھا جب سرکاری تعلیمی اداروں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینا بھی شجرِ ممنوعہ سمجھا جاتا تھا، لیکن آہستہ آہستہ حالات بدل گئے ہیں غلط فہمیوں کے تاریک بادل چھٹ رہے ہیں حقائق طشت از بام ہو رہے ہیں۔

یہ کارنامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ انہوں نے فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پھیلی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے نہایت شائستہ انداز اختیار کرتے ہوئے تحقیقی انداز میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو متعارف کروایا۔ انہوں نے سرکاری جامعات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام اور کام کو بحسن و خوبی متعارف کروایا۔

آپ کی نگرانی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات لکھے گئے۔ ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارہ "دارالعلوم محمد یہ غوثیہ" بھیرہ شریف کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہاں کے ایک فاضل، پیرزادہ مشتاق احمد شاہ نے جامع ازھر میں پہلی بار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے "الامام احمد رضا واثرہ فی الفقہ الحنفی" کے عنوان سے ایم فل کا تحقیقی مقالہ لکھا۔ پھر علامہ ممتاز احمد السدیدی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کے حوالہ سے تحقیقی مقالہ کی تکمیل پر ایم فل کی ڈگری جامعہ ازہری سے حاصل کی۔

زیرِ نظر کتاب "تعلیمی افکارِ رضا پر تحقیق" محترم جناب سلیم اللہ جندران کی نہایت عمدہ تحقیقی کاوش ہے۔ مختلف سرکاری و غیر سرکاری

تعلیمی اداروں میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی افکار کے حوالے سے جو تحقیقی کام ہوا ہے اس کتاب میں انہوں نے اس کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ کتاب کے اداریے میں جناب جندران صاحب نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی فکر کے درج ذیل بنیادی نکات پیش کیے ہیں:

۱۔ حصولِ علم کو دولت جمع کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے کیونکہ رزق علم میں نہیں رزق تو رزاقِ مطلق کے پاس ہے۔

۲۔ سائنس اور مفید علومِ عقلیہ کی تحصیل مضائقہ نہیں، مگر اشیا کی معرفت سے زیادہ خالقِ اشیا کی معرفت ضروری ہے۔

۳۔ استاد کو صرف استاد ہی ہونا چاہیے اور امّتِ مسلمہ کی تعلیم و تربیت کا آفاقی تصور اسے ذہن نشین ہونا چاہیے۔

۴۔ اساتذہ کو تنخواہیں ان کی کارکردگی کے مطابق دی جائیں۔

اس کتاب میں ۱۹۸۰ء سے لے کر ۲۰۰۷ء تک امام احمد رضا خاں کے تعلیمی افکار کے جن زاویوں پر تحقیق کی گئی ہے اس کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تصنیف کے آخر میں عصر حاضر کے اہم تعلیمی مسائل کے حوالہ سے آپ کے تعلیمی افکار کے جن زاویوں پر تحقیق کی ضرورت ہے ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

محترم جندران صاحب کی تحقیق کے مطابق سرکاری اداروں میں سے ۱۱/ اور غیر سرکاری اداروں میں سے ۲۲/ اداروں میں فاضلِ بریلوی کے تعلیمی افکار پر تحقیقی کام ہو چکا ہے۔ کتاب کے چوتھے باب میں مصنّف نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے استفادہ کے حوالے سے مقالہ نگاران کو درپیش مشکلات کا جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے تعلیمی افکار رضا پر تحقیق سے متعلقہ حاصل شدہ تحقیقاتی مواد کی درجہ بندی اور تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ مصنف چونکہ خود بھی پی۔ ایچ۔ ڈی کے ریسرچ سکالر ہیں اس لیے انہوں نے کتاب کو جدید اصولِ تحقیق کے مطابق مرتب کیا ہے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ انٹرنیشنل کراچی، پاکستان نے نہایت آب و تاب سے اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مصنف اور ادارہ دونوں ہی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ رضویات میں دل چسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب نادر تحفے کی حیثیت رکھتی ہے۔

حافظ مختار احمد ندیم ریسرچ آفیسر مرکز معارف اولیاء،
دربار حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ گنج بخش، محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب، لاہور

(۱۰)

بنام آں سلیم خوش رقمے

گلشنِ فکرِ رضا کی آبیاری واہ واہ — کیا ہی ذوق افزا نگارش ہے تمہاری واہ واہ
ہے معارف کا خزانہ ہر سطر تحریر کی — ہر سخنور کی زباں پر ہے تمہاری واہ واہ
عارف و صاحبِ نظر سب داد دیتے ہیں تمہیں — کیا ہی تصویر اعلیٰ حضرت کی سنواری واہ واہ
گلشنِ احمد رضا سے خوشہ چینی دیکھیے — کس سلیقے سے سجائی پیاری کیاری واہ واہ
خوب کھینچا تم نے منظر، منظرِ اسلام کا — ندیاں علمِ رضا کی یاں ہیں جاری واہ واہ
تم نے یہ تحقیق سے، تحریر سے ثابت کیا — ہے رضؔا کا قولِ فیصل سب پہ بھاری واہ واہ
اعلیٰ حضرت کا مشن ہے دعوتِ علم و عمل — تم نے یہ تحقیق سے کی راہ داری واہ واہ
حضرتِ مسعودِ ملّت داعیِ فکرِ رضا — ان کا ہے طرزِ نگاری تم سے جاری واہ واہ
سَلَّمَكَ اللّٰهُ اَسْلَمَ اے سلیمِ خوش رقم — دھوم ہے شہرِ رضؔا میں کیا تمہاری واہ واہ
خُلد میں پہنچا جو تاباںؔ غیب سے آئی صدا — عاشقِ صادق رضؔا کا ہے بھکاری واہ واہ

راقم: سید وجاہت رسول تاباںؔ قادری
کراچی، ۱۷/جون ۲۰۱۲ء/
۲۶/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

نوٹ: عزیزی الکریم ڈاکٹر سلیم اللہ جندران زید علمہٗ کے "معارفِ رضا سالنامہ ۲۰۱۱ء" پر ایک جامع تبصرہ تحریر کرنے اور رضویات بالخصوص اعلیٰ حضرت کے تعلیمی افکار و نظریات پر معیاری تحقیقی نگارشات پیش کرنے پر منظوم خراجِ تحسین۔ **وجاہت**

رپورٹ

پروگرام: ڈاکٹر محمد مہربان باروی اور فاضلین شام کی ادارے آمد
رپورٹر: احمد فرقان قادری الشامی (ریسرچ اسکالر معہد الدعوہ الجامعی لبنان)

۲۸ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ بعد نماز عصر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں امام احمد رضا کے حوالے سے پی ایچ ڈی مکمل کرنے والے مکرمی ڈاکٹر مہربان باروی حفظہ اللہ سے ایک ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔اس موقع پر ملکِ شام سے پڑھ کر آنے والے کئی علماء و اسکالرز بھی تشریف لائے جن میں علامہ عمران شامی (لیکچرار شیخ زید اسلامک سینٹر) ٗعلامہ احمد رضا شامی (مدرس جامعۃ المدینہ) ٗفرقان احمد شامی (راقم الحروف) ٗ علامہ فرقان خان شامی ٗ علامہ سید خالد محمود شامی ٗعلامہ ریاض المصطفیٰ شامی اور مولانا عبد اللہ شامی صاحب (مہتمم مدرسہ رضا اکیڈمی) ٗمولانا بلال شامی صاحبان اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر صدرِ ادارہ کی نمائندگی کے لیے ان کے برادر اصغر و رکنِ ادارہ سید ریاست رسول قادری اور محمد عبید الرحمٰن صاحبان موجود تھے۔

ملاقات کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کرنے کے بعد اراکینِ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے ادارے کی تاریخ ٗ تعارف اور خدمات سامعین کے سامنے پیش کیں اور فاضلینِ شام کی دورانِ تعلیم مسلکِ اعلیٰ حضرت کے حوالے سے عرب دنیا میں خدمات کو سراہا۔اراکین نے حاضرین کو دعوت دی کہ رضویات کے حوالے سے اپنا کردار ادا کریں اور اس سلسلے میں ادارے کی طرف سے ہر ممکن مدد کا یقین دلایا۔اس موقع پر موجود اسکالرز نے اپنے تعارف اور سرگرمیوں سے اراکینِ ادارہ کو مطلع کیا اور ادارے کی خدمات کو سراہا۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر باروی صاحب کا تعارف و علمی سرگرمیاں حاضرین کے سامنے پیش کیں۔

ڈاکٹر مہربان باروی حال ہی میں جامعہ اُم درمان الاسلامیہ سوڈان سے پی ایچ ڈی کر کے تشریف لائے ہیں ان کے پی ایچ ڈی مقالہ کا عنوان تعریب وتحقیق جزء من الفتاوی الرضویة للإمام أحمد رضا خان الهندي البريلوي (۱۳۴۰ھ) تھا۔ ۸۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل یہ مقالہ (تھیسس) امّ درمان یونیورسٹی کے ڈین ڈاکٹر محمد وہبی سلیمان اور ڈاکٹر نور احمد شاہتاز ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی کی زیر نگرانی لکھا گیا اور ممتاز مع الشرف کا گریڈ حاصل کیا۔اس مقالہ کی اہمیت یوں بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ یہ مقالہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق عالم عرب میں کیے جانے والا پہلا پی ایچ ڈی مقالہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف پاکستان سے دو دفعہ درس نظامی پڑھنے کے ساتھ ساتھ محدث اعظم پاکستان قبلہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث علامہ ابو الطاہر محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو باردورہ حدیث کرنے کے بعد بارہ سال تک عرب ممالک کی مختلف مشہور انٹرنیشنل یونیورسٹیز وانسٹیٹیوٹ وغیرہ میں زیر تعلیم رہے ہیں جن میں: دار المصطفیٰ للدراسات الاسلامیہ حضرموت یمن ٗ جامعۃ صدام بغداد شریف عراق ٗ مجمع الشیخ احمد کفتارو دمشق شام ٗکلیہ الدعوۃ الاسلامیہ طرابلس لیبیا ٗ اور جامعۃ ام درمان الاسلامیہ سوڈان شامل ہیں ٗعلاوہ ازیں کئی دیگر عرب و عجم ممالک کا تعلیمی اور تبلیغی دورہ بھی کر چکے ہیں جن میں سعودیہ ٗلبنان ٗایران اور ترکی سرفہرست ہیں۔موصوف ڈاکٹر صاحب کو ۲۰۰۷ء عیسوی میں بی اے آنر میں ٹاپ کرنے کی وجہ سے کلیہ الدعوۃ الاسلامیہ (اسلامک کال کالج) لیبیا نے ڈاکٹریٹ تک اسکالر شپ دینے کا اعلان کیا مگر موصوف نے بعض وجوہات کی بناء پر معذرت کر لی ٗاور پھر جامعۃ ام درمان الاسلامیہ سوڈان میں الدبلوم العالی فی الفقہ المقارن کیا اور پھر اسی جامعہ میں ایل ایل ایم کیا اور پھر پی ایچ ڈی۔

ڈاکٹر مہربان باروی صاحب حفظہ اللہ کے عظیم کارناموں میں سے ایک کارنامہ جو کہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے

وہ آپ کی ایک عظیم الشان تالیف ہے جس میں آپ نے فتاویٰ رضویہ شریف کے باب الطہر کا ترجمہ، تحقیق اور تخریج کی ہے۔ آپ کی یہ ۴۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب "الفتاویٰ الرضویہ" کے نام سے لبنان کے مشہور و معروف طباعتی ادارے دار الکتب العلمیہ نے ۲۰۱۱ء میں دیدہ زیب غلاف اور عمدہ کاغذ کے ساتھ شائع کی ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں عرب قارئین کو شخصیتِ اعلیٰ حضرت سے متعارف کرانے کیلئے ابتدائے کتاب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔ ڈاکٹر باروی صاحب کے بارے میں ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ ہمیشہ کلاس میں پوزیشن ہولڈر اور عرب دنیا میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمات کے حوالے سے متحرک رہے ہیں اور اب معروف رفاہی ادارہ سیلانی ویلفیئر کے اسلامک ریسرچ سینٹر میں فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت کے عربی ترجمہ و تحقیق پہ بنائی جانے والی کمیٹی کی سربراہی فرمارہے ہیں۔

اس موقع پر ڈاکٹر مہربان باروی نے اپنے تاثرات میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرب دنیا میں فتاویٰ رضویہ شریف کی اہمیت اور ضرورت پر کلام کیا اور سامعین کو یہ نوید جانفزا سنائی کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کُتُب تفسیر حدیث، فقہ فتاوی، سیرت تاریخ، سوانح شخصیات، رد فرق باطلہ ضالہ، اخلاق معاشرت، دعوت تذکیر، توضیح تشریح، اسلامی تعلیمات، غرض کے ان کی تمام ہی تالیفات عرب کے علماء طلباء اور اہل نظر حضرات میں شرف قبولیت حاصل کررہی ہیں۔

ملاقات کے اختتام پر ادارے کی طرف سے ڈاکٹر محمد مہربان باروی شامی اور فاضلینِ شام کی خدمت میں کُتُب کی صورت میں تحائف پیش کئے گئے۔

***

پروگرام: پانچواں سالانہ عرسِ مبارک حضرت مسعودِ ملّت
رپورٹرز: پروفیسر دلاور خاں، محمد افضل حسین نقشبندی مسعودی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا و ادارۂ مسعودیہ، امام ربانی فاؤنڈیشن، ادارۂ مظہر الاسلام کے سرپرستِ اعلیٰ ممتاز ماہرِ تعلیم ادیب محقق دانشور شیخِ طریقت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کے پانچویں یوم وصال کے موقع پر اتوار، ۱۰؍مارچ ۲۰۱۳ء کو پی ای سی ایچ ایس کمیونٹی ہال میں منعقدہ عرس کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سجادہ نشین خانقاہِ مجددیہ مظہریہ مسعودیہ صاحبزادہ ابو السرور مولانا محمد مسرور احمد نقشبندی مجددی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسعودِ ملّت نے پوری زندگی علم و عمل کی ترویج میں بسر کی۔ انھوں نے حضرت امامِ ربانی شیخ احمد سرہندی مجددِ الفِ ثانی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ دین و ملّت الشاہ امام احمد رضا خاں محدثِ بریلی علیہ الرحمۃ کے افکار اور ملی و دینی خدمات کو عالمِ اسلام کی تمام جامعات میں روشناس کرایا۔ شیخِ طریقت حضرت پیر آغا فضل الرحمٰن مجددّی نقشبندی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تقویٰ اور پرہیز گاری میں قبلہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ مثالی نمونہ تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری رضوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسعودِ ملّت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے علوم و فنون کو عالمِ اسلام میں اجاگر کیا میں ۲۸ سال بطورِ شاگرد ان کی صحبت میں رہا میں نے انھیں بجربے کراں پایا۔ قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ نے بحیثیت شیخ کامل اپنے مریدین اور محبین کی باکمال تربیت و اصلاح کی جو کہ قابلِ صد رشک ہے۔ ممتاز مذہبی اسکالر علامہ مولانا ڈاکٹر محمد رضوان احمد نقشبندی مسعودی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر شخص اتّباعِ الٰہی اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں زندگی بسر کرے۔ علما و مشائخ کو نمود نمائش سے سخت پرہیز کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ عجز و انکساری میں حضرت مسعودِ ملّت علیہ الرحمۃ اسلاف کی یادگار تھے۔ ان کی عملی زندگی ہم سب کے لیے لائق تقلید ہے۔ علامہ پروفیسر محمد عامر بیگ مسعودی نقشبندی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرشدِ کامل کی نگاہ قلبِ سیاہ کو پُرنور بنادیتی ہے۔ آج ہمیں روحانی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ علامہ محمد شریف سعیدی (میرپور خاص) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ عالمِ اسلام کی عظیم شخصیت کا نام ہے۔ علامہ حافظ محمد راشد حسین مسعودی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بزرگانِ دین کی علمی اور ملی خدمات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کرامت سے تصنیفی خدمات کی اہمیت زیادہ ہے۔

خلیفۂ اکبر مولانا جاوید اقبال مظہری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کے محبوب بندوں کی محفل اس لیے سجائی جاتی ہے کہ ان کی یاد باقی رہے۔ اس دورِ پُر آشوب میں اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسعودِ ملّت کی ولایت کا چرچا پورے عالم میں ہے۔ ڈاکٹر سید عدنان خورشید مسعودی نقشبندی نے کہا کہ ہمیں سنّت کی برکت کا اندازہ نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم سنّت سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیقی نقشبندی (خطیب شاہی مسجد شاہ جہاں، ٹھٹھہ) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسعودِ ملت کے سادہ لباس میں جو بزرگی کا رعب تھا وہ کہیں اور نظر نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی میں ہزاروں شاگرد فروغِ علم کے لیے قوم کو فراہم کیے اور لاتعداد تصانیف تالیف کیں، جن میں ''جہانِ امام ربانی'' اور امام احمد رضا کی سیرت پر مختلف کتب قابلِ ذکر ہیں۔

عرسِ مبارک کی تقریب میں پروفیسر دلاور خاں، صاحبزادہ محمد سرور احمد، صاحبزادہ محمد سعود احمد، ملک محمد سعید احمد مسعودی (لاہور)، محمد یٰسین مسعودی، پروفیسر عبدالرحمٰن مسعودی (میرپور خاص)، محمد افضل حسین نقشبندی مسعودی، حافظ عبد الباسط صدیقی، مفتی سیف اللہ باروی، مولانا شیر محمد چشتی، قاری محمد عمران مسعودی، مولانا رفاقت رحمانی، نعت گو شاعر مولانا خالد محمود خآلد نقشبندی، حاجی معراج الدین مسعودی، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، مولانا محمود علی مسعودی، حاجی محمد اسلم مسعودی، چراغ الدین مسعودی، فرقان اسلم مسعودی، حاجی صبور احمد مظہری، سیّد منصور مسعودی، سیّد انیس مسعودی، حافظ عبید اللہ مسعودی، مولانا افسر مسعودی، حافظ زین العابدین، ندیم احمد قادری نورانی و دیگر معزّزین ماہرین علم وفن عمائدین نے ملک بھر سے شرکت کی۔ آخر میں نمازِ عشا باجماعت ادا کی گئی اور ماحاضر پیش کیا گیا؛ تمام سامعین میں مجلّہ ''المظہر'' اور کتب تقسیم کی گئیں۔

***

(صفحہ نمبر 25 سے ملحق)

مجاز مرسل کلام میں بانک پن اور لطافت پیدا کرتا ہے اور اس سے کلام میں رفعت پیدا ہو جاتی ہے اور طرزِ ادا میں ندرت۔ رضاؔ بریلوی نے مجازِ مرسل کو بڑے سلیقے سے برتا ہے۔

یاقافلتی زیدی اجلك رحمے برحسرت تشنہ لبک
مورا جیرا لرج درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

حواشی

۱۔ مختصر ترین تاریخ، ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی، ص ۱۷۔
۲۔ شعر العجم، شبلی نعمانی، ج ۱، ص ۱۴۔
۳۔ مختصر ترین تاریخ، ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی، ص ۱۷، ۱۸۔
۴۔ اُردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج ۳، ص ۶۷۵، ۶۷۶۔
۵۔ شعر العجم، شبلی نعمانی، ج ۱، ص ۱۶۔
۶۔ ہمان، ج ۱، ص ۱۹۔
۷۔ مختصر ترین تاریخ، ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی، ص ۳۹، ۴۰۔
۸۔ طوطیِ ہند امیر خسرو، ریاض جعفری، ص ۱۷۷۔
۹۔ انوارِ رضا، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص ۲۲۸۔
۱۰۔ www.wikipedia.com.pk۔
۱۱۔ ملفوظاتِ امام احمد رضا، مرتبہ: محمد مصطفیٰ رضا خاں، ص ۱۔
۱۲۔ سوانح امام احمد رضا خاں، علامہ بدر الدین، ص ۳۹۱۔
۱۳۔ المرجع السابق، ص ۶۔
۱۴۔ انوارِ رضا، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص ۵۸۵۔
۱۵۔ اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، ص ۴۵۹۔
۱۶۔ حدائق بخشش، مولانا احمد رضا خاں، ص ۲۱۔
۱۷۔ شرح حدائق بخشش، شارح، مولانا غلام حسن قادری، ص ۱۱۹ تا ۱۲۲، ۲۰، ۲۱
۱۸۔ ھمان، ص ۵۲۔
۱۹۔ اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی، ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، ص ۴۶۴، ۴۶۸، ۴۶۹
۲۰۔ ھمان، ص ۴۶۰۔
۲۱۔ ھمان، ص ۴۷۰۔

دُور و نزدیک سے

خطوط، ای میلز و پیغامات

❑ ڈاکٹر سلیم اللہ جندران، ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول دھونی کالان، منڈی بہاؤالدین

عزّت مآب صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری صاحب!

مدیر اعلیٰ ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی صحتِ مبارک روز بروز بہتر ہو رہی ہو گی۔ صدقہ حسنینِ کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا آپ کو تادیر صحت وعافیت نصیب رہے۔

اِمسال فروری میں جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں راقم کو سیرت کانفرنس کے دوران حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی نظریات پر مقالہ پیش کرنے کا موقع ملا تھا۔ اُس کا مکمل ڈرافٹ تیار کرنے میں کافی وقت لگا اور دیر بھی ہوئی ہے۔ بہر حال اُس کی کاپی اب میں نے وہاں ارسال کر دی ہے۔ ایک کاپی آپ کی خدمتِ اقدس میں بھی ہدیۃً ارسال کر رہا ہوں۔ میں وہاں رابطہ کروں گا کہ اُن کے شکریہ (Courtesy) کے ساتھ یہ مقالہ سالانہ معارفِ رضا 2013ء میں شامل ہو سکے۔

اچھی شاعری کلام کی جان اور شان ہے آج کل ماشاء اللہ آپ کا خصوصی میلان نظمی ادب کی طرف لائقِ تحسین ہے۔ حضرت علامہ پیر زادہ محمد اقبال احمد فاروقی صاحب کے حضور آپ کا نذرانۂ عقیدت: "ابرِ گوہر بار ہے خامہ نرالہ آپ کا" جامع، پُر مغز اور خوب دل نشین ہے۔

پروفیسر دلاور خاں کے اداریے، محترم عبید الرحمٰن کے معاشیاتی مضامین کا تسلسل، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے اپنے ایریا سے متعلقہ سائنسی رضویاتی مضامین کا اجرا نہایت مسرّت افزا ہے۔ ادارے کے تمام اراکین کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

❑ علامہ محمد منشا تابش قصوری، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

محترم المقام حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج گرامی!

آپ کی علالت پر جتنی تشویش تھی، آپ نے فون پر اسے دور کر کے خوشی و مسرت کا پیغام دیا۔ اللہ کرے آپ جلد روبصحت ہوں اور معمولاتِ عامّہ وخاصّہ کو بروئے عمل لائیں۔ مبلغِ اسلام حضرت علامہ سید تراب الحق شاہ صاحب اور حضرت علامہ مولانا علامہ پیر منظور احمد صاحب ہمدانی مدظلھما کی شدید علالت نے بھی شدید پریشان کیا۔

مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت کی جس طرح آپ اور ان حضرات نے آبیاری فرمائی ہے وہ مثالی ہے، مگر جب آپ لوگوں کی بیماری کی خبریں آئیں تو اضطراب بڑھتا ہی گیا، دل چاہتا تھا کہ خود حاضری دیتا، مگر آپ پر میری کیفیت عیاں ہے۔ غنیمت ہے کہ آپ حضرات کی دعاؤں سے چل پھر رہا ہوں۔ گو عمر کے اس حصّے میں ہوں کہ یومیہ ۱۰۰ر کیلو میٹر پرائیویٹ بسوں پر سفر کرنا کارے دارد، مگر اللہ تعالیٰ جَلَّ وَعَلَا کے فضل اور نبی کریم ﷺ کی نگاہِ رحمت کا صدقہ سکون میں ہوں۔ الحمد للہ علی کل حال۔

باقی حالات لائقِ صد شکر ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی کی نعمت سے جلد نوازے۔ احباو رفقا جو موجود ہیں انہیں سلام پیش کرتا ہوں۔

❑ پیر زادہ اِقبال احمد فاروقی، مدیر اعلیٰ ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور

محترمی ومکرّمی حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! ماہنامہ مجلّہ معارفِ رضا، نومبر 2012ء تشریف لایا۔ ماشاء اللہ آپ نے اسے گراں قدر مضامین سے سنوار کر گلہائے رنگا رنگ کا گلدستہ بنا کر شایع کیا ہے۔ آپ کے رفقاءِ کار آپ کی علالت کے باوجود بڑے اچھے مضامین لارہے ہیں۔ اگرچہ معارفِ رضا کا ہر مضمون "ہر گلے را

رنگ و بوئے دیگر است" کا مظہر ہے، مگر مجھے "تحریکِ پاکستان میں الشاہ احمد رضا خاں اور ان کے ہم عصر علما کی خدمات کا جائزہ" بڑا پسند آیا۔ ڈاکٹر محمد حسن امام مدظلہ العالی نے بڑی محنت کی ہے اور بڑی تحقیق سے ایسے حضرات کی دینی اور سیاسی خدمات پر قلم اٹھایا جسے ہم بھولے جا رہے تھے۔ حکیم معراج الدین امر تسری، محمد شفیع داؤدی، مولانا سید حبیب اللہ شاہ اور مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہم پر بڑے تحقیقی انداز میں لکھا ہے اور تحریکِ پاکستان کے گم نام تو نہیں، بنیادی مجاہدین کا تعارف کرایا ہے۔ ملک و قوم کی آزادی کی تحریک سے دل چسپی رکھنے والا ہر شخص اس مضمون کو پڑھ کر ڈاکٹر حسن امام صاحب کو ہدیۂ تحسین پیش کرے گا۔

بانیِ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا حضرت مولانا سید ریاست علی قادری کے مکتوبات بنام سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ آپ کے ادارے کے ابتدائی دور کا حصّہ ہیں، جس میں بڑی اہم باتیں سامنے آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سید ریاست علی قادری کو باغاتِ جنّت میں خوش رکھے۔ ان کا لگایا ہوا پودا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ثمرات کو چار دانگِ عالم میں پھیلا رہا ہے۔ مجھے سید نور محمد قادری مکتوب الیہ کے فرزندِ ارجمند سید عبداللہ شاہ قادری کو بھی ہدیۂ تحسین پیش کرنا ہے، جنھوں نے اپنے والدِ گرامی کے علمی خزینے سے یہ مکتوبات نکال کر معارفِ رضا کو مہیا کیے۔

میں آپ کے رفقائے قلم و علم کو سلام پیش کرتا ہوں، جنھوں نے آپ کی نگرانی میں معارفِ رضا کے معیار کو بلند سے بلند تر کر دیا ہے۔ آپ ایک عرصہ میری طرح علالت کی وادی میں سرگرداں رہے ہیں، مگر آپ مجھے بھولنے نہیں پائے۔ بیمار پرسی کرتے رہے، دعا کرتے رہے اور سلسلہ بڑھاتے رہے۔ پچھلے دنوں آپ نے "ابرِ گوہر بار ہے خامہ نرالا آپ کا" لکھ کر ممنون فرمایا ہے۔ آپ کا یہ تحفہ آپ کے "معارفِ رضا" میں چھپا اور میرے "جہانِ رضا" کی بھی زینت بنا۔

اللہ کرے آپ کی صحت بحال ہو، تندرستی ہے اور انوارِ رضا کو پھیلانے میں حصّہ لیتے رہیں۔

❑ ظفر محمود قریشی، منتظم سہ ماہی مجلہ البرہان الحق، واہ کینٹ ضلع، راولپنڈی

جناب محترم و مکرم سید وجاہت رسول قادری صاحب

سلام مسنون۔ خیریت مطلوب!

جناب والا آپ کی خدمتِ اقدس میں محترم جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی کتاب "تقاریظ امام احمد رضا" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ایک نسخہ آپ کے لیے ایک نسخہ ادارے کی لائبریری کے لیے اُور ایک نسخہ پروفیسر دلاور خاں صاحب کے لیے ہے۔ قبول فرمائیں اور معارفِ رضا میں ایک جامع تبصرہ بھی شائع فرمادیں۔ بعض وجوہات کی بنا پر کئی تقاریظ کے تراجم نہ کیے جاسکے اور کئی تقاریظ مکمل شامل نہ کی جاسکیں۔ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

خبر نامۂ رضویات

❑ دعوت برائے مقالہ نگاری

سالنامہ معارف رضا ۲۰۱۳ء (اُردو) میں اشاعت کے لیے مقالات ۳۱ر مئی ۲۰۱۳ء تک ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں بذریعہ ڈاک یا کوریئر جمع کرائے جاسکتے ہیں۔ مقالات بذریعہ ای میل imamahmadraza@gmail.com پر بھی بھیج سکتے ہیں۔ مقالہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے معیار کے مطابق ہو۔ مقالہ نگاروں کے لیے ہدایات معارف رضا کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

❑ دعوت برائے رضا ہائر ایجوکیشن پروجیکٹ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا یونیورسٹی، کالجز اور مدارس کے اساتذہ، اسکالرز اور طلبا و طالبات کو امام احمد رضا اور متعلقاتِ رضا کے مختلف عنوانات پر تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔ موضوع کے انتخاب سے مقالے کی تکمیل تک ادارے کی طرف سے راہ نمائی اور مواد کی نشاندہی کی سہولت موجود ہے۔ خواہش مند افراد ادارۂ تحقیقات کے دفتر سے بذریعہ فون، ای میل یا ویب سائٹ رابطہ کریں۔

❑ ماہنامہ معارفِ رضا کے گزشتہ شماروں کی دستیابی

گزشتہ ۱۳ سالوں میں شائع ہونے والے ماہنامہ معارف رضا کے انفرادی شمارے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا سے دستیاب ہیں۔ ہدیہ مع عام ڈاک خرچ ۳۰ روپے فی شمارہ منی آرڈر کریں۔ دستیاب شماروں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

۲۰۰۰ء شمارہ جنوری، فروری، مارچ، اگست، ستمبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۰۱ء شمارہ جنوری، اپریل، جون، اکتوبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۰۲ء شمارہ جنوری، جون اور دسمبر
۲۰۰۳ء شمارہ نومبر اور دسمبر
۲۰۰۴ء شمارہ فروری، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۰۵ء جنوری، فروری، (مارچ، اپریل، مئی مشمولہ سالنامہ)، جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۰۶ء جون، جولائی، اگست اور ستمبر
۲۰۰۷ء شمارہ مئی، اگست اور دسمبر؛ ۲۰۰۸ء شمارہ جون
۲۰۰۹ء شمارہ جولائی، ستمبر، اکتوبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۱۰ء شمارہ مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۱۱ء شمارہ فروری، مارچ، اپریل، جون، جولائی، اگست، ستمبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۱۲ء جنوری، فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر اور دسمبر
۲۰۱۳ء جنوری، فروری

❑ ماہنامہ معارف رضا سال کی مکمل فائل

سال ۲۰۱۱ء کے تمام ۱۲ شماروں پر مشتمل فائل محدود تعداد میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے دستیاب ہیں۔ ہدیہ مجلد ۶۰۰ روپے مع رجسٹرڈ ڈاک خرچ۔
سال ۲۰۱۲ء کے تمام ۱۲ شماروں پر مشتمل فائل بھی اب ادارے سے دستیاب ہیں۔ ہدیہ غیر مجلد ۵۰۰ روپے، مجلد ۶۰۰ روپے مع رجسٹرڈ ڈاک خرچ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔

❑ امام احمد رضا ڈاٹ نیٹ www.imamahmadraza.net

گزشتہ ماہ پاکستان، انڈیا، امریکا، سعودی عرب، انگلینڈ، متحدہ عرب امارات، بنگلہ دیش، جرمنی، عمان، قطر، آسٹریلیا، کینیڈا، چین، ماریشس، نائجیریا، ہالینڈ، ایران، کویت، سری لنکا، ناروے، سرینام، بحرین، فرانس، انڈونیشیا، اٹلی، لیگزمبرگ، ملائیشیا، نیپال، یوگینڈا اور جنوبی افریقہ، وغیرہ ممالک کے ۱۲۹ سے زائد شہروں سے ایک بڑی تعداد میں قارئین نے ادارے کی سائٹ www.imamahmadraza.net ملاحظہ کی۔

❑ رضویات کے حوالے سے جرائد و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین و مقالات

(۱) مولانا محمد فروغ القادری: ''فتاویٰ رضویہ کی نشأۃ ثانیہ اور بحر العلوم''، ماہنامہ کنزالایمان، دہلی، فروری ۲۰۱۳ء، ص ۵۵ تا ۵۶۔
(۲) منظر امن مصباحی: ''ڈومس ڈے (مفروضۂ یومِ قیامت) پر اعلیٰ حضرت کا ردِّ بلیغ''، ماہنامہ کنزالایمان، دہلی، فروری ۲۰۱۳ء، ص ۵۷ تا ۵۸۔
(۳) علامہ پیر محمد تبسّم بشیر اویسی: ''محافلِ میلادِ مصطفیٰ کے آداب (فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں)''، ماہنامہ امیر ملّت، لاہور، جنوری ۲۰۱۳ء، ص ۳۱ تا ۳۷۔
(۴) الطاف مجاہد: ''امام احمد رضا اور ان کے معاصرینِ سندھ''، ماہنامہ الہام، بہاولپور، فروری ۲۰۱۳ء، ص ۳۰ تا ۳۲۔
(۵) علامہ محمد حسن علی رضوی: ''علم کا سمندر، قلم کا بادشاہ''، ماہنامہ النّظامیہ، لاہور، جنوری ۲۰۱۳ء، ص ۷ تا ۱۴۔
(۶) مولانا سیّد صابر حسین شاہ بخاری: ''امام احمد رضا اور پیر مہر علی شاہ''، مجلہ البرھان الحق، واہ کینٹ، جنوری تا مارچ ۲۰۱۳ء، ص ۴۲ تا ۴۵۔
(۷) علامہ پیر سید محمد فاروق القادری: ''فاضل بریلوی اور امورِ بدعت'' (قسط نمبر ۴۳)، ماہنامہ آوازِ حق، پشاور، جنوری ۲۰۱۳ء، ص ۴ تا ۵۔
(۸) علامہ پیر سید محمد فاروق القادری: ''فاضل بریلوی اور امورِ بدعت'' (قسط نمبر ۴۴)، ماہنامہ آوازِ حق، پشاور، فروری ۲۰۱۳ء، ص ۴ تا ۵۔
(۹) علامہ پیر محمد چشتی: ''مدارج العرفان فی مناھج کنزالایمان'' (قسط نمبر ۴۹)، ماہنامہ آوازِ حق، پشاور، جنوری ۲۰۱۳ء، ص ۱۵ تا ۳۸۔
(۱۰) علامہ پیر محمد چشتی: ''مدارج العرفان فی مناھج کنزالایمان'' (قسط نمبر ۵۰)، ماہنامہ آوازِ حق، پشاور، فروری ۲۰۱۳ء، ص ۲۱ تا ۳۶۔
(۱۱) علامہ محمد صدیق ہزاروی: ''حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ''، ماہنامہ پیغامِ اہلِ سنّت، فیصل آباد، جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ، ص ۸ تا ۱۲۔